BURAQ READER

صحرائے محبت کے اختتام کے چھ ماہ بعد:-

یہ منظر ہے خانزادہ ہاسپٹل کا جہاں ایک ایمرجنسی روم کے باہر ڈیول بے چینی سے چکر کاٹ رہا تھا تو دلشاد، داہم اور ماہر دیوار کے ساتھ رکھی سیٹوں پر براجمان تھے

داہم اور ماہر ایک ساتھ بیٹھے تھے اور ڈیول کو گھنٹا گھر بنے دیکھ کر اب ان کی گردنوں میں درد ہو گیا تھا جبکہ دلشاد عنایہ کے ساتھ بیٹھا اسے اپنے ایک ہاتھ کے حصار میں لیے ہوئے تھا عنایہ کا بھرا بھرا سا وجود دلشاد کے لیے اس کی فکر مندی کا باعث تھا ان کے گھر بھی خوشخبری آنے میں اب ایک ماہ ہی رہ گیا تھا جبکہ نمل اور نوریز کے ہاں دو ماہ ماہر اور دلکش بھی عمرے کی ادائیگی سے واپس اچکے تھے مہک اور عائشہ کے ہاں سے بھی سب کو خوشخبری ملنے والی تھی سب لوگ اپنی زندگیوں میں بے حد خوش اور مگن تھے ہاسپٹل آنے کے لیے سب ہی ایکسائیڈڈ تھے لیکن ڈیول نے سب کو منع کرتے کہا تھا کہ آیت کی ڈیلوری ہوتے ہی ڈاکٹرز کی پریمیشن سے وہ جلد ہی پیلس بنا ہاسپٹل میں مزید آیت کو سٹے کروائے لے آئے گا دلکش تو اپنے بھتیجوں کی خوش آمدید کے لیے پیلس کو سجائے بیٹھی تھی تو نمل ، نوریز اور داہم بھی وہی موجود تھے جنت بیگم اور کاشان صاحب لندن گئے ہوئے تھے اپنے کچھ عزیزوں کے پاس تو احان صاحب بزنس ٹور پر جبکہ وہاب صاحب اور زریش بیگم وہاب صاحب کے کسی دوست کی عیادت کے لیے لاہور گئے تھے۔

"یار زرین بھائی بیٹھ جائیں نا مجھے چکر آرہے ہے آپ کو ایسے چکر کاٹتے ہوئے دیکھ کر"

داہم نے منہ بنائے اپنے سر کو تھامتے ہوئے کہا تو ڈیول نے داہم کی طرف دیکھا سب ہی دیکھ سکتے تھے کہ ڈیول کے چہرے پر پریشانی اور فکر مندی صاف نظر آرہی تھی جبکہ داہم کی شرارت سے کہنے پر ماہر ،دلشاد اور عنایہ مسکرائے ۔

"آیت ٹھیک تو ہوگی نا اگر آیت کو کچھ بھی ہوا نا میں نے ان گدھے کے بچوں کو زندہ گاڑھ دینا ہے "ڈیول نے پہلے بے بسی سے پھر اپنی اولاد کے بارے میں یہ لفظ ادا کیے سب منہ کھولے حیرت سے ڈیول کو دیکھنے لگے سوائے دلشاد کے وہ دنیا کا پہلا باپ تھا جو اپنے بچوں کو دنیا میں آنے سے پہلے ہی زندہ گاڑھنے کی بات کر رہا تھا اور خود ڈیول کنگ ہوتے ہوئے انھیں گدھے کے بچے کہ رہا تھا اور ڈیول کی بات سنتے ہی دلشاد کا چھت پہاڑ قہقہہ گونجا ۔

"میرے سڑے ہوئے سالے تو ہی وہ گدھا ہے جس کی وہ اولاد ہونگے "دلشاد نے ہنستے ہوئے کہا تو ڈیول نے دلشاد کو خونخوار نظروں سے گھورا ۔

"بھائی کچھ نہیں ہوگا بھابھی کو اطمینان رکھیں اور دعا کرے "عنایہ نے ڈیول کو تسلی دینی چاہی مگر بے سود کوئی آیت سے پوچھتا کے ڈیول کو اس کی کتنی فکر تھی تو وہ بتاتی

پریگننسی کے سارے مرحلے میں کبھی نماز پابندی سے ادا نا کرنے والا شخص اپنی بیوی اور بچے کے لیے تہجد کا بھی پابند ہو گیا تھا لیکن کسی کی نظر میں لائے بغیر آیت کو ڈیول کو نماز پڑھے دیکھ اپنی قسمت پر ہمیشہ رشک ہوتا تھا اور ڈیول خود کو خوش نصیب سمجھتا تھا کہ اللہ نے اسے چاہے اولاد اور بیوی کی وجہ سے ہی صحیح پر اپنے سامنے سر جھکانے کے قابل سمجھا تھا اور اب وہ اس سعادت کو دل وجان سے ادا کرتے سرشار ہو رہا تھا۔

"ہاں میرے سڑے ہوئے سالے ببر شیر آرہا ہے دنیا میں پریشان نہیں خوش ہوں" دلشاد نے بھی ڈیول کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ببر شیر تو ہونگے میری اولاد جو ہیں" ڈیول نے بھی ایک پرسکون سانس لیتے خود کو پرسکون کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا تو ڈیول کی بات پر دلشاد کے ماتھے پر بل پڑے۔

"میرا ادامادہے اس لیے ببر شیر ہے سمجھا" دلشاد نے ڈیول کو دیکھتے جتایا دلشاد کی بات پر ڈیول نے اپنی لہو ہوتی آنکھوں کا رخ دلشاد کی طرف کیا اپنی اولاد اور بیوی کے

لیے اس نے ایک ایک پل بے چینی سے کاٹا تھا اور آج اس کا منحوس بہنوئی اس لی اولاد کو ببر شیر بھی اپنی ہی وجہ سے کہ رہا تھا ڈیول کا دل چاہا آج اس بہنوئی کا قصّہ ہی ختم کردے لیکن کر نہیں نا سکتا تھا بیچارہ ہمارا معصوم ڈیول۔

"اولاد میری خون میرا اور پریشان میں ہوں گن گن کردن میں نے کاٹے اور ببر شیر تیری وجہ سے کیوں منحوس بہنوئی ؟؟" ڈیول نے ناگواری سے دلشاد کو دیکھتے ہوئے لہا۔

"کیونکہ وہ میرا اداماد ہوگا" دلشاد نے بھی گردن اکڑا کر کہا ڈیول کچھ کہتا کے فی میل ڈاکٹر ایک نرس کے ساتھ ایمرجنسی ورڈ سے باہر آتی نظر آئی تو ڈیول ڈاکٹر کی طرف قدم بڑھا گیا۔

"میری کوئین کیسی ہے ؟؟" ڈیول نے ڈاکٹر پر اپنی لہو دیتی آنکھیں گاڑے پوچھا تو اس ڈاکٹر نے چیئر پر بیٹھے داہم کو تھوک نگلتے دیکھا جو ڈاکٹر کی گھبراہٹ سمجھتے قدم اٹھاتا ڈیول کے قریب آیا آیت کی پریگننسی کے دوران وہی ڈاکٹر آیت کا چیک اپ کرتیں تھیں پیلس جا کر اور فل چیک اپ کے لیے وہی ڈاکٹر آیت کو خانزادہ ہوسپٹل میں

اٹینڈ کرتیں تھیں وہ اس شہر کی بہترین گائنا کالوجسٹ میں سے ایک جو تھیں لیکن انھوں نے آج تک اتنا عجیب آدمی نہیں دیکھا تھا جو باپ بننے پر خوش ہونے کے بجائے اپنی بیوی کے لیے زیادہ پریشان رہتا تھا اور اگر آیت کی زرا سی بھی طبیعت خراب ہو جاتی تو ڈیول خانزادہ ہاسپٹل اور پیلس کو پورے سر پر اٹھا لیتا تھا تو وہ ڈاکٹر ڈیول سے بات کرنے کے بجائے داہم سے یا عنایہ سے ہی بات کیا کرتیں تھیں۔

"زین بھائی کام ڈاؤن پلیز" داہم نے ڈیول کے کندھے پر ہاتھ رکھتے تسلی دیتے کہا تو ڈیول نے ایک نظر داہم کو دیکھتے پھر ڈاکٹر پر نظریں گاڑھی۔

"میرا داماد کیسا ہے؟؟" یہ دلشاد صاحب تھے جو داہم کو بازؤ سے تھامتے ہوئے پیچھے کرتے ہوئے ڈیول کے برابر کھڑے ہوتے پوچھنے لگے تو اب ڈاکٹر نے پریشانی سے دلشاد وہاب خانزادہ کو دیکھا انھیں کون نہیں جانتا تھا لیکن داماد کون سا داماد؟؟ ڈاکٹر بیچاری تو پہلے ہی ڈیول کی خونخوار نظروں کے حصار میں تھی اور ایک ان صاحب کی بے تکی بات سن کر ڈاکٹر کا سر چکرانے لگا گیا دلشاد وہاب خانزادہ کی بیٹی کب ہوئی اور اتنی بڑی بیٹی کہاں سے آئی کے داماد کا پوچھ رہا رہیں ہے یہ ماشاء اللہ کتنے جوان ہیں

ابھی تو یہ اور داماد اس ہاسپٹل میں کہاں سے آیا اور ان سے کیوں پوچھ رہیں ہیں یہ وہ تو آیت کی ڈیلوری کروا رہیں تھیں اب کی دفعہ عنایہ جو کے دلشاد کے پاس آئی تھی ڈاکٹر نے اسے دیکھا۔

"آپ کی بیٹی ؟؟ داماد۔۔میرے خیال سے تو آپ لوگ ابھی فرسٹ چایلڈ ایکسپیکٹ کر رہیں ہیں"ڈاکٹر نے پریشانی سے عنایہ سے پوچھا جبکہ دلشاد کی بات اور ڈاکٹر کے سوال پر عنایہ نے اپنے پیچھے کھڑے داہم کو دیکھا اور داہم نے عنایہ کو کیا کرے وہ لوگ ان دونوں سالا بہنوئی کا۔

"جی ہمارا فرسٹ چایلڈ ہے الحمدللہ اور داماد میں اس اپنے سڑے ہوئے سالے کے بیٹے کو بول رہا ہوں وہ میرا داماد ہوگا فیوچر میں"عنایہ جواب دیتی کے دلشاد نے فٹاک سے ڈاکٹر کے سوال کا جواب دیا تو ڈیول اب بھی ڈاکٹر کو خونخوار نظروں سے گھورتا غصّے سے پاگل ہوا جارہا تھا جبکہ دلشاد کی بات سنتے ڈاکٹر کا حیرت سے منہ کھل گیا وہ فورپیس سوٹ میں کھڑے اس شارپ بزنس مین کو دیکھنے لگی جو کتنی بے تکی بات کر رہا تھا جبکہ ڈاکٹر کا خود کو یوں دیکھتا پا کر دلشاد کو بھی زیادہ خوشی نہیں ہوئی۔

"لیکن۔۔۔" ڈاکٹر کچھ بولنے کے قابل ہوتی کے ڈیول نے انھیں ٹوکا۔

"میری بیوی "ڈیول نے اب ایک قدم آگے لیتے پوچھا تو ڈاکٹر نے پھر اس پھرے ہوئے شیر کو دیکھتے ایک سانس میں دلشاد کی باتوں پر مٹی ڈالتے آیت کی کنڈیشن بتائی۔

"مسز زین ٹھیک ہیں سر اور آپ کے ہاں مبارک ہو جڑواں بیٹے ہوئے ہیں اور وہ بھی بلکل۔۔۔" ڈاکٹر پہلے ڈر سے پھر تھوڑی ہمیت جما کرتے ہوئے ڈیول کے سامنے مسکراتے مبارک بات دینے کی کوشش کرنے لگیں اور ان کے بیٹوں کے متعلق بتانے لگی جب ڈیول نے بس آیت کی خیرت کو سنتے ہی سکون کا سانس لیا اور بے ساختہ الحمدللہ کہا۔

"سر آپ مل سکتے ہیں ہم نے انھیں ورڈ میں شفٹ۔۔" ڈاکٹر بول رہیں تھیں کے دلشاد بے ساختہ مسکراتا ہوا ڈیول کے پیچھے سے یک دم ورڈ کی طرف بڑھا جبکہ عنایہ اور داہم اور ماہر نے دلشاد کی بے تابی اور ڈیول کے دوبارہ غصّے میں آنے پر اپنا سر پکڑ لیا دلشاد نے مطلوبہ ورڈ میں آتے ہی کاٹ کو دیکھتے کاٹ کی جانب قدم بڑھائے اور

اس میں جھانکا جہاں ڈیول کے دو شہزادے اس نئی نئی دنیا کو دیکھنے کی کوشش کرتے ہوئے رونے والے تھے تو نرس نے بھی حیرت سے دلشاد وہاب خانزادہ کو دیکھا نرس آیت کی ٹرپ سیٹ کر رہیں تھیں جو کہ ابھی بھی غنودگی میں تھی دلشاد نے ڈیول کے دونوں شہزادوں کو دیکھتے جو ایک تو سکائے بلیو بیبی بلینکٹ سے کور تھا تو دوسرا وائٹ دلشاد نے وائٹ بلینکٹ میں کور بیبی کو اٹھایا تو وہ بیبی جو رونے کی فراغ میں تھا یک دم سست ہو گیا جبکہ دوسرا والا اب تو رونے ہی لگ گیا تھا دلشاد محبت سے اس شہزادے کو دیکھ رہا تھا جو اب زرا سی اپنی نیلی آنکھیں کھولے چہرے پر معصومیت اور سفید گلابی رنگت کے ساتھ دلشاد کو دیکھنے لگا تھا اور اسی پل ڈیول اور ڈیول کے پیچھے داہم عنایہ اور ماہر بھی روم میں داخل ہوئے وہ دنیا کا پہلا بچہ تھا جسے اس کے باپ سے پہلے اسکے سسر نے گود میں لیا تھا دلشاد نے اس بیبی کے کان سے یک دم تھوڑا سا بلینکٹ ہٹاتے اذان پڑھی وہ بچہ خاموشی سے بنا کسمسائے دلشاد کی باہوں میں جیسے ہر پاک لفظ کو اپنی روح میں اتار رہا تھا یہ لمحہ دیکھتے ہوئے ڈیول غصّہ بھولائے بے ساختہ مسکرایا۔

"ضیغم زین کمال" دلشاد نے اذان مکمل سماعت کرتے بے ساختہ مسکراتے ہوئے

ڈیول کے اس شہزادے کے گالوں کو چھوتے اس کا نام اپنے لبوں سے ادا کیا جس نام کا مطلب تھا ببر شیر۔

دلشاد ضیغم زین کمال کو اٹھائے پیار کرنے میں بے حد مشغول تھا جب کے دوسرا بیبی اب زور و شور سے اپنی موجودگی کا بھی احساس دلشاد کو کروا گیا کیونکہ وہ صاحب رو جو رہے تھے تو ماہر فورا آگے ہوتے اس بیبی کو اپنے حصار میں لے گیا لیوک نیلی آنکھوں والا ڈیول کا یہ شہزادہ بہت خوبصورت تھا ماہر نے اس بیبی کے کان سے زرا سا بلینکٹ ہٹاتے اس کے کان میں اذان ادا کرنے کی سعادت پائی وہ بیبی تو جیسے یک دم مسکرایا ضیغم خاموش سا دلشاد کو دیکھ رہا تھا جبکہ یہ والا بیبی ماہر کی گود میں جاتے ہی نا صرف خاموش ہوا بلکہ ماہر کو لگا جیسے وہ مسکرا بھی رہا ہے ڈیول اپنے دونوں بہنوئیوں کے پاس اپنے شہزادوں کو دیکھتے آیت کو دیکھنے لگا جو ان شہزادوں کو دنیا میں لانے کے لیے کس قدر تکلیف کی شکار ہوئی تھی آیت کی ہلکی سی پلکیں اٹھنے لگی تو ڈیول فورا اپنی کوئین کے پاس اسی کے بیڈ پر زرا فاصلے پر بیٹھتا آیت کو غور سے

دیکھنے لگا جو اب پوری آنکھیں کھولے ڈیول کو دیکھتی مسکرا رہی تھی۔

"تم ٹھیک ہو میری جان ؟؟"ڈیول نے پریشانی سے آیت کی پیشانی کو اپنے لبوں سے چھوتے ہوئے پوچھا جس پر آیت نے مسکراتے سر اثبات میں ہلایا۔

"زین تم نے ہمارے بیبیز دیکھے ؟؟" آیت نے ڈیول سے سوالیہ نظروں سے پوچھا کیونکہ ڈیول نے آیت سے کہا تھا کے جب تک تم ڈیلوری کے بعد صحیح سلامت نہیں دیکھتی میں ان گدھوں کو نہیں دیکھوں گا۔

"نہیں اب دیکھوں گا نا اپنی کوئین کے ساتھ "ڈیول نے آیت کا ہاتھ بلند کرتے نرمی سے اپنے لبوں سے چھوتے آیت کو جواب دیا جس پر آیت پھر مسکرائی جبکہ دلشاد اور ماہر ڈیول اور آیت کے شہزادوں کو گود میں لیے اب بھی پیار کرنے میں مصروف تھے جبکہ داہم اور عنایہ آیت سے اس کی خیریت دریافت کرنے لگے۔

"ہمیں بھی ملوا دوں ان شہزادوں سے آفٹر آل میں بھی پھوپھا ہوں انکا" داہم نے جیسے تنگ آکر دہائی دی تو ڈیول جو کہ اب آیت کو اسی کے بیڈ پر پیچھے کی جانب ٹیک لگائے ایک ہاتھ کے حصار میں لیے ہوئے تھا اور عنایہ اور داہم جو پاس رکھے کاوچ

پر بیٹھے تھے داہم کی بات سنتے وہ تینوں مسکرائے۔

"اوکے یہ لو لیکن میرے داماد کو تنگ مت کرنا" دلشاد نے آگے بڑھتے خوش دلی دیکھاتے ہوئے داہم کو ہدایت کی تو داہم نے منہ بنایا لیکن دلشاد کے بیبی تھمانے پر خوش دلی سے ضیغم کو گود میں لیا جو کے اپنے باپ جیسی نیلی آنکھوں سے داہم کو دیکھ رہا تھا۔

"یہ کتنا پیارا ہے" داہم نے بے ساختہ کہا تو ضیغم جیسے اپنی تعریف پر مسکرایا تو داہم کو اس کے دونوں گالوں پر گڈھے نظر آئے۔

"زرین بھائی یہ۔۔۔اس کے ڈمپلز پڑتے ہیں بلکل آپ جیسے" داہم نے حیرت سے خوشی سے چہکتے ہوئے سب کو انفارم کیا تو عنایہ کے ساتھ کچھ دیر پہلے بیٹھے دلشاد نے فورا داہم کی گود سے ضیغم کو لیتے اس کا چہرہ دیکھا جس پر داہم کا منہ دوبارہ بن گیا تو ضیغم بھی بلکل سست پڑ گیا۔

"نہیں تو" دلشاد نے پریشانی سے کہا۔

"ارے بھائی پڑتے ہیں یہ ابھی مسکرایا تھا" داہم نے دلشاد کو آگاہ کیا جس پر دلشاد

نے دوبارہ ضیغم کو دیکھا لیکن وہ اب بھی سست دلشاد کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔

"مجھے بھی دے نا میرے بھتیجے کو" اب عنایہ کی بے صبری جیسے عروج پر تھی تو دلشاد عنایہ کی طرف متوجہ ہوتا ضیغم کو اب عنایہ کو تھما گیا عنایہ کی گود میں جاتے ضیغم پھر مسکرایا تو عنایہ نے بھی دیکھا کے اسکے گال پر ہلکے سے گڑھے پڑے ہیں۔

"ہاں زی بھائی اس کے ڈمپلز ہیں۔۔ میرا بیبی" عنایہ نے بھی مسکراتے پھر ضیغم کو کس کرتے کہا تو دلشاد جو کہ اب آیت کی طرف متوجہ اس سے خیریت پوچھ رہا تھا پھر عنایہ کی طرف لپکا لیکن دلشاد کو دیکھتے ضیغم پھر سست پڑ گیا جبکہ دلشاد اور عنایہ اور باقی سب بھی دلشاد اور عنایہ کا پریشان چہرہ دیکھ رہے تھے۔

"بھائی یہ آپ کو دیکھتے بلکل سست کیوں ہو جاتا ہے" داہم نے بھی حیرت سے کہا۔

"جس کو پیدا ہوتے ہی طنزیہ سسر مل جائے اس سے اور کیا امید رکھتے ہو تم چھوٹے خانزادہ" ڈیول نے داہم کی بات پر قہقہہ لگاتے کہا تو ڈیول کی آواز سنتے ہی جیسے ضیغم کو رونے کا دورا پڑا۔

"کیا ہوا میرا بچہ۔۔۔" عنایہ نے ضیغم کے رونے پر اس کو چپ کروانے کی کوشش

کرتے کہا۔

"جس کو پیدا ہوتے ہی اپنے باپ کی خر جیسی قہقہہ کی آواز سنی پڑ جائے وہ روئے نہیں تو کیا کرے" دلشاد نے بھی عنایہ کی گود سے ضیغم کو لیتے ڈیول کو بھگو کر طنز مارا تو ڈیول تو بس پہلو بدل کے ہی رہ گیا جبکہ ضیغم اپنے سسر کی گود میں جاتا دوبارہ سست ہو لیا۔

"یہ بہت مسکراتا ہے جب سے مسکرائے جارہا ہے اور اس کے دائیں گال پر ڈمپل بھی پڑتا ہے ماشاء اللہ بہت پیارا ہے یہ شہزادہ" ماہر جو کب سے ڈیول کے دوسرے شہزادے کے ساتھ مصروف تھا مسمرائز سا بولا تو سب کا دھیان اب ماہر کی طرف ہوا۔

"مطلب مجھ پر گیا ہے۔۔بھابھی کی بھابھی مجھے ہی دیکھتی رہتی ہونگی میں اتنی حسین شکل جو رکھتا ہوں اور میں اتنا ہینڈسم جو ہو اور قابل ڈاکٹر بھی الحمدللہ۔۔یا اللہ میرا شہزادہ میں بھی تو دیکھو جیسے ضیغم میرے پاس آتے مسکرایا تھا یہ تو دیکھنا کھلکھلا کر ہنسے گا۔۔۔" داہم جو اپنا سپیکر اسٹارٹ کیے ہوئے تھا ماہر کی گود سے اس بیبی کو لیتا

نان سٹاپ بولنے لگا جبکہ وہ بیبی داہم کی گود میں آتا پہلے تو داہم کو دیکھنے لگا لیکن پھر غور کرنے پر اسے داہم کی حسین شکل بلکل پسند نہیں آئی تو گلا پھاڑ کر رونے لگا اور داہم کی چلتی زبان کو یک دم بریک لگی اس کے تعارف کے لیے یہ بات ہی کافی تھی کہ اس نے داہم وہاب خانزادہ کی بولتی بنا بولے بند کی تھی۔

"ہاہاہا۔۔۔۔ اسے تیری یہی حسین شکل پسند نہیں آئی" دلشاد اور ماہر جیسے داہم کی صدمے میں ڈوبی شکل دیکھتے یکدم قہقہہ لگاتے بولے تو داہم نے منہ بناتے مگر ایک زور سے اس بیبی کو کس کرتے کہتے ہوئے عنایہ کو تھمایا داہم کے کس کرنے پر پھر وہ شہزادہ اور زور سے رونے لگا تو عنایہ کے پاس آتے ہی بہت خوبصورت مسکراہٹ کے ساتھ اپنی پریوں جیسی خوبصورت پھوپھی کو دیکھنے لگا۔

"مجھے بھی تو دیکھائے آپ لوگ ہمارے شہزادوں کو" آیت بھی اب بے صبری سے بولی تو دلشاد نے ضیغم کو ڈیول کی گود میں دیا جو اب ڈیول کو دیکھتا منہ کے زاویے بگاڑنے لگا جسے دیکھتے دلشاد کو ہنسی کا دورا پڑا۔

"دیکھ سسر کی طرح داماد کو بھی تو پسند نہیں آیا میرے سڑے ہوئے سالے" دلشاد

نے کہا تو ڈیول نے پہلے صدمے سے اپنے بیٹے کو پھر اپنے منحوس بہنوئی کو دیکھا لیکن اپنے ہاتھوں میں اپنے وجود کے حصے کو لیتے ڈیول جیسے خود کو الگ دنیا میں تصور کرنے لگا۔

"میرا شہزادہ" ڈیول نے عقیدت سے ضیغم کے گال کو مس کرتے کہا ڈیول کی آنکھوں میں پل میں نمی اتر آئی جسے ڈیول نے یک دم پیچھے دھکیلا وہ باپ کے عہدے پر فائز ہوا تھا وہ اللہ کی اس نعمت کا شکر کیسے ادا کرے گا؟ ڈیول بس سوچ ہی سکا لیکن ڈیول کی آنکھوں میں نمی کو آیت نے بخوبی نوٹ کیا وہ بہت غور سے اپنے شوہر اور بیٹے کو جو دیکھ رہی تھی ڈیول نے آیت کی گود میں ضیغم کو دیا تو وہ اپنی ماں کو دیکھتے نا صرف منہ کے زاویے درست کر گیا بلکہ کھل کر مسکرایا جسے مسمرائز سے ڈیول اور آیت دونوں دیکھ رہے تھے ڈیول نے جھک کر اپنے ضیغم کے ننھے سے ہاتھ کو اپنی انگلی میں تھامتے اس پر بوسہ دیا جس سے ڈیول کی بیرٹ کی چبھن سے ضیغم نے پھر منہ بنایا تو اس کی ماں ضیغم کو دیکھتی کھلکھلا کر ہنس دی جبکہ اب دلشاد عنایہ کے پاس بیٹھا جو کے ڈیول کے دوسرے شہزادے کے ساتھ مصروف تھی دلشاد کو دیکھتے وہ

شہزادہ مسکرایا لیکن اس کے صرف ایک ہی گال پر ڈمپل پڑتا تھا وہ بھی دائیں۔

"نام بہت پیارا رکھا ہے دلشاد بھائی آپ نے" آیت نے ضیغم کو پیار کرتے دلشاد سے کہا جو آیت کی بات پر مسکرایا دلشاد نے یہ نام کافی پہلے سے سوچ کر رکھا تھا وہ پہلا سسر تھا جس نے اپنی بیٹی کے پیدا ہونے سے سالوں پہلے اپنے داماد کا نام خود رکھا تھا۔

"اور اس شہزادے کا نام کیا ہوگا" عنایہ نے اپنے دوسرے بھتیجے سے پیار کرتے پوچھا تو ماہر آگے ہوا۔

"اس کا نام ضیام زین کمال ہوگا" ماہر نے کہا تو سب بے ساختہ مسکرائے سب کو ہی ڈیول کے دوسرے شہزادے کا نام بہت پسند آیا تھا تو عنایہ نے بھی اپنی جگہ سے اٹھتے ضیام کو ڈیول کی گود میں دیا جو اپنے باپ کو دیکھتا مسکرایا ڈیول نے ضیام کے گال پر بوسہ دیا اور آیت کو اپنے دوسرے بیٹے کا دیدار کروایا۔

"یہ دونوں تو ڈیول تم پر گئے ہیں بس ضیغم کی آنکھیں ہوبہو تم جیسی ہیں تو ضیام کی آنکھوں کا رنگ لیوک بلیو ہے اور ضیغم کے دونوں گالوں پر ڈمپل پڑتے ہیں تو ضیام

کے صرف دائیں گال پر" آیت نے اپنے دونوں بیٹوں کو باری باری دیکھتے کہا تو ڈیول نے بھی اپنے ڈمپل کی نمائش کی۔

"یارزین بھائی ضیام کو میں اپنا داماد بناؤ گا" داہم نے بھی آیت کے بیڈ کے پاس سٹول پر بیٹھتے کہا تو ضیام اس بات پر پھر گلا پھاڑ کر رونے لگا۔

"اسے نہیں بنا تیرا داماد" ماہر نے داہم کے کندھے پر قہقہہ لگاتے کہا تو داہم جیسے مایوس ہوا۔

"کوئی نہیں میرے بیٹے کو بنا لیو اپنا داماد۔۔جا کیا یاد رکھے گا" ماہر نے خوش دلی سے آفر کی جسے سنتے ہوئے جہاں سب مسکرائے وہی داہم یک دم اٹھتے ہوئے ماہر کو گلے لگا گیا۔

"بہت مبارک ہو سمدھی صاحب رشتہ پکا سمجھو" داہم نے ماہر کے گلے لگتے کہا تو ڈیول، دلشاد اور ماہر تینوں ہی قہقہہ لگا اٹھے وہ دنیا کے پہلے سسر تھے جو اپنے بیٹے بیٹی کی پیدائش پر مبارک بات وصول کرنے سے پہلے ایک دوسرے کو ان کے رشتہ پکا کرنے کی مبارک بات دے رہے تھے۔

****

آیت کو لیے اب سب لوگ ہی پیلس لوٹ چکے تھے جہاں ان کا استقبال بہت زور وشور سے منایا گیا ڈیول نے پیلس میں ہی آیت کے لیے تمام ہاسپٹل کی فیسلیٹیز اریج کروادیں تھیں تمام خواتین آیت کے روم میں موجود تھیں جو کچھ دنوں کے لیے گراؤنڈ فلور پر سیٹ کروایا گیا تھا تو تمام مرد حضرات لاونج میں۔

"ہائے میرا داماد۔۔" دلشاد دوبارہ ضیغم کو یاد کرتا مسکرایا جبکہ اب سب مرد حضرات نے دلشاد کو پاگلوں کی طرح دیکھا وہ کب سے ضیغم کو دیکھتے داماد کی ہی رٹ لگائے ہوئے تھا تو سب جیسے اب بے زار ہو گئے تھے۔

"داماد کے لیے ایک عدد بیٹی کی بھی ضرورت ہوتی ہے" نوریز نے دلشاد کو یاد کروایا۔

"ہے واقعی !!! مجھے لگا مالن کی ضرورت ہوتی ہے" دلشاد نے نوریز کی بات پر جل کر کہا تو نوریز نے منہ بنایا جبکہ سب کا قہقہہ گونجا۔

"بیٹی بھی پیدا کرہی لوگا" دلشاد نے نوریز کا منہ بنتا دیکھ پھر مسکرا کر کہا دلشاد کا بس چلتا تو چیخ چیخ کر سب کو اپنے داماد کے دنیا میں آنے کی خبر دیتا۔

"اور اگر بیٹی نا ہوئی تو ؟؟" داہم نے کہا۔

"بندے کی شکل منحوس اور لعنت کھانے والی ہوں تو بات ویسی نہیں کرتے پھٹکار پڑتی ہے ذلالت کی" دلشاد نے کہا تو داہم نے مسکینوں جیسی شکل بنائے ڈیول کو دیکھا۔

"کہ تو دیکھو کون رہا ہے جسے دیکھتے اس کا داماد سست پڑ جاتا ہے" ڈیول نے اپنے چھوٹے خانزادہ کی بے عزتی کا بدلہ لیتے ہوئے کہا۔

"سست پڑنا بہتر ہے منہ کے زاویے بگاڑنے سے" دلشاد نے بھی اپنے سر کی پشت پر دونوں ہاتھ باندھتے ایک پیر جھلاتے ہوئے کہا تو سب نے سر جھٹکا دلشاد وہاب خانزادہ سب کی سمجھ سے باہر تھا اتنے میں ہی دلکش ضیغم کو لیے اپنے روم کی طرف جانے لگی۔

"ارے کرسٹل باربی کہاں لے جا رہی ہو اسے ؟؟" داہم نے دلکش سے پوچھا تو

دلکش پلٹی۔

"اپنے روم میں مجھے اسے جی بھر کر دیکھنا ہے آیت سو رہی ہے اور ضیام بھی جبکہ یہ نہیں سو رہا تو میں نے سوچا اپنے روم میں لے جاتی ہوں اور باقی تمام خواتین بھی کچھ دیر میں آپ لوگوں کے پاس آتی ہی ہونگی" دلکش نے کہا تو سب ہی مسکرائے جبکہ ماہر نے بھی اپنی بیوی کے پیچھے اپنے روم کا رخ کیا۔

"تم کہا چلے بھئی ؟؟" نوریز نے ماہر کو کھڑا ہوتے دیکھ پوچھا جبکہ دلکش اپنے روم کی طرف بڑھ چکی تھی نوریز کی بات پر ماہر پلٹا۔

"اب اکیلی پھوپھو پیار کرے گی تو اچھا نہیں لگے گا ضیغم کو تو میں بھی ضیغم کو اور اسکی پھوپھو کو پیار کرنے جا رہا ہوں" ماہر نے ڈیول کی شکل دیکھتے قہقہہ لگا کر کہا کیونکہ یہ بات سنتے ڈیول کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا اور ڈیول نے اب کسی کی بھی پرواہ کیے بنا اپنا جوتا اتار کر ماہر کو کھینچ کر مارا جس کو ماہر نے ناکام بنایا اور دوسرے جوتے کے وار سے پہلے ہی اپنے روم کی طرف بڑھ گیا۔

****

"میر اپیارا شہزادہ" دلکش نے بیڈ پر بیٹھے ضیغم کو گود میں لیے ہوئے محبت سے اس کے گال چومتے ہوئے کہا جو کے اپنی نیلی آنکھوں سے اپنی بے حد خوبصورت پھوپھو کو دیکھتا ڈمپل کی نمائش کر رہا تھا ماہر روم میں آیا تو دلکش کو ضیغم کے ساتھ مگن دیکھتے بنا آواز کیے دروازہ بند کرتا دلکش کے پاس بیڈ پر بیٹھتا اسے اپنے حصار میں لے گیا ماہر کی موجودگی نوٹ کرتے دلکش فورا گڑبڑائی۔

"آپ نے مجھے ڈرا دیا ماہر۔۔" دلکش نے ماہر کو ایک نظر دیکھتے پھر ضیغم کو دیکھتے شکایت کی وہ شخص اس کی زندگی میں آتے ہی تم سے آپ ہو گیا تھا۔

"مجھے بھی پیار کر لو بیگم۔۔" ماہر نے دلکش کی شکایت سنتے دلکش کے کندھے سے بال سائیڈ پر کرتے اپنی تھوڑی ٹکا کر کہا ماہر کی بیرڈ کی چھبن سے دلکش کسمسائی تو ماہر مسکراتا دلکش کے پیٹ پر دونوں ہاتھ باندھ گیا۔

"ماہر۔۔۔ ضیغم" دلکش نے ماہر کی حرکت پر پھر ماہر کے لبوں کو اپنی گردن پر محسوس کرتے کہا تو ماہر نے ایک نظر ضیغم کو دیکھا جو بہت غور سے دلکش کو دیکھ رہا تھا۔

"آو و بھتیجے یہ میری بیوی ہے نظروں کو سنبھا لوں" ماہر نے شرارت سے ضیغم سے کہا جو ماہر کو دیکھتا پھر دلکش کو دیکھتا پھر مسکرایا تو دلکش اور ماہر بھی مسکرائے۔

ڈیول روم میں آیا تو ضیام اور آیت کو سوتا پا کر بیڈ کے قریب ضیام کے پاس آکر بیٹھ گیا ڈیول ضیام کو سوتا دیکھ اپنی اولاد کی معصومیت پر بے ساختہ مسکرایا اور اس کے گال پر کس کرنے لگا اور ڈیول کی بیرٹ اپنے نرم وملائم گال پر محسوس کرتے ضیام اب یہ تشدد نا برداشت کرتے ہوئے گلا پھاڑ کر رو یا اب ہاسپٹل میں عزت رکھ لی تھی زین کمال حفیظ کی تو اب اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ ڈیول کا جب بس چلے اس ننھے سے شہزادہ کو اپنی بیرٹ محسوس کروائے ضیام کے رونے سے آیت ہڑبڑا کر اٹھی تو ڈیول بھی گڑبڑاتا ہوا ضیام سے دور ہوا۔

"کیا ہوا زین ۔۔۔کیا کیا تم نے میرے بیٹے کے ساتھ" آیت نے اپنے بیٹے کو روتا پا کر ڈیول کو گھورا اور ضیام کو گود میں اٹھاتی پیار کرنے لگی جو آیت کی گود میں آتے ہی لیوٹ سی ادا سے منہ بناتا سبکی لینے لگا جبکہ ڈیول تو حیرت سے اپنے بیٹے اور اس کی

ماں کو دیکھ رہا تھا وہ اس کی بھی اولاد ہے وہ اس کے ساتھ کیا کرے گا بھلا پیار ہی کر سکتا ہے۔

"میں تو بس پیار کر رہا تھا جان۔۔یہ گلا پھاڑ کر رونے لگا" ڈیول نے اصل بات بتائی جبکہ ڈیول کی بات پر ضیام پھر گلا پھاڑ کر رونے لگا تو آیت نے ڈیول کو گھورا۔

"کیسا پیار کیا ہے جنگلیوں کی طرح زین" آیت نے پھر اپنے بیٹے کو چومتے ہوئے ڈیول کو گھور کر کہا جس پر ضیام کو تسلی ہوئی۔

"میں تو بس کس۔۔۔" ڈیول وضاحت ہی دے رہا تھا کہ ضیام گلا پھاڑ کر پھر رونے گا تو اب ضیام کی آواز سنتے سب ہی روم میں داخل ہوئے۔

"کیا ہوا بھابھی" مہک نے فکر مندی سے اندر داخل ہوتے پوچھا جبکہ ہشام نور یز نمل ہالے داہم عائشہ جیک عنایہ دلشاد اور دلکش ماہر بھی پریشانی سے انھیں دیکھنے لگے۔

"زین نے پتا نہیں کیا کیا ہے کہ ضیام گلا پھاڑ کر رو رہا ہے" آیت نے خونخوار نظروں سے ڈیول کو دیکھتے ہوئے کہا ڈیول بیچارہ مہک کو دیکھتے معصوم شکل بنا کر رہ گیا۔

"بش بش میرا بیبی۔۔۔پھوپھو ابھی چپ کروائے گی آپ کو" مہک نے ضیام کو آیت کی گود سے لیتے ہوئے محبت سے چومتے کہا تو ضیام مہک کی گود میں جاتا پل میں رونا بھولائے اپنی خوبصورت سانولی سی پھوپھو کو دیکھتے مسکرانے لگا اور ضیام کے چپ ہوتے ہی جیسے سب نے سکون کا سانس لیا۔

"پھوپھو کے ساتھ پھوپھا بھی پیار کرے گے ضیام کو" ہشام نے بھی آگے بڑھتے مہک کے ہاتھوں کو پیچھے سے حصار میں لیتے ضیام کو دیکھا اور ہشام سر جھکائے ضیام کو کس کرنے والا تھا کہ ضیام ہشام کا ارادہ سمجھتے پھر اپنا باجا بجا گیا تو ایک بار پھر سب بوکھلائے۔

"لاؤ مجھے تو خالہ کے پاس چپ ہوگا میرا شہزادہ۔۔۔" عائشہ نے مہک کی گود سے ضیام کو لیتے مسکراتے ہوئے ضیام کی چھوٹی سی ناک پر کس کرتے کہا تو ضیام پھر اپنا رونا بھولائے کھل کر مسکرایا تو جیک بھی عائشہ کے پاس آتا ضیام کو دیکھنے لگا جو اپنی خالہ کو دیکھنے میں مشغول تھا جیک نے ضیام کا ہاتھ تھامتے اسے کس کرنا چاہا جیک کو بیبیز بہت پسند تھے وہ تو بے صبری سے ڈیول کے بچوں کا انتظار کر رہا تھا اور

جب جیک کو پتا چلا تھا کہ وہ باپ بننے والا ہے تب سے جیک بہت خوش تھا اتنا کے وہ ہمیشہ عائشہ سے کہتا تھا کہ اسے ایک چھوٹی سی پرنسس چاہیے عائشہ کی پریگنینسی کومپلیکیٹڈ تھی لیکن ڈاکٹر نے تسلی دی تھی کہ اگر مکمل خیال رکھا جائے تو خطرے لی کوئی بات نہیں جیک اور باقی سب ہی عائشہ کو ہاتھ کا چھالا بنائے رکھتے تھے جیک کا ارادہ ضیام کو پسند نہیں آیا تو پھر ہونٹ بلکانے لگا جس کو جیک نے حیرت سے دیکھا تو عائشہ نے فورا جیک کو پیچھے کیا جب کے جیک کو جیسے دھکا لگتے دیکھ ضیام کو مزہ آیا تو وہ مسکرایا جبکہ جیک نے ضیام ایک دن کے بچے کی اس حرکت کو آنکھیں پھاڑے دیکھا ضیام کو اب عائشہ کے پاس دیکھتے ہالے کو بھی داہم کو گود میں لینے کی بے تابی ہوئی تو ہالے بھی اگے ہوتی ضیام کو گود میں لے گئی جبکہ جیک عائشہ کے پاس ضیام کے جاتے ہی واپس کھڑا ہوا۔

"ہائے میلا چھوتا بابو۔۔" ہالے ضیام کو دیکھتی جو اسے دیکھتا مسکرا رہا تھا اور اس کے دائیں گال پر ہلکا سا ڈمپل پڑ رہا تھا تو ہالے نے ضیام کے ڈمپل پر کس کیا تو داہم بھی ہالے کے پاس آتا سرگوشی نما انداز میں بولا "چلو اب ہم بھی ایک چھوتا سا بابو پلان کرتے ہیں" داہم کی سرگوشی پر جہاں ہالے سرخ ہوئی تو ضیام کو داہم تو بلکل ہی

پسند نہیں آیا اس کی عزت تو ضیام زین کمال نے پیدا ہوتے نہیں رکھی تھی تو اب لیا رکھنی تھی حالانکہ داہم نے تو ضیام کے قریب جانے کی بھی کوشش نہیں کی تھی لیکن ضیام میاں پھر بھی گلا پھاڑ کر روئے تو جلدی سے عنایہ آیت کے پاس سے اٹھتی ضیام کو لے گئی کیونکہ ہالے خود ضیام کے رونے سے رونے والی ہو چکی تھی۔

"ارے میرا بیبی پھوپھو کی جان میرا شہزادہ۔۔" عنایہ نے محبت سے ضیام کو پہلو سے لگائے کہا تو ضیام ایک دفعہ پھر اپنا سپیکر بند کر گیا جبکہ دلشاد داہم کی ہونکوں والی شکل دیکھتا مسکراتا ہوا عنایہ کے پاس آیا جہاں عنایہ اپنی بھتیجے کا سر چوم رہی تھی۔

"ارے یہ تو پیارا سا شہزاد۔۔۔" دلشاد جو کہ ضیام کو دیکھتا اس کے گال کو اپنے دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے رب کر رہا تھا اپنی بات مکمل کرتا کہ ضیام کا باجا پھر بجا جس پر دلشاد نے نا صرف اپنے ہاتھ پیچھے کیے بلکہ اپنی بیوی کو بھی دیکھنے لگا جو ضیام کے رونے پر اسے گھور رہی تھی جیسے اس نے ضیام کو رلایا ہو دلشاد نے صدمے سے رخ ڈیول کی طرف کیا جو کے خود بڑے غور سے اپنے صاحب زادے کی حرکتیں

دیکھ رہا تھا۔

"لاؤ میرا بیبی آجاؤ میرے پاش ہم چپ کرواۓ گے آپ کو میری جان" اب نمل لی باری تھی جو ضیام کو اپنی گود میں لیتی محبت سے چٹاچٹ چوم بیٹھی اور ضیام کو نمل کا لمس اس قدر پسند آیا کے ضیام نے کھلکھلا کر اپنی پسندیدگی کا اعلان کیا شاید ضیام کو نمل بہت پسند آئی تھی اور آتی بھی کیوں نا وہ صرف خوبصورت نہیں تھی وہ بلاکی خوبصورت تھی اور ضیام صاحب تو لگتے ہی خوبصورتی کے دیوانے ہیں جبکہ نمل کے پاس ضیام کو دیکھتے نوریز نے ضیام کو دیکھا اور نمل کو اپنے ہاتھ کے حصار میں پشت سے لینے لگا جس پر پھر ضیام کا باجا بجنے ہی والا تھا کے نوریز نے فورا ہاتھ پیچھے لیا اور بہت غور سے ضیام کو دیکھا جو اس کی بیوی کی آنکھوں میں محوت سے دیکھ رہا تھا جبکہ نمل تو پھر اپنے ضیام کو پیار کرتی دیکھتی دیکھتی بے خودی میں ضیام کے ہونٹوں کو اپنے لبوں سے شفقت سے چوم گئی اور یہاں نوریز کا منہ حیرت سے کھل گیا کیونکہ ضیام کا سفید گلابی رنگت لال ہوچکی تھی وہ کبھی اپنی بیوی کو دیکھتا تو کبھی ضیام کو۔

"ڈیول یہ یہ ۔۔۔" نوریز کے الفاظ منہ سے ہی الفاظ نہیں نکل رہے تھے جبکہ نوریز کی سب سے زیادہ حیرت میں ڈوبی شکل دیکھتے تمام مرد حضرات نے نوریز کو دیکھا۔

"کیا ہوا؟؟" دلشاد نے فکرمندی سے پوچھا۔

"یہ ڈیول تمہارا صاحب زادہ ٹھرکی ہے" نوریز نے آنکھیں پھیلائے صدمے سے کہا تو جہاں سوائے ڈیول کے تمام مرد حضرات سوچ میں پڑ گئے وہی تمام خواتین کا نوریز لی بات سنتے پارہ ہائی ہوا۔

"نوریز بھائی آپ میرے بارہ گھنٹے کے بیٹے کو ٹھرکی بول رہیں ہیں؟؟" آیت نے صدمے سے کہا تو نمل نے نوریز کے پاؤں پر خونخوار نظروں سے نوریز کو گھورتے پاؤ مارا جس پر نوریز کراہ تو گیا لیکن اپنی بات پر اڑا رہا۔

"بھابھی قسم سے ۔۔۔ آپ نے دیکھا نہیں یہ صرف خواتین کی کس لے رہا ہے اور اگر ہم اپنی بیویوں کو چھو بھی لے تو گلا پھاڑ کر رو رہا ہے اور ۔۔۔ اور میری بیوی کے ہونٹوں پر کس لیتے ہی سرخ پڑ گیا یہ ۔۔۔ اس نے میری عزت پر ہاتھ ڈالا" نوریز نے اب بھی ہکلاتے ہوئے صدمے سے کہا جبکہ نوریز کی بات پر سب مرد حضرات

نے سوچتے ہوئے اکتفا کیا تو ڈیول نے قہقہہ لگایا لیکن آیت کی ایک ہی گھوری پر اپنے قہقہہ کا گلا گھونٹا۔

"نوریز آپ کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔" نمل نے نوریز کو گھورتے غصے سے کہا۔

"میرا دماغ نہیں اس کی نیت خراب ہے تم پر" نوریز نے ضیام کو دیکھتے جو ایک نظر نوریز کو دیکھتا پھر منہ بناتا نمل کو مسکراتے دیکھنے لگا کہا۔

"ڈیول تمہارے بیٹے نے میری عزت پر ہاتھ ڈالا ہے" نوریز نے اب ڈیول کو دہائی دی۔

"میرے بیٹے نے نہیں نمل بھابھی نے کس کیا ضیام کو" ڈیول نے تصیح کی لیکن نوریز کو تو اب ضیام سے خطرے کی گھنٹیاں ہی بجتی نظر آئیں جبکہ نمل کے پاس ضیام میاں مزے سے کھیل رہے تھے۔

"آپ لوگ جائیں یہاں سے ایسی شکل ہے آپ لوگوں کی کے بچہ ڈر رہا ہے" نمل نے سب کو دیکھتے پھر نوریز اور ڈیول کی بات کو سنتے تمام مرد حضرات سے کہا تو ڈیول دلشاد جیک ہشام اور نوریز کو بس ہارٹ اٹیک آنے کی کثر رہ گئی تھی یہ چھٹانگ بھر کا

بارہ گھنٹے کے بچے کے وجود نے ان وجیہہ مردوں کی شکلوں پر سوالیہ نشان بنا دیا تھا۔

"ہماری شکل ؟؟" داہم کو تو الگ ہی صدمہ لگا۔

"اگر آپ سب کی بات کرتی نمل بھابھی تو بھی ٹھیک تھا آپ نے مجھے کیوں گھسیٹا۔۔میں تو خوبصورت

حسین۔۔" داہم نے آنکھیں ماتھے پر رکھتے منہ بنائے کہا تو نمل کے غصے کا رخ اب صرف داہم کی طرف ہوا۔

"داہم میں یہی شکل بگاڑ دوں گی تمہاری اگر تم نہیں گئے تو اور ضیام رویا" نمل نے داہم کو جتایا جس پر داہم نے منہ کے زاویے بگاڑتے نوریز کو دیکھا۔

"بیگم۔۔۔" نوریز نمل کے کندھے پر ہاتھ رکھے کچھ بولنے ہی والا تھا کے نمل نے فورا نوریز کا ہاتھ جھٹکا۔

"نوریز ضیام پھر روئے گا دور رہیں مجھ سے" نمل نے کہا تو نوریز کو جہاں جھٹکا لگا تو ضیام میاں نوریز کے جھٹکے پر مسکرائے۔

"میں تمہارا شوہر ہوں" نوریز نے یاد دلایا۔

"مجھے یاد ہے بار بار یاد دلانے کی ضرورت نہیں اور آپ سب جائیں یہاں سے" نمل نے بھی دو بدو ک کہتے نوریز کو افسردہ کرتے سب کو ہی کمرے سے نکلنے کا کہا جس پر تمام خواتین نے بھی اپنے اپنے شوہروں کو دیکھتے ہاتھ کا اشارہ دروازے کی طرف کیا سب سے پہلے داہم نکلا جو ضیام کو گھورتا نکلا تھا جس پر ضیام مسکرایا پھر جیک اور جیک نے بھی خاموش نظروں سے ضیام کو دیکھا جس پر بھی ضیام میاں مسکرائے تو ہشام نے بھی ضیام کو جاتے وقت گھورا جس پر بھی پرجوش ضیام نے ایک ڈمپل کی نمائش کی اور پھر دلشاد نے نکلنے سے پہلے ضیام کو دیکھا جس پر ضیام نے اپنی آنکھیں نمل کی طرف کی مطلب وہ دلشاد کو اگنور کر رہا تھا "باپ ڈیول اور بیٹا باپ کا بھی باپ" دلشاد نے ضیام کو دیکھتے بڑبڑا کر قدم باہر لیے پھر ڈیول باہر نکلتے وقت اپنے اس توپ کو دیکھنا نہیں بھولا تھا جو بارہ گھنٹے کا تھا اور ان لوگوں سے زیادہ عزیز تھا ان کی بیویوں کو" گدھے کی اولاد "ڈیول بھی ضیام کو دیکھتا جس نے اپنے باپ کو خود کو دیکھتا پا کر ایک پرزور بیزار سی جمائی لی اور ڈیول یہ دیکھتا جل کر باہر قدم بڑھا گیا پھر نمل نے نوریز کو دیکھا جو منہ بناتا ضیام کو گھورتا ٹھرکی لفظ سے نوازتا باہر نکلا۔

جبکہ دلکش اور ماہر اپنے روم میں ضیغم کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھے جو کھیلتا اب سو چکا تھا تو دلکش آیت کے روم میں ضیغم کو احتیاط سے کاٹ میں سلاتی اپنے کمرے کا رخ کر گئی جہاں ماہر فریش ہوتا وشروم سے باہر نکلتا بیڈ پر بیٹھ گیا اور دلکش کو روم کا دروازہ بند کرتے اپنے پاس آتے دیکھنے لگا۔

"ماہر مجھے بھی بیبی چاہیے" دلکش جو کے ماہر کے پاس آتی کھڑی ہو کر ماہر کو دیکھتے بولنے لگی جبکہ ماہر دلکش کی بات پر مسکراتا دلکش کا ہاتھ تھامتا جھٹکے سے اسے اپنے اوپر گرا گیا اور دلکش کی کمر پر دونوں ہاتھ باندھتا دلکش کو اپنے حصار میں لے گیا۔

"ضیغم اور ضیام ہیں تو" ماہر نے دلکش کی بات سمجھتے انجان بنتے شرارت سے کہا تو دلکش نے ماہر کو گھورا۔

"وہ تو میرے شہزادے ہیں۔۔۔ لیکن مجھے اپنا بیبی چاہیے"

دلکش نے بے بسی سے کہا تو ماہر نے دلکش کے لبوں کو نرمی سے چھوتے قہقہہ لگایا۔

"جو حکم میری بیگم۔۔۔" ماہر نے شرارت سے کہتے دلکش کے ہونٹوں کو دوبارہ فوکس میں لیتے ان سے سیراب ہونے لگا دلکش نے ماہر کے کندھوں کو مضبوطی سے تھامتے ماہر کی شدت کو سہا ماہر دلکش کا بکھرا تنفس بحال کرنے کے لیے اپنے عمل میں نرمی لاتا دلکش کے ہونٹوں کو آزادی بخش گیا تو دلکش نے بھی پلکیں جھکائے ماہر کے سینے پر سر ٹکایا ماہر نے دلکش کا ڈوپٹہ اس سے الگ کرتے نرمی سے سائیڈ ٹیبل رکھا اور دلکش کے بالوں میں منہ چھپایا ماہر کے لمس کو اپنی گردن پر محسوس کرتی دلکش کسمسائی جس پر ماہر نے دلکش کو بیڈ پر سیدھا لیٹاتے دلکش کے اوپر گھٹا کی طرح چھا گیا اور بڑھتی رات کے ساتھ ماہر کی محبت اور شدتوں کو جھیلتے دلکش نے ماہر کے سینے پر سر ٹکائے آنکھیں بند کی تو ماہر نے بھی اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز اور نازک بیوی کے گرد حصار بناتے اسے پوری رات اپنی باہوں کی قید میں رکھا۔

صبح ہوچکی تھی اور آج بھی سب لوگ پیلس میں ہی موجود تھے ناشتے کے بعد سے ہی دلشاد عنایہ کو ڈھونڈنے میں مصروف تھا جو اسے ناشتے کے بعد کہی نظر ہی نہیں آرہی تھی تو وہ اب ڈیول کے روم میں عنایہ کو ڈھونڈتا آیا جہاں روم تو خالی تھا مگر وشروم سے دلشاد کو کسی سے بات کرنے کی آواز آنے لگی تو دلشاد نا سمجھی سے وشروم کی طرف آیا لیکن سامنے کا منظر دیکھتے دلشاد کے چودہ طبق روشن ہو چلے تھے کیونکہ عنایہ اور ایک آرام دہ سوفٹ چھوٹے اسٹول پر بیٹھی سامنے بیبی بارٹپ میں اپنے پیروں سے ضیغم کو ہولٹ کیے نہلا رہی تھی۔

"بیگم۔۔۔عنایہ یہ کیا کر رہی ہو تم" عنایہ کو دیکھتے دلشاد یک دم دل پر ہاتھ رکھتا چیخنا جبکہ عنایہ ایک دم اپنی جگہ سے اچھلی تو ضیغم جو کے پہلے تو اپنے دونوں ڈمپل کی نمائش کرتے عنایہ کے ہاتھوں سے لطف اندوز ہوتا نہا رہا تھا یک دم دلشاد کی آواز سنتا اور اپنی چھوٹی سی آنکھیں دلشاد کی طرف کرتا پھر خاموش سست پڑ گیا اور غور

سے دلشاد کو کل کی طرح دیکھنے لگا ڈیول کا یہ شہزادہ صرف بھوک لگنے یا گیلا ہونے پر ہی روتا تھا کل سے ہی سب کو ضیغم بہت پسند آیا تھا جبکہ ضیام تو مرد حضرات کے یہاں تک کے اپنے باپ کو اپنے قریب محسوس کرتا باجا بجاجاتا کل سے ہی ضیام نے مرد حضرات کو نچایا ہوا تھا نا ہی کاٹ یا بیڈ پر سوتا تھا اور نا ہی تمام مرد حضرات کو ان کی بیویوں کے پاس جبکہ وہ ضیام کے پاس ہوتی برداشت کرتا تھا اور سوتا بھی سکون خواتین کی گود میں تھا۔

"کیا ہو گیا ہے ایسے کیوں چیخ رہیں ہیں ضیغم کو نہلا رہی ہوں" عنایہ نے گردن موڑے اپنے شوہر کو گھور کر جواب دیا اور پھر اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

"لیکن تم اسے کیوں نہلا رہی ہو؟؟ تم میری بیوی ہو" دلشاد کو اپنی بیوی کو دوسرے مرد کے ساتھ دیکھتے وہ بھی اس حالت میں صدمہ ہوا اور دلشاد وہاب خانزادہ سے کوئی امید بھی کیا کر سکتا تھا جو شخص بیٹی پیدا کرنے سے پہلے داماد چن لے وہ ایک دن کے بچے کو مرد کی ہی نظر سے دیکھے گا نا جبکہ دلشاد کی بات سنتے عنایہ کو غصّہ آیا یہ تو شکر تھا کہ عنایہ نے دلشاد کی سوچ نہیں پڑھی ورنہ بیچاری غش کھا کر ہی گر جاتی۔

"کیا ہوگیا ہے آپ کو اب یہ ایک دن کا بچہ خود تو چل کر نہیں نہا سکتا نا" عنایہ نے دلشاد کو دیکھتے غصّے سے دلشاد کی عقل پر ماتم کرتے کہا۔

"لیکن یہ تم ۔۔۔یہ ننگا ہے عنایہ اور تم" دلشاد تو بس جیسے بے ہوش ہونے کے مقام پر تھا بس ہکلاتے ہوئے یہی بول پایا جبکہ اب عنایہ کی تو بس ہی ہوچکی تھی۔

"آپ جائیں یہاں سے یہ نا ہو میں غصے میں پانی پینے کے بجائے آپ کو بار ٹپ سے پلوا دوں" عنایہ نے دلشاد کو گھورتے ضیغم کے بار ٹب کی جانب اشارہ کرتے کہا تو دلشاد نے ایک نظر عنایہ کو اور دوسری ضیغم پر ڈالتے جو معصومیت سے سست دلشاد کو دیکھ رہا تھا وشروم کے باہر قدم لیے۔

"یہ داماد تو میری ہی بیوی پر لائن مار رہا ہے" دلشاد عنایہ کے غصّے سے سرخ ناک اور ضیغم کے سست پنے کو دیکھ کر بڑبڑایا اور سر جھٹکتا لاحولا پڑھتا باہر پیلس کے لاونج لی طرف قدم بڑھا گیا۔

(Intropart 4)

آج ضیغم اور ضیام کو آئے دنیا میں ایک دن ہو چکا تھا اور جہاں مرد حضرات ہو یا خواتین سب ہی ضیغم سے خوش تھے تو مرد حضرات ضیام سے پریشان جو ان کی بیویوں کو اپنی ملکیت سمجھنے لگا تھا اور ان لوگوں کو اپنا دشمن اور یہی وجہ تھی کہ ضیام نے اپنے باپ اور ماہر کے لمس کو ہی محسوس کرنے کے بعد ان دونوں اور باقی تمام مرد حضرات سے بائی کاٹ کر لیا تھا تو ضیغم سب کو بلکل اچھا اور سنجیدہ خوش اخلاق بچا لگا جو صرف دلشاد کے سامنے اپنی ڈمپلز کی نمائش نہیں کرتا تھا اور سست پڑ جاتا تھا لیکن سب نے ایک بات لازمی نوٹ کی تھی کہ وہ دلشاد کو بہت غور سے دیکھتا تھا جبکہ ضیام نے تو پیدا ہوتے ہی ٹھرکی لفظ کا لقب پایا تھا اور دنیا کے جانے مانے لوگوں سے دشمنی مول لی تھی آج سب کو واپس اپنے اپنے گھروں کی سمت نکلنا تھا تو سب لوگ ہی پیلس کے لان میں ڈیول کا ویٹ کر رہے تھے جو کرائم آفس کسی ضروری کام سے گیا تھا۔

"بھئی اب تم دونوں بھی کوئی خوشخبری سنا دوں" ہشام نے صوفے پر بیٹھے اپنے سالے یعنی کے ماہر اور داہم کو دیکھتے کہا جو دونوں ہی ضیغم کو پیار کرنے میں مصروف تھے اور ضیغم ان دونوں کے ساتھ ڈمپلز کی نمائش کے ساتھ کھیلنے میں تو

دلشاد ماہر اور داہم کو اپنے داماد کے ساتھ کھیلتا پا کر ان کے سامنے صوفے پر براجمان تھا ضیغم کی پشت تھی دلشاد کی طرف۔

"ہاں یار" نوریز نے بھی ہشام کی تائید کی۔

"میں تو سنانے کو تیار ہو لیکن میری بیوی کو کون سمجھائے" ان کی بات سنتے داہم نے منہ بنا کر بولا تو سب نے داہم کو نا سمجھی سے دیکھا ہالے کو تو بچے بہت پسند تھے۔

"وہ کہتی ہے مجھے ابھی زین بھائی دلشاد بھائی نوریز اور باقی سب کے بچوں کو کھیلانا ہے پھر میں سوچوں گی" داہم سب کو دیکھتے آہ بھرتے مدعا بیان کیا تو اتنے میں کرائم آفس سے ڈیول آتا لاونج میں سب کے ساتھ ہی براجمان ہو گیا۔

"ویسے بات صحیح کہی ہے ہالے نے" جیک نے بھی ہالے کی تائید کرتے داہم کو تپانا چاہا جس میں جیک کامیاب بھی ہو چکا تھا داہم کو تپ چڑھ چکی تھی۔

"کیا خاک صحیح کہا مطلب میں اور میری بیوی آپ سب کے بچوں سے کھیلے اور اپنے بچے پلان نا کریں" داہم نے جیک کو گھور کر کہا تو سب ہی داہم کے انداز پر مسکرائے۔

"یار اچھی بات ہے نا تم ہمارے بچے سنبھالنے میں ہماری مدد کرنا" نوریز نے بھی اب جیک کا ساتھ دیا۔

"میں ہینڈسم نوجوان ڈاکٹر ہو کوئی بیبی سیٹر نہیں جو بچے سنبھالوں۔۔۔ استغفر اللہ۔۔ میرے بچے آنے کا انتظار کر رہیں ہیں اور آپ سب۔۔۔میں بتاؤ گا اپنے بچوں کو کے ان کے دنیا میں آنے کی دیر کی وجہ آپ لوگ تھے یہ ظالم سماج تھا" داہم نے دونوں ہاتھ دل پر رکھتے صوفے کی پشت پر ڈھیتے کہا۔

"اووہ لوٹی ہوئی بسنتی اپنی دہائی بند کرو۔۔ تیرے بچے ہماری وجہ سے نہیں تمہاری شکل دیکھ کر نہیں آنا چاہتے دنیا میں" دلشاد نے داہم پر طنز چلایا تو جہاں تمام مرد حضرات کا قہقہہ گونجا وہی ضیغم جس کا رخ داہم کی طرف تھا اور ماہر نے اسے اپنے سینے سے لگایا ہوا تھا تو داہم کو دیکھتا اپنے ڈمپل کی نمائش کر گیا۔

"بھئی میری بیوی تو راضی ہے الحمدللہ اور جلد ہی ڈیول کو میں ماموں بناؤ گا" ماہر نے دلشاد کے طنز پر داہم کی اتری ہوئی شکل دیکھتے مزے سے ڈیول کو آگ لگاتے کہا تو ڈیول نے ماہر کو گھورا جبکہ دلشاد بھی اب مسکرایا۔

"لیکن ماہر تم لیٹ ہو میں تم سے پہلے ڈیول کو ماموں بنانے والا ہوں" دلشاد نے ڈیول کو دیکھتے پھر ماہر کو ایک آنکھ ونگ کرتے کہا تو جس پر ماہر نے اپنی ہنسی چھپائی تو ڈیول نے جل کر دونوں کو باری باری دیکھا۔

"بلکل بناؤ میں بھی چاہتا ہوں میرے بھانجے آئیں دنیا میں اور تم دونوں سے میرا بدلہ لیں" ڈیول نے بھی اب دلشاد کی دھکتی رت پر ہاتھ رکھتے ڈمپل کی نمائش کرتے بولا سب ہی جانتے تھے دلشاد بیٹی چاہتا ہے اور بیٹے کی بات پر ہی تپ جاتا ہے جبکہ ماہر تو مطمئن تھا چلو ڈیول ماموں بننے کے لیے تو تیار تھا ماہر کے لیے یہی کافی تھا۔

"میری بھی دعا ہے کہ میرا بھتیجا ہو اور بلکل میری طرح قابل حسین اور ہینڈسم ہو" داہم نے بھی اپنے باپ کی پہلی اولاد سے کچھ دیر پہلے کی اپنی عزت افزائی کا احسان اتارتے ہوئے لیکن محتاط الفاظ کا استعمال کرتے (کیونکہ داہم کو گھر اسی اپنے باپ لی پہلی اولاد کے ساتھ جانا تھا) اپنا بدلہ لیتے باقاعدہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے باآواز بلند دعا کی جس پر ڈیول نے داہم سے بھی بلند آواز میں امین کہا تو باقی تمام مرد حضرات بھوکے اور زخمی شیر کے منہ میں ہاتھ گردن سمیت نہیں ڈالنا چاہتے تھے تو خاموش

ہی رہے۔

"بندے کی شکل چھنگڑو والی ہو تو باتیں ایسی نہیں کرتے ورنہ امید ہے کے اگلے بندے کو بات پسند نا آئے تو تمہیں بھتیجا دیکھنے کے لیے زندہ ہی نا چھوڑے" دلشاد نے جل کر داہم کو خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے کہا تو ڈیول دلشاد کی شکل پر قہقہہ لگا اٹھا۔

"اور تم یہ پھٹا سپیکر بند کرو چاندنی کے میل ورژن" دلشاد کی توپوں کا رخ اب ڈیول کی طرف ہوا جبکہ اپنے لیے چاندنی لفظ اتنے دنوں بعد دوبارہ سنتے ڈیول نے دلشاد کو خونخوار نظروں سے گھورا۔

"دل تو چاہ رہا ہے کے تیرے میں اتنے ٹکڑے کروں کے کتے تیری بوٹیوں پر باربی کیو رکھے" ڈیول نے دلشاد کو گھور کر بولا جو ڈیول کو آگ لگاتا اب اطمینان سے اٹھتا ماہر سے ضیغم کو لیتا واپس اپنی جگہ پر براجمان ہوا ضیغم غور سے دلشاد کو دیکھ رہا تھا جبکہ دلشاد ڈیول کی جلی بھنی شکل دیکھتا بات سنتا ضیغم کے گالوں کو اپنے انگوٹھے سے رب کرنے لگا۔

"ہاں کیونکہ کتوں کا سردار انسانی باربی کیو کا شوقین جو ہے" دلشاد نے پھر ڈیول پر دوبارہ طنز چلایا۔

"اس کو لے جاؤ میرے سامنے سے پرنسس ورنہ آج میں تمہیں بیوہ کر ہی دوں گا" ڈیول نے آیت کے روم سے آتی عنایہ کو دیکھتے کہا تو عنایہ نے ایک آہ بھر کر دلشاد کو گھور کر دیکھا مطلب پھر اس کے سر پھرے شوہر نے اس کے بھائی پر طنز چلائیں ہیں جس پر دلشاد نے عنایہ کو دیکھتے ایک آنکھ ونک کی تو ڈیول دلشاد کی حرکت پر ضبط سے مٹھیاں بھینچ گیا تو عنایہ نے گڑبڑاتے ہوئے رخ اپنے بھائی کی طرف کیا۔

"بھائی آپ relax ہو جائے پلیز" عنایہ نے ڈیول کو دیکھتے کہا تو اپنی پرنسس کی بات پر ڈیول خود کو پر سکون کرنے لگا۔

"تم relax ہو جاؤ بیگم کیونکہ میری بیٹی کو پریشانی ہو رہی ہوگی" دلشاد نے عنایہ کو دیکھتے محبت سے کہا تو ضیغم کسمسایا جس پر دلشاد نے ضیغم کو تھپکی دی لیکن ضیغم کو جیسے سکون ہی نہیں پڑا تو عنایہ نے سب کے ساتھ ہی یہ منظر دیکھا یہ پہلی حرکت تھی جو ضیغم نے دلشاد کے سامنے کی تھی عنایہ نے آگے بڑھتے ضیغم کو اپنی گود میں

لیتے اسے پیار کیا تو ضیغم نے کسمسانا بند کیا

"بیٹی نہیں بیٹا ہو گا انشاء اللہ "ڈیول نے اب ضیغم سے نظریں ہٹائے دلشاد سے کہا جو اسکی بات پر پھر ڈیول کو گھورنے لگا۔

"میری بیٹی ہی ہوگی اور چاندنی کی اور لوٹی ہوئی بسنتی کی دعاؤں میں دم نہیں کہ میری بیٹی کو پیدا ہونے سے روک سکے "دلشاد نے کہا تو ضیغم کا ضبط جیسے ٹوٹا اور پیلس کے لاونج میں ضیغم کے رونے کی آواز گونجی جس بیٹی کے لیے دلشاد تڑپ رہا تھا وہ بیٹی ضیغم کو فیوچر میں کتنے دن میں تارے اور رات میں سورج دیکھانے والی تھی یہ بات شاید ضیغم کی سکس سینس ابھی سے ضیغم کو اطلاع دے رہی تھی جبکہ ضیغم کے رونے پر عنایہ ضیغم کو لیے دوبارہ آیت کے روم کا رخ کر گئی تو دلشاد نے بھی ضیغم کو نا سمجھی سے دیکھا لیکن پھر جلد ہی اس کا دھیان داہم نے اپنی سمت کھینچا جو اب اپنے لیے بسنتی لفظ سنتا روہانسا ہو چکا تھا۔

"بسنتی بولا مجھے میرے باپ کی پہلی اولاد نے اب ۔۔اب ۔۔"داہم طیش سے دلشاد کو دیکھتے کھڑا ہوتا بولنے لگا جس پر دلشاد نے ایک ایبرو ریز کرتے داہم کی طرف

متوجہ ہوا اور پوچھا "اب ۔۔۔" جس پر داہم بیچارہ خود سوچ میں پڑ گیا کہ اب؟؟ لیکن بول چکا تھا تو دلشاد کے ڈر کو سائیڈ رکھتے اپنی عزت بچاتے کچھ تو بولنا تھا نا۔

"اب میں دن رات چلا کاٹوں گا اور دعا کرونگا کہ آپ کی پہلی اولاد بیٹا ہی ہوں ۔۔ امین ۔۔ ثم آمین" داہم نے واپس اپنی جگہ پر بیٹھتے کہا تو دلشاد نے داہم کو صرف سنجیدہ نظروں سے دیکھنے لگا کیا سنجیدگی تھی جس پر سب ہی دلشاد کو دلچسپی سے دیکھنے لگے اور داہم کے طیش کو ہوا ہوتے دیکھ مسکرائے تھے ۔

"ہاں اور میری بھی دعا یہی ہے" ڈیول نے بھی دلشاد کی طرف دیکھتے ڈمپل کی نمائش کرتے کہا۔

"بسنتی کی دعا نہیں لگے گی ہاں البتہ چاندنی کی لگ سکتی ہے بٹ آئی نیور مائینڈ" دلشاد نے کہا تو داہم کا منہ حیرت سے کھل گیا اتنا سب بولنے کے بعد بھی دلشاد اسے بسنتی ہی بول رہا تھا جبکہ ڈیول کی اب بس ہوگئی تھی ڈیول اپنی جگہ سے اٹھتا کشن پہلے کھینچ کر دلشاد کو مارتا جسے دلشاد نے فورا کیچ کیا اور اپنی جگہ سے اٹھتا ڈیول سے بچنے کے لیے وہاں سے قہقہہ لگاتا بھاگا دن ایسے ہی ہنستے مسکراتے گزرا تو وہ سب ہی اپنے گھروں

کی طرف روانہ ہوئے۔

ایک ماہ بعد:-

دنوں کا دوسرا نام گزرنا ہوتا ہے اور وہ گزر ہی جاتے ہیں جہاں ضیغم سے کھیلنے اور ضیام کے ٹھرکی پنے کو انجوائے کرنے سب ہی دنوں کے وقفوں سے اپنی مصروفیات کو ترک کرتے پیلس پہنچے ہوتے تھے تو ضیغم اور ضیام نے بھی سب کی توجہ حاصل کر رکھی تھی اور وہاب صاحب، احان صاحب، کاشان صاحب، زریش بیگم اور جنت بیگم بھی ضیغم اور ضیام سے کافی اٹیچ ہو چکے تھے وہ دونوں اب سب کی زندگی کا اہم حصہ اور محبت بن چکے تھے تو کوئی اور بھی تھا جو اپنے حصے کی محبت لینے اس دنیا میں اور ان کی زندگیوں میں آنے والا تھا۔ آج ایک مہینہ گزر چکا تھا اور آج جہاں ایک مہینے پہلے ڈیول چکر کاٹ رہا تھا وہی اب دلشاد خانزادہ ہاسپٹل کے میٹرنٹی روم کے باہر چکر لگا رہا تھا جبکہ دیوار کے ساتھ دائیں جانب وہاب صاحب اور

زریش بیگم بیٹھے تھے تو دائیں جانب فکس چیئر پر ڈیول داہم اور ہالے بیٹھے تھے اور سب ہی خوش خبری کا بے چینی سے انتظار کر رہے تھے جبکہ ماہر اور دلکش دور سے آتے ان لوگوں کو نظر آئے دلکش سب سے ملتی ڈیول کے ساتھ سیٹ سنبھال گئی اور ماہر دلشاد کو تسلی دیتا دلشاد کے برابر میں ہی کھڑا ہوا جب ایک ڈاکٹر روم سے نرس کے ساتھ باہر نکلی۔

"میری بیوی کیسی ہے؟؟" دلشاد نے چھوٹتے ہی ڈاکٹر سے سوال کیا جو دلشاد کی پریشان سی شکل پر داہم کو دیکھتی جو ڈاکٹر کے آتے ہی اپنی جگہ سے اٹھتا دلشاد اور ماہر کے برابر میں کھڑا ہوا تھا اور پھر دلشاد کو دیکھتے مسکرانے لگی۔

"جی ڈاکٹر عنایہ آپ کی مسسز بلکل ٹھیک ہیں" ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا تو دلشاد نے بے ساختہ اللہ کا شکر ادا کیا ایک عورت اس کی اولاد کو دنیا میں لانے کے لیے اسے باپ کے عہدے پر فائز کرنے کے لیے زندگی اور موت کی جنگ سے گزری تھی اور اللہ نے اسے دوبارہ زندگی عطا کی تھی وہ جتنا شکر ادا کرتا کم تھا اس رب پاک کا۔

(Intropart 5)

دلشاد نے بے ساختہ اپنے چہرے پر دونوں ہاتھ پھیرے ڈاکٹر دلشاد کو شاید بچے کے بارے میں بتانا چاہتی تھیں لیکن بے سود رہا کیونکہ وہاب صاحب دلشاد کی طرف متوجہ ہوتے اسے باپ اور خود دادا بننے کی مبارک باد دینے اور وصول کرنے لگے تو وہاب صاحب کے بعد زریش بیگم نے دلشاد کو مبارک باد دی پھر ایک ایک کر کے ڈیول، داہم، ماہر اور دلکش میں یہ سلسلہ جاری رہا ہاسپٹل میں جیسے مبارک باد کی صدا ہی گونج گئی تھی تو ڈاکٹر اور نرس بھی خانزادہ فیملی کی خوشیاں دیکھ کر مسکرا اٹھی تو دلشاد نے سب کو مخاطب کیا۔

"میں شکرانے کے نوافل ادا کر کے آتا ہوں پھر اپنی بیوی اور بیٹی سے ملو گا" دلشاد نے کہا اور اپنے قدم وہاں سے کوریڈور کی طرف لے گیا جبکہ دلشاد کی بات سن کر ڈاکٹر نے دلشاد کو کچھ کہنا چاہا لیکن دلشاد نے ڈاکٹر کو دیکھا ہی نہیں لیکن داہم شاید سمجھ گیا تھا کہ ڈاکٹر دلشاد کو کچھ بتانا چاہتی ہیں۔

"جی ڈاکٹر فاطمہ۔۔ ایئنی تھینک سیریس؟؟" داہم پوری طرح ڈاکٹر فاطمہ کی طرف متوجہ ہوا تو ڈیول سمیت سب ہی ڈاکٹر کو دیکھنے لگے جو داہم کی بات سنتی مسکرائی۔

"نو ڈاکٹر داہم۔۔ ایوری تھنک از فائن بٹ مسٹر دلشاد خانزادہ اور ڈاکٹر عنایہ کو بیبی بوائے ہوا ہے گرل نہیں۔۔ ائی تھینک وہ بیبی گرل کی امید رکھ رہے تھے۔۔۔ بٹ آپ لوگوں کو بہت مبارک ہو کچھ دیر میں آپ لوگ مل سکتے ہیں ڈاکٹر عنایہ اور بیبی سے"

ڈاکٹر فاطمہ بولتی مسکراتی ہوئی سب کو مبارک باد دیتی نرس کے ساتھ اپنے کیبن کی طرف بڑھ گئیں جبکہ ڈاکٹر کی بات سنتے سب نے مسکرانے کی کوشش کرتے غائب دماغی سے مبارک باد وصول کی اور ڈاکٹر کے جاتے ہی سب ایک دوسرے کی شکل دیکھنے لگے۔

"دلشاد تو بیٹی کے لیے ایک ایک دن گن گن کر گزار رہا تھا" زریش بیگم نے پریشانی سے وہاب صاحب کو دیکھتے کہا زریش بیگم تو دلشاد سے دلشاد کے آنے والے بچے یعنی بیٹی کی باتیں سن سن کر تھک گئیں تھی جس کی صبح اور رات ہی اپنی بیٹی کے

بارے میں سوچتے گزرتی تھی۔

"پتا نہیں بیگم دلشاد کیسے ریکٹ کرے گا اس نیوز پر خیر چلو ہم تو ملے اپنے پوتے اور بہو سے "زریش بیگم کی بات پر وہاب صاحب نے بھی پریشانی سے کہا لیکن پھر زریش بیگم سے مسکراتے ہوئے کہتے اور زریش بیگم کو ساتھ لیتے عنایہ کے وارڈ کا رخ کر گئے۔

"بھائی مجھے جان سے مار دیں گے "داہم کو جہاں چاچا بننے کی خوشی تھی وہی دلشاد کو تپانے کے لیے اپنی دعائیں یاد کرتے دلشاد سے ڈر بھی لگ رہا تھا اگر دنیا کا یہ کونسیپٹ صحیح تھا کہ کالی زبان ہوتی ہے تو کم از کم داہم وہاب خانزادہ کو آج اس بات پر ڈاکٹر ہونے کے باوجود یقین ہو جاتا داہم نے صدمے سے کہا۔

"اور اب میرے بیٹے کو دیکھتے ہی اسے پھر اپنی بیٹی یاد آئے گی اور پھر مجھ پر طنز کے تیر چلایا کرے گا "ڈیول کو اپنا ہی دکھ تھا کیونکہ ڈیول بھی تو داہم کے ساتھ ملتے دلشاد کو تپانے کے لیے دعائیں کیا کرتا تھا۔

"یار داہم اس میں تمہارا کیا قصور اور بی پریکٹیکل یار کیوں ڈر رہے ہو دلشاد سے اور

ڈیول ۔۔۔ تم ڈیول ہو ایک ڈون تم اپنے بہنوئی سے ڈر رہے ہو اور وہ بھی اس بات کے لیے جس میں تمہارا بھی کوئی قصور نہیں" ماہر نے جیسے ڈیول کی حیرت اور پریشانی میں گھیری شکل کو دیکھتے اسے بچوں کی طرح پچکارنا چاہا جس پر داہم اور ڈیول نے ماہر کو دیکھا سر تا پاؤں بہت غور سے ایک ساتھ ماہر کی طرف گردن موڑے دیکھا جیسے وہ پاگل ہو جبکہ چھوٹے خانزادہ اور اپنے زین بھائی کی شکل دیکھتے دلکش اپنی ہنسی چھپاتی ایکسکیوز کرتی عنایہ سے ملنے کے لیے وہاں سے واک آؤٹ کر گئی تو داہم اور ڈیول کا اپنی بات پر ریکشن دیکھتے ماہر نے بھی خود کو ریورس ریکشن نہ پیروں سے اپنے سینے تک دیکھنا شروع کیا اب اپنا چہرہ تو دیکھنے سے رہا۔

"کیا ہوا ؟؟" خود پر کچھ مشکوک اور عجیب نا پا کر ماہر نے داہم اور ڈیول کو باری باری دیکھا جو اسے ہی گھورنے میں مصروف تھے۔

"وہ دلشاد وہاب خانزادہ ہے وہ مردے پر بھی طنز کر دے جس نے اپنے دشمنوں پر سیریس سیچویشن میں بھی طنز چلانا نہیں چھوڑا تم کہ رہے ہو ہم اس سے ڈرے نا۔ اور ہم نے تو سیدھا سیدھا وہ دعا کی ہے کہ وہ اب جب جب ضیغم کو دیکھے گا ہم

پر طنز ہی چلائے گا" داہم اور ڈیول نے غصے سے مسکینوں کی سی شکل بنائے یک زبان کہا تو ماہر نے ان لوگوں کی شکلوں کو دیکھتے اور یک زبان او نچے یہ جملہ سنتے بدک کر پیچھے ہوتے اپنے دل پر ہاتھ رکھا وہ ان دونوں مظلوموں کی شکلیں دیکھ کر رہ گیا جن سے ایک دنیا خوف کھانے لگی تھی اور وہ دلشاد وہاب خانزادہ کے فیوچر میں پڑنے والے طنز سے خوف زدہ تھے جبکہ ڈیول اور داہم کی آواز سنتے وہاں ایک وارڈ میں نرس نے باہر نکلتے انھیں آرام سے بات کرنے کی تائید کی خانزادہ ہاسپٹل قوانین اور اصول کے لحاظ سے سب کو برابر رکھتا تھا تو یہ قوانین داہم وہاب خانزادہ، خانزادہ ہاسپٹل کے اونر پر بھی تو لازم تھے لیکن ایک قانون میں داہم خانزادہ کو فروغ تھی کہ وہ اپنے فیملی میمبرز کی ایک حد تک ہاسپٹل میں موجودگی کروانے کے لیے آزاد تھا اب اونر تھا اتنا تو داہم وہاب خانزادہ کا بنتا تھا ناخیر پھر داہم نے نرس کو دیکھتے سر اثبات میں ہلایا اور دوبارہ افسوس میں ڈوب گیا۔

"زین بھائی آپ کے پاس گن ہے؟؟" داہم نے ماہر سے نظریں ہٹائے ڈیول سے کہا جس نے بھی ماہر سے نظریں ہٹائے داہم کو دیکھتے اس کا اشارہ سمجھتے اثبات میں سر

ہلایا۔

"میں جنت میں جا کر آپ کو دعا دوں گا پلیز مجھے شوٹ کر دیں میں اپنے باپ کی پہلی اولاد کی زبان سے طنز سن سن کر نہیں مرنا چاہتا" داہم نے دکھ سے کہتے سر ڈیول کے لندھے پر ٹکایا جبکہ ماہر ان دونوں کی باتیں سنتا بس پاگل خانے پہنچنے کے در پر تھا جب ڈیول نے اپنی گن نکالتے ماہر کے سامنے کی جو اب نا سمجھی سے گن کو اور داہم اور ڈیول کو دیکھ رہا تھا اب ڈیول داہم کے گال پر ایک ہاتھ رکھے اسے تھپک رہا تھا۔

"مجھے بھی میرے چھوٹے خانزادہ کے ساتھ جنت میں جانا ہے۔۔۔میں اپنے چھوٹے خانزادہ کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتا اور منحوس بہنوئی کے کان سے خون نکال دینے والے طنز نہیں سن سکتا۔۔۔ماہر ہم دونوں کو مار دوں ہم اپنی سپاری دیتے ہیں تمہیں" ڈیول نے پہلے داہم کو سیدھا کرتے اس کے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں کے پیالے میں لیتے کہا اور پھر داہم کو گلے لگائے ماہر کو دیکھتے کہا۔ ان دونوں میں سے ایک امریکہ کا ڈون تھا اور ایک امریکہ کا جانا مانا ڈاکٹر جو دونوں ہی اپنی سپاری صرف دلشاد وہاب خانزادہ کے طنز سے بچنے کے لیے دے رہے تھے ماہر ان دونوں کو دیکھ کر

ہی رہ گیا اور فوراڈیول کے ہاتھ سے گن تھامی ہاسپٹل میں ایک تو کوئی دیکھ لیتا تو کیا مصیبت ہو جاتی اور دوسرا ان دونوں کا رونا پیٹنا دیکھ کر ماہر کو ڈر ہی لگ گیا کے کہی اس کے منع کرنے پر دونوں باری باری خود کو ہی شوٹ نا کردے۔

"جنت نہیں جہنم ملے گی دونوں کو خود کشی کی تو۔۔ اور ہم سب بھی ہیں تم لوگوں کے ساتھ اور وہاب انکل اور زریش آنٹی بھی تو ہیں یہاں ان کے ہوتے کچھ نہیں ہوتا دلشاد تمہیں۔۔ اور اب یار ریلیکس ہو جاو ورنہ عنایہ کیا سوچے گی ہمیں تو خوش ہونا چاہیئے ہمارے نئے چیمپ کی آمد پر۔۔ اب تین چیمپ ہو گئے ماشاء اللہ ہمارے" ماہر نے گن ہولٹ کرتے ان دونوں سے کہا تو جیسے وہ لوگ ماہر کی بات سنتے ہوش کی دنیا میں آئے۔

"ارے زین بھابھی میں اپنے باپ کی پہلی اولاد کے ڈر میں یہ بات تو بھول ہی گیا۔۔۔ مبارک ہو میں چاچا بن گیا" داہم ماہر کی بات سنتے ڈیول سے الگ ہوتے خوشی سے چیختے چہکتے ہوئے بولا اور خود کو ہی مبارک باد دیتا ڈیول کے دونوں گال چوم گیا جبکہ داہم کے چیخنے پر کچھ دیر پہلے والی قریبی وارڈ سے نکلتی نرس نے اپنے

ہاسپٹل کے ہیڈ داہم وہاب خانزادہ کو پھر خاموشی اختیار کرنے کا کہا جو خجل سا اپنی حرکت پر شرمندہ ہوتا نرس کو دیکھتا سر اثبات میں ہلاتا ڈیول کی طرف دوبارہ متوجہ ہوا۔

"ہاں اور مجھے ماموں بنا دیا تمہارے بھائی نے مبارک ہو۔۔ اور خدا کا واسطہ ہے چھوٹے خانزادہ ویسے ہی وہ منحوس بہنوئی مجھے چاندنی کا لقب دینے پر تلا ہوا ہے اور تم مجھے چوم چوم کر میرا کردار مشکوک نا کرو یار" ڈیول نے بھی اپنے ڈمپل کی نمائش کرتے خود کو مبارک بات دی لیکن داہم کے کس پر ڈیول کے چہرے پر ناگواری چھائی تو بیچارہ داہم کے ہونٹوں پر اپنا ایک ہاتھ کی ہتھیلی رکھتے جو ڈیول کی مبارک بات پر تیسری دفعہ اسے کس کرنے والا تھا بولا تو داہم نے ڈیول کی بات سنتے ڈیول کو دیکھتے آنکھوں ہی آنکھوں میں منہ بنانے کا تاثر دیا اور ڈیول بھی داہم کا اشارہ سمجھتا مسکراتا اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا جب کے ان دونوں کو اس پوزیشن میں دیکھ کر ہالے اور آیت جو کے عنایہ کو دیکھنے ہاسپٹل آئی تھی اور اپنے شوہروں کو اس طرح قریب اور ڈیول کا ہاتھ داہم کے منہ پر رکھا دیکھ کر ایک ہلکی چینخ کے ساتھ دونوں ہی اپنے منہ پر ہاتھ رکھ گئی اور پھٹی پھٹی نظروں سے داہم اور ڈیول کو دیکھنے لگیں جو خود

چینخ کی آواز سنتے اب ماہر کے پیچھے دیکھنے لگے تو ماہر بھی سائیڈ ہوتا پیچھے مڑتا اپنی بھابھیوں کو دیکھنے لگا تو ڈیول اور داہم نے پہلے اپنی بیویوں کو دیکھتے پھر ایک دوسرے کی طرف رخ کرتے اور پھر اپنی پوزیشن اور بیویوں کا چیخنا سمجھ میں آتے ہی بدک کر ایک دوسرے سے دور ہوئے جبکہ وہ نرس دوبارہ شور سنتے باہر آئی جس کے نکلتے ہی داہم نے نرس کے لب کھولنے سے پہلے ہی دونوں ہاتھ جوڑتے معافی مانگتے آئیندہ نا کرنے کا کہا تو نرس بھی واپس اپنے وارڈ کی طرف قدم بڑھا گئی۔

"یہ تم ۔۔داہم تمہیں شرم نہیں ۔۔ائی" ہالے کی بے یقینی میں ڈوبی آواز کوریڈور میں گونجی۔

"یار ہالے خدا کا واسطہ ہے آواز نیچی رکھو ورنہ پھر وہ نرس اجائے گی اور اس دفعہ اگر میں اس کے پیر بھی پکڑ لونگا نا تب بھی اسنے نہیں ماننا اور ہمیں اٹھا کر ہاسپٹل کے باہر پھینکوا دینا ہے" داہم نے بے بسی سے اب ہالے کے سامنے ہاتھ جوڑتے کہا تو ہالے قدم اٹھاتی داہم کے قریب کچھ فاصلے پر آکر کھڑی ہوئی تو آیت بھی ڈیول کو مشکوک نظروں سے گھورتی ڈیول سے کچھ فاصلے پر کھڑی ہوئی جبکہ ڈیول آیت کی

مشکوک جانچتی نظریں خود پر محسوس کرتا ڈیول کا دل کیا کے اپنا سر دیور میں دے مارے ایک منحوس بہنوئی تھا جس کے طنز سے خوفزدہ تھا اور اسے چاندنی کا لقب دینے پر تلا ہوا تھا تو ایک اسکا بھائی چھوٹا خانزادہ جو اسے چاندنی سمجھنے پر تلا تھا کیا کرے وہ ؟؟ جبکہ داہم اور ڈیول کی شکلیں دیکھتا اور اس پوری سیچویشن سے لطف اندوز ہوتا ماہر اپنا قہقہہ ضبط کیے منہ پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا اب یہ آنکھوں کے سامنے اتنا مزاحیہ سین کوئی گدھے کا بچہ ہوگا جو دیکھنا مس کرے گا۔

"ڈیول مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی ۔۔ تم دو بچوں کے باپ ہو" آیت نے بھی اپنے شوہر کو گھورتے مصنوئی غصے سے کہا۔

"یار میں نے کونسا چھوٹے خانزادہ کے ساتھ بیبی پلان کر دیا ہے" ڈیول تو جیسے اپنی بیوی کی عقل پر عش عش کر اٹھا جبکہ ماہر نے اس بات پر کھانستے ہوئے اپنا قہقہہ ضبط کیا تو داہم نے تو ڈیول کی بات پر اپنے دل دائیں جانب ہاتھ رکھا جیسے ہارٹ اٹیک آنے والا ہوں مگر وہ ڈاکٹر ہوتے ہوئے یہ بھول گیا کے دل اسکا بائیں جانب ہے اف یہ نوٹنکی خانزادہ ماہر سوچ ہی سکا لیکن مداخلت کرنی بھی ضروری سمجھی۔

"ہینڈسم نوجوان قابل بے عقل ڈاکٹر اور تھرٹ کلاس ایکٹر دل بائیں جانب ہوتا ہے

"ماہر نے داہم کو جتایا تو ماہر کی گوہر افزائی سنتے داہم ڈیول کے صدمے سے نہیں نکلا تھا

لہ ایک اور صدمے میں خود کی اتنی بے عزتی پر مرنے تک پہنچ گیا لیکن ابھی ماہر کو

جواب دینا تھا تو یوٹرن لے کر واپس زندگی کی طرف ہر سنگل توڑتے ہوئے فل سپیڈ

سے آیا۔

"میرا بھی بائیں جانب تھا لیکن جب سے میری کرسٹل باربی نے تم جیسے آلو بیچنے

والے کی شکل جیسے بندے سے شادی کی ہے تو میرا دل کروٹ لیتا دائیں جانب آگیا

"داہم نے بھی حساب بے باک کیا جبکہ ماہر اب اس کے منہ لگنے کے بجائے سر

جھٹک گیا تو داہم اب ماہر کا منہ بند کرتے ڈیول کی طرف متوجہ ہوا۔

"اللہ کا خوف کھائے زین بھائی میں مرد ہوں اور بیبی صرف اپنی بیوی کے ساتھ ہی

کرونگا" داہم نے ڈیول کو دیکھتے کہا تو ہالے داہم کی بات پر جہاں شرم سے لال ہوئی تو

ڈیول داہم کی بات پر غصّے سے۔

"ہاں اور میں تو چاندنی ہو نا جو تمہارے ساتھ بیبی پلان کرنے کے لیے مرا جا رہا ہوں"

ڈیول نے داہم کو دیکھتے دانت کچکچا کر بولا تو داہم نے اپنی ہنسی چھپائی تو ماہر نے مدھم آواز میں بڑی مشکل سے اپنا قہقہہ روا کیا اب وہ نرس سے ڈانٹ تو سننے سے رہا اس لیے اپنے قہقہہ کو ہی کم والیوم میں ایڈجسٹ کر گیا۔

"بھئی اگر میں کچھ دیر اور یہاں رکا تو پکا اسٹاف مجھے باہر پھینکوا دے گا میں تو چلا نئے چیمپ سے ملنے" ماہر نے اپنی ہنسی پر مشکل سے قابو پاتے کہا اور اپنے قدم عنایہ کے وارڈ کی طرف بڑھا لیے۔

"چھمپ مطلب بیبی بوائے ؟؟" آیت نے ماہر کی بات سنتے ڈیول سے تصدیق کرنی چاہی جس پر ڈیول نے مسکراتے اثبات میں سر ہلایا تو آیت اور ہالے دونوں ہی بے تحاشہ خوش ہوئیں لیکن وہ آیت دوبارہ خوشی پر قابو پاتے ڈیول کو مشکوک نظروں سے دیکھنے لگی تو ہالے بھی داہم کی بات کو یاد کرتی دوبارہ داہم کی نظروں کو خود پر محسوس ہوتی سر جھکا گئی تو اب داہم بھی ہالے پر نظریں جمائے ہی تھا جو داہم کی بات اور نظروں پر مکمل سرخ ہوتی اپنا پہلو بدل گئی تھی اور وہاں سے جانے کا بہانا ڈھونڈ رہی تھی نے ہالے کا ہاتھ تھاما اور ہالے کے قریب ہوتا سرگوشی کرنے لگا۔

"ایسے سرخ کیوں ہورہی ہو میری جان ۔۔ ابھی تو میں نے بیبی پلان کرنے کا بولا ہے صرف سب کے سامنے ۔۔ تب کیا کروگی جب بیبی کی خوشخبری سب کو سنانی پڑے گی" داہم کی سرگوشی پر ہالے کی پلکیں مزید جھک گئیں داہم کیسے ہالے کی ہر حرکت کو جان لیتا تھا شاید محبت کرنے والے ایسے ہی ہوتے ہیں اپنے سے زیادہ محبوب کے ہر عمل اور رد عمل کو ان سے پہلے جاننے والے داہم سیدھا ہوتا اب ڈیول اور آیت کو دیکھنے لگا جو ایک دوسرے کو دیکھنے میں مصروف تھے آیت مشکوک نظروں سے تو ڈیول بے بسی کی انتہا سے ۔

"نئے چیمپ سے ملنے اس کے چاچا چاچی جا رہے ہیں ۔۔۔ ماموں ممانی کے نظروں کا ملاپ ختم ہو جائیں تو تشریف لے آئیں گا" داہم نے شرارت سے کہتے ڈیول کے غصے سے داہم کو دیکھنے پر مسکراتے ایک آنکھ ونگ کرتے ہالے کو لیے عنایہ کی وارڈ کی طرف قدم بڑھایا ۔

"اب میری غنڈی آفت نظروں کا وار بند کرو ۔۔ اپنی زندگی کے تمام بچے میں نے تمہارے ساتھ ہی پلان کرنے ہے" ڈیول نے داہم اور ہالے کو جاتا دیکھ اب آیت

کا نرمی سے ہاتھ تھاما اور ڈمپل کی نمائش کر گیا جبکہ آیت ڈیول کی بات سنتے خود بھی مسکرا اٹھی۔

"چلیں دلشاد اور عنایہ کے چیمپ سے ملنے" ڈیول نے مسکراتے کہا تو آیت بھی سر جھٹکتی مسکراتی ڈیول کے ساتھ عنایہ کے وارڈ کی طرف قدم بڑھا گئی۔

(Intropart 6)

ڈیول اور آیت عنایہ کے روم میں آئے تو داہم زریش بیگم سے اس نیلے بیبی مفلر میں

لپٹے بچے کو اپنی گود میں لے رہا تھا جو اپنی بڑی بڑی کالی مگر موندھی ہوئی آنکھیں کھولنے کی کوشش کرتا اپنے چاچو جان کو دیکھنے کی سعی میں تھا تو ہالے داہم کے برابر میں اپنے بھتیجے کو دیکھتی مسمرائز تھی جبکہ عنایہ بیڈ پر لیٹی داہم ،ہالے اور اپنے بیٹے کو دیکھ رہی تھی تو آیت اور ڈیول داہم کو بیبی کے ساتھ دیکھتے عنایہ کی طرف قدم بڑھا گئے وہاب صاحب نے اپنے پوتے سے ملتے اس کے کان میں اذان دینے کا فرض خود ادا کر چکے تھے جبکہ نام کا انھوں نے دلشاد پر چھوڑا تھا کہ وہ کیا رکھے گا۔

"کیسی ہو پرنسس؟" ڈیول نے عنایہ کے سر پر ہاتھ رکھتے شفقت سے پوچھا تو باپ کی شفقت بھائی کے ہاتھوں کے لمس میں محسوس کرتی عنایہ کی آنکھیں پل میں نم ہوئی اور ڈیول کو دیکھتی سر اثبات میں ہلا گئی۔

"میں ٹھیک ہوں زی بھائی" عنایہ نے کہا تو ڈیول بھی عنایہ کو دیکھتا مسکرایا پھر آیت نے بھی عنایہ کو ایک ہاتھ کے حصار سے گلے ملتے حال احوال پوچھنا شروع کیا تو

ڈیول بھی داہم کی طرف قدم بڑھا گیا جو کے صوفے پر زریش بیگم کے برابر میں بیٹھا اپنے بھتیجے کو نہار رہا تھا اور اس کے ساتھ ہالے اور وہاب صاحب بھی بیٹھے تھے۔

"مجھے بھی دیکھاؤ میرے بھانجے کو" ڈیول نے کہا تو داہم نے بیبی کا رخ ڈیول کی طرف کیا ڈیول کئی لمحے پلکیں جھپکنا بھول گیا وہ بیبی بلکل اپنے باپ کی کاپی لگ رہا تھا لیکن اس کے پاس ایک اور نایاب چیز تھی اور وہ تھی معصومیت جو کہ ڈیول کو دلشاد میں تو کبھی نہیں دیکھی دیکھتی بھی کیسے ہوتی تو دیکھتی نا۔۔ خیر ڈیول نے بیبی کے گالوں پر نرمی سے بوسہ دیا تو وہ بیبی پوری آنکھیں کھولتا اپنے ڈیول ماموں کو دیکھنے لگا ڈیول کو لگا اس کی آنکھیں مسکرا رہیں ہیں ڈیول کو اپنا بھانجا اپنے بیٹوں سے زیادہ پیارا لگا تو ماہر کا بھی یہی خیال تھا جو اپنی بیگم دلکش کے ساتھ سامنے دیوار کے ساتھ لگے کاؤچ پر بیٹھا تھا۔

"یہ بہت پیارا ہے۔۔ میرا چیمپ" ڈیول نے بے ساختہ کہا تو سب ہی مسکرا دیے

ڈیول کے اس انداز پر جبکہ اب آیت نے بھی ڈیول سے بیبی کو دیکھنے کا کہا تو ڈیول بیبی کو لیے اپنی کوئین کے پاس آیا۔

"واقعی یہ تو بہت پیارا ہے ماشاء اللہ" آیت نے بھی بے ساختہ بیبی کو دیکھتے کہا اور اس کے گال پر لب رکھے دلشاد وہاب خانزادہ کی پہلی اولاد کے بارے میں کچھ دیر پہلے اس کے دادا دادی، خالہ خالو اور چاچو چاچی کا بھی یہی خیال تھا۔

"بھئی میں نے ملازمین سے کہ دیا ہے خانزادہ ہاسپٹل میں کچھ ہی دیر میں مٹھایاں پہنچتی ہونگی اور جنت نے بھی مبارک بات دی ہے۔۔ وہ کہ رہی تھی وہ ضرور کل گھر پر ملنے آئے گی کیونکہ وہ نمل کو اکیلے اس حالت میں نہیں چھوڑ سکتی اور نوریز اور احان، کاشان بھائی میرے پوتے سے ملنے انے ہی والے ہی ہونگے" زریش بیگم نے بتایا تو عنایہ اور آیت مسکرائیں تو وہاب صاحب نے بھی ڈیول سے اپنے پوتے کو لیتے پیار کیا۔

"میری خواہش ہے کہ ہمارے خاندان میں بیٹیاں بھی پیدا ہوں ۔۔۔ نا میری کوئی پھوپھو تھیں نا بہن تھی نا بیٹی پر اب میں چاہتا ہوں میری پوتیاں ضرور ہوں" وہاب صاحب نے بھی اپنی نئی نسل کو پیار کرتے سب کو اپنی خواہش بتائی تو داہم میاں کو گود گدی ہوئی ۔

"اہم ۔۔ڈیڈ کتنی پوتیاں چاہیے آپ کو آپ مجھے بتائیں ۔۔ میں آپ کی خواہش دل وجان سے پوری کرنا چاہوں گا" داہم نے ہالے کے کندھے کو ہلکا سا مس کرتے چھیڑنے والے انداز میں اپنے باپ سے پوچھا تو ہالے داہم کی حرکت سمجھتی سر جھکائے اور سرخ ہوئی تو وہاب صاحب اپنے بیٹے کی شرارت سمجھتے قہقہہ لگا اٹھے تو باقی سب بھی مسکرائے ۔

"جتنی تم مجھے دے سکو ۔۔" وہاب صاحب نے اپنے بیٹے کی شرارت میں ساتھ دیتے کہا تو ہالے داہم کے پاس سے اٹھتی آیت اور عنایہ کے پاس آکر شرم سے سرخ ہوتی بیٹھ گئی تو زریش بیگم نے اپنے شوہر اور بیٹے کو ہنستے ہوئے گھورا ۔

"چھوٹے خانزادہ تمہاری حرکتوں سے مجھے ایک بھی مشکل لگتی ہے ۔۔" ڈیول نے

ہالے کے شرم سے جگہ چینج کرنے پر کہا تو داہم قہقہہ لگا اٹھا۔

"عنایہ ویسے آج تمہارے بیٹے کی پیدائش ہوئی ہے اور ساتھ آج ہی دو لوگ قتل ہونگے "ماہر نے ڈیول اور داہم کو باری باری دیکھتے کہا تو سب نے ماہر کو نا سمجھی سے دیکھا سوائے ڈیول اور داہم کے وہ ماہر کا مطلب اچھے سے سمجھ چکے جو تھے۔

"کیا کہ رہے ہو بیٹا اللہ نا کرے۔۔"زریش بیگم کا تو قتل کے نام پر دل ہول کر ہی رہ گیا تھا بے ساختہ بولی۔

"آنٹی دل مضبوط کرلے آپ کیونکہ قتل آپ کا بڑا بیٹا ہی کرنے والا ہے آپ کے چھوٹے بیٹے اور اپنے سالے کا "ماہر نے مسکرا کر کہا تو زریش بیگم کو بات سمجھ آئی تو نفی میں سر ہلاتی مسکرائیں۔

"ویسے ان دونوں کا قتل فرض بھی ہے دلشاد پر دعائیں جو قبول ہوگئیں ہیں دونوں کی" وہاب صاحب نے بھی قہقہہ لگاتے کہا تو تمام خواتین عنایہ سمیت مسکرائی تو ماہر کا بھی داہم اور ڈیول کی صدمے والی شکل دیکھتے قہقہہ گونجا جبکہ آیت کی گود سے اب بیبی ہالے کی گود میں جا چکا تھا اور وہ محبت سے اپنی معصوم سی چاچی کو دیکھ رہا تھا۔

"ڈیڈ آپ تو ایسا نا کہے ورنہ یہ نا ہو پہلا پوتا آیا ہے اور آخری اولاد دنیا سے رخصت ہی ہو جائے آپ کی" داہم نے دہائی دیتے کہا تو زریش بیگم نے اس کے کندھے پر چت رسید کی جبکہ وہاب صاحب مسکرائے۔

"بھئی ہم نہیں کہے گے کچھ بھی دلشاد کو۔۔وہ جو مرضی کرے تم لوگوں کے ساتھ ہم تو اپنے پوتے کے لیے ہی خوش ہیں باقی تم لوگ جانو اور دلشاد۔۔" وہاب صاحب نے ڈیول اور داہم کو ہری جھنڈی دیکھائی تو زریش بیگم نے بھی سر اثبات میں ہلاتے اپنے شوہر کا ساتھ دیا۔

"پرنسس۔۔بھابھی" ڈیول اور داہم نے وہاب صاحب اور زریش بیگم سے مایوس ہوتے اپنے انجام کا سوچتے اور اس انجام سے بچنے کے لیے واحد سہارے کا نام لیا۔

"جی۔۔" عنایہ نے ناسمجھی سے اپنے بھائی اور دیور کو دیکھا۔

"اب تم ہی ہوں جو ہمیں اس جلالی سے بچا سکتی ہو" ڈیول نے اپنی بہن کو دیکھتے کہا۔

"جی بھابھی بچالیں ورنہ ڈیول بھائی کے تو بچے بھی ہیں میں بنا باپ بنے دنیا سے رخصت ہو جاؤنگا" داہم نے الگ ہی دہائی دی۔

"تو یہ بات دعائیں دینے سے پہلے سوچنی تھیں ناچلا کاٹنے والے بابا" دلکش نے بھی کھلکھلاتے داہم کو آگ لگائی۔

"کرسٹل باربی تمہارا عاشق مارا جائے گا اور تم ہنس رہی ہو یہ تو کوئی دشمن کے ساتھ بھی نا کرے" داہم نے دلکش کی طرف دیکھتے اسے گھورے منہ بنا کر کہا تو ماہر نے ایک آئیبروریز کی تو دلکش نے بھی داہم کو گھورا۔

"عاشق نہیں۔۔دماغ سے فارغ انسان" ماہر نے تصیح کی تو اپنے شوہر کی بات پر دلکش مسکرائی۔

"دنیا عاشق کو دماغ سے فارغ ہی کہتی ہے" داہم نے بھی آہ بھرتے دوبدو کہا تو سب ہی داہم کی شرارت پر مسکرائے۔

"اب تو دلشاد تمہیں قتل کر ہی دے تو ہی اچھا ہے" ماہر نے بھی داہم کے انداز پر جل کر کہا تو اپنے شوہر کے جلے انداز دیکھتی دلکش بھی کھلکھلادی اور ماہر کے بازو کو

اپنے دونوں ہاتھوں سے تھامتی ماہر کے کندھے پر سر ٹکا کر داہم کو منہ چڑا گئی جس سے داہم نے اپنی آنکھوں سے نا آئے آنسو صاف کیے تو اپنی بیوی کی معصوم ادا پر ماہر نے بھی مسکراتے داہم کو جتاتی نظروں سے دیکھا جس پر داہم نے اپنا رخ ہنستے کرتے عنایہ کی طرف کیا جو اپنے بھائی اور دیور کو دیکھتی پر سکون سانس لیتی آنکھیں موند کر دوبارہ کھولتی سر اثبات میں ہلاتی ان کو تسلی دے گئی۔

ہالے، وہاب صاحب، زریش بیگم، دلکش، آیت اور ماہر خانزادہ ہاسپٹل کے اسٹاف میں مٹھایاں تقسیم کرتے گھر کے لیے نکل چکے تھے کیونکہ کچھ ہی دیر میں ڈسچارج ملنا تھا عنایہ کو اور ان لوگوں نے گھر جا کر اپنے چیمپ کی خوش آمد کی تیاری بھی کرنی تھی تو آیت کو ماہر کے ساتھ ضیام اور ضیغم کے پاس پہنچنا تھا جن کو وہ عائشہ اور مہک کے حوالے کر کے آئی تھی تو دلشاد نے وہاب صاحب کو کال کر کے اطلاع دی تھی لہ وہ مسجد سے سیدھا صدقہ دینے کے لیے نکل گیا ہے آپ لوگ جائیں میں ہاسپٹل آتا ہوں اور عنایہ کو لیے گھر پہنچتا ہو جلد تو سب ہی دلشاد کی بات مانتے گھر کا رخ کر

گئے تو ڈیول اور داہم عنایہ کے ساتھ ہی ہاسپٹل میں رکے تھے اور اپنے چیمپ کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھے جب روم کا دروازہ کھولا اور دلشاد اندر داخل ہوا دلشاد کی نظر اپنے کچھ دیر پہلے اس دنیا میں آئے بچے پر گئی تو اس کے دل نے پھر ایک دفعہ اللہ کا شکر ادا کیا جبکہ عنایہ کی نظر اپنے بیٹے سے ہٹتی اپنے دروازہ بند کرتے شوہر پر گئی تو وہ مسکرائی جبکہ دلشاد کی نظر اب اپنے بچے کے بلیو مفلر پر گئی تو دلشاد نے حیران ہوتے عنایہ کو دیکھا جس کی مسکراہٹ دیکھتے دلشاد مسکرایا اور اپنی بیوی کے پاس قدم بڑھا گیا عنایہ کے بیڈ پر عنایہ کے پاس بیٹھتے دلشاد نے عنایہ کو پشت سے اپنے ایک ہاتھ کے حصار میں لیتے اس کے سر پر بوسہ دیا عنایہ کی آنکھیں اپنے شوہر کی محبت پر چمکی جبکہ داہم اور ڈیول نے دلشاد کو دیکھتے ہی رخ ایک دوسرے کی طرف لیا اور پھر اپنے چیمپ کو دیکھنے لگے جس کے دنیا میں آنے کی قیمت اب وہ لوگ شاید اپنی ہڈیاں تڑوا کر ادا کرنے والے تھے یا جاں سے ہاتھ دھو کر اگر عنایہ انھیں بچانے میں ناکامیاب ہوئی تو۔

"تمہارا بہت بہت شکریہ میری جان۔۔ تم نے مجھے اتنی بڑی خوشی دی ہے اولاد کی نعمت سے آراستہ کیا ہے تم آج میری جان بھی مانگ لو میں وہ بھی تمہارے قدموں

میں رکھ دوں" دلشاد نے محبت سے عنایہ کی پیشانی پر لب رکھتے کہا تو عنایہ بے ساختہ مسکرائی اور نرمی سے دلشاد کے کندھے پر سر ٹکا گئی۔

"اب تم لوگ ہی کھیلتے رہو گے میری شہزادی سے یا مجھے بھی موقع دو گے" دلشاد نے ڈیول اور داہم کو دیکھتے کہا تو داہم نے تھوک نگلتے سائیڈ پر ہوتے عنایہ کی طرف جاتے عنایہ کو بےبی دیا تھا اور دلشاد داہم کی اس حرکت کو نا سمجھی سے دیکھ رہا تھا۔

"شہزادی ۔۔ نہیں شہزادہ" داہم نے وہی سے اپنے قدم فورا پیچھے لیتے کہا تو جہاں دلشاد اپنے بچے کو دیکھتا مسمرائز ہوا تھا وہی داہم کی بات سنتے حیرت سے نظریں اٹھائے داہم اور ڈیول کو دیکھنے لگا اور پھر اپنے بچے کو جس کے بلیو مفلر کی وجہ اب سمجھ آئی تھی اسے اور یہی پل تھا جب دلشاد وہاب خانزادہ کو ایک سو پچاس والٹ کا بہت شدید جھٹکا لگا۔

"نہ ۔۔ نہیں ۔۔ تو" دلشاد نے ٹوٹ ٹوٹ کر الفاظ ادا کرتے عنایہ کو دیکھتے جیسے تصدیق کرنی چاہی جبکہ دلشاد کے حیرت اور صدمے میں ڈوبی شکل کو دیکھتے عنایہ نے ہاں میں سر ہلایا تو دلشاد نے بے یقینی سے اپنی بیوی کو دیکھا اور پھر اس نیلے مفلر میں

چھپے بچے کو جو اسے اپنی کالی کالی بڑی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔

"یہ نہیں ہو سکتا۔۔ تم لوگ مزاق کر رہے ہو میرے ساتھ" دلشاد نے بیڈ سے اٹھتے عنایہ اور پھر ڈیول اور داہم کو دیکھتے بے یقینی سے کہا۔

"مزاق کرنے کو تو ہماری بیگم لگتا ہے نا جو ہم تجھ سے مزاق کرے گے منحوس بہنوئی" ڈیول نے بھی دلشاد کی شکل سے لطف اندوز ہوتے ڈمپل کی نمائش کرتے کہا ڈیول کو اپنے انجام کے ڈر سے زیادہ اب دلشاد کی شکل محفوظ کر رہی تھی اور یہی حال داہم کا بھی تھا۔

"بھائی یہ ہو چکا ہے الحمدللہ۔۔ اور یہ حقیقت ہے ماشاءاللہ" داہم نے بھی مسکراتے ہوئے اپنے بھتیجے کو دیکھتے کہا۔

"اور تو مرے گا میرے ہاتھوں سے اب۔ انا للہ" دلشاد دانت پیستا اپنا کوٹ اتارتا زمین بوس کرتا داہم کی طرف لپکا اسے مارنے کے لیے تو داہم نے قدم کاؤچ کی طرف لیے اب منظر یوں تھا کہ داہم کاؤچ کے پیچھے کھڑا ہاتھ پھیلائے دوڑنے کی سعی میں تھا تو دلشاد کاؤچ کے سامنے ہاتھ پھیلائے پھولی رگوں کے ساتھ داہم کو دبوچنے

لی۔

"بھائی میں نے کیا کیا ہے؟؟" داہم نے دہائی دی تو دلشاد کے ماتھے پر بل پڑے۔

"تو نے مجھے دعائیں دی تھیں وہ بھی ہاتھ اٹھا اٹھا کر آج تو زندہ نہیں بچے گا میرے باپ کی آخری اولاد" دلشاد وہی کھڑا داہم کو پکڑنے کی سعی میں دھاڑا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ پتا نہیں وہ کیا ہی کر گزرے۔

"حوصلہ کر میرے منحوس بہنوئی۔۔just chill dude" ڈیول نے دلشاد کو یہ کہتے موت کا رخ اپنی طرف کیا اور دلشاد پلٹا دلشاد کا چہرہ غصے کی زیادتی سے آخری حد تک سرخ ہو چکا تھا۔

"اور تجھے chill کرواتا ہوں میں چاندنی۔۔تیری دعا بھی شامل تھی" دلشاد نے وہی ٹیبل پر رکھی اسٹیل بوتل اٹھا کر ڈیول کو دور سے دے ماری ڈیول کو بنا سمجھنے کا موقع دے جبکہ وہ بوتل ڈیول کے کندھے پر لگی بڑی زور سے تھی جس کی وجہ سے ڈیول کراہ بھی اٹھا تو دلشاد نے وہاں سے ہی ریموٹ اٹھاتے داہم کو دے مارا جو کہ داہم کے سیدھا منہ پر بجا داہم ناک میں درد کی ٹھیس اٹھی جبکہ عنایہ اپنے شوہر کو اپنے بھائی اور

دیور کی جان کا دشمن بنے دیکھ گڑبڑائی تھی یہ بات تو سب ہی جانتے تھے دلشاد نے ان دونوں صرف اپنی بیٹی کا لمحہ ہر پل اٹھتے بیٹھتے سوچا تھا اور اتنا ریکشن تو دلشاد کا بنتا بھی تھا عنایہ اب ان تینوں کو دیکھتی سخت پریشان ہوئی تو وہ شہزادہ اپنی ماں کو دیکھتے مسکرایا تھا اور یہ مسکرانا ان سب لوگوں کو کتنا مہنگا پڑنے والا تھا یہ اب سب کو مستقبل میں پتا لگنا تھا جس کردار کے پیدا ہوتے ہی تباہی مچنی شروع ہو گئی تھی وہ کردار خود بڑی توپ ثابت ہونے والا تھا جسے وہ لوگ پیارا کہ رہے تھے یہ وہی تھا جسے آگے چل کر یہ لوگ نئے نئے منفرد القاب سے نوازنے والے تھے۔

(Episode no 7)

"آج میں تم دونوں کا قتل اپنے ہاتھوں سے کرونگا" دلشاد پھر غصے میں آپے سے باہر ہوتا دھاڑا اور کاوئچ پر چھڑتا داہم کو یک دم گردن سے دبوچ گیا داہم کاوئچ کی پشت پر پیٹ کے بل منہ نیچے کیے ہاتھ پاؤں مارنے لگا جبکہ ڈیول نے داہم کو بچانے کے لیے آگے ہوتے ہوئے دلشاد کو کندھوں سے پکڑتا پیچھے دھکیلنے لگا ڈیول کی اتنی سخت

کوشش پر بھی دلشاد پیچھے نا ہوتے الٹا دوسرے ہاتھ کا پنچ بناتے ڈیول کے منہ پر رسید کرگیا ڈیول لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہوا وہ دونوں ایک جیسی قوت رکھنے والے مرد تھے آج تو جیسے دلشاد پر خون ہی سوار ہو گیا تھا جبکہ داہم اب بھی بنا پانی کی مچھلی کی طرح تڑپ رہا تھا تو ڈیول خود کو سنبھالتا ہر لحاظ بھولتا غصے سے دلشاد کو بھی بنا سمجھنے کا موقع دے پنچ رسید کرگیا دلشاد جھٹکے سے کراہ کر داہم سے نا صرف پیچھے ہوا بلکہ کاوچ سے زمین پر گرتے گرتے بچا اور خود کو سنبھالتے سیدھا ہوتے ڈیول کو گھورنے لگا جبکہ داہم لمبی سانس لیتا دل پر ہاتھ رکھتا پھٹی آنکھوں سے اپنے بھائی کو دیکھنے لگا جو واقعی بہت خونخوار روپ لے چکا تھا دلشاد دوبارہ ڈیول پر حملہ کرتا کہ عنایہ کی نم آواز نے دلشاد کا ہاتھ ہوا میں روکا۔

"بس کردیں آپ ۔۔۔بیٹا ہوا ہے تو میرے بھائی اور داہم کی کیا غلطی اس میں اللہ کو ہمیں نعمت سے نوازنا تھا نواز دیا اور آپ نے کہا تھا کہ میں جو مانگوں گی آپ دیں گے تو آپ ابھی کے ابھی زی بھائی اور داہم سے معافی مانگے ورنہ میں اپنے بیٹے کو لے کر پیلس چلی جاؤں گی اور اگر آپ نے معافی نہیں مانگی تو میں یہی سمجھوں گی کہ آپ کو بیٹا ہونے پر افسوس ہے اور مجھ سے اور ہمارے بچے سے کوئی محبت نہیں" عنایہ

نے آنسو سے تر چہرے سے کہا تو دلشاد ان دونوں کو گھورتا عنایہ کے آنسو دیکھتا تڑپ کر اپنی بیوی کی طرف آیا جبکہ داہم اور ڈیول نے ایک دوسرے کو تھمز اپ کرتے اپنے پلان میں کامیابی کی مبارک بات کا اشارہ دیا۔

"میری۔۔" دلشاد کچھ کہتا کہ عنایہ نے دلشاد کی بات کاٹی۔

"آپ پہلے معافی مانگے گے" عنایہ نے نم آنکھوں سے دلشاد کی طرف دیکھتے کہا تو ان آنکھوں میں دلشاد کو اپنا آپ ڈوبتا نظر آیا اور ماں کے آنسو بیٹے کو بھی برداشت نا ہوئے تو وہ بھی ماں کے ساتھ رونے لگا جبے عنایہ تھپکنے لگی دلشاد نے بے بسی سے اپنی بیوی اور بیٹے کو دیکھتے ڈیول اور داہم کی طرف رخ کیا جو اب عنایہ کے بیڈ کے سرے پر کھڑے فروٹ باسکٹ سے سیب اور کیلا اٹھائے کھا رہے تھے داہم نے ڈیول کے بازو پر ٹیک لگائی ہوئی تھی اور مزے سے کیلا کھانے میں مصروف تھا جبکہ ڈیول بائیاں ہاتھ سینے پر فولڈ کرتا دائیں ہاتھ سے سیب کے بائیٹ لے رہا تھا وہ کہی سے بھی نہیں لگے کے کچھ دیر پہلے یہی دونوں انسان اپنی سپاری اور خود کو بچانے کے لیے سب کو دہائیاں دے رہے تھے تو دلشاد بھی کہی سے بھی کچھ دیر پہلے والا

خونخوار انسان نہیں لگا بیوی کے آنسو تو بڑے بڑے سورماؤں کو دھول چٹا دیتے ہیں تو پھر دلشاد وہاب خانزادہ کیا چیز تھا۔

"عنایہ ۔۔" دلشاد نے ان دونوں کو گھورتے پھر اپنی بیوی کو ٹالنا چاہا لیکن آج تو جیسے عنایہ اپنے بھائی اور دیور کے دم تعاویز کے پانی پی کر بیٹھی تھی پھر دلشاد کی بات کاٹ لئی۔

"معافی مانگے گے ہاں یا نہ ۔۔" عنایہ نے دلشاد کو آنسوؤں سے تر چہرے کے ساتھ اب غصے سے گھورتے ہوئے کہا تو دلشاد نے لب بھینچے اپنا رخ ڈیول اور داہم کی طرف کیا۔

"سوری" دلشاد نے کہا جبکہ ڈیول اور داہم نے پہلے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر دلشاد کو۔

"کیا کہا ؟؟" ڈیول نے معصومیت سے پوچھا حالانکہ سن لیا تھا پھر بھی۔

"ہم نے نہیں سنا" داہم نے بھی معصومیت کی چوٹی پر پہنچتے جھوٹ کے دریا میں ایک کنکر پھینکا اور ان کی بات اور اس معصومیت پر دلشاد نے باقاعدہ دانت پیسے

اور عنایہ کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی سوری گھور رہی تھی۔

"آئی ایم سوری" دلشاد اپنی بیوی کی گھوری سے ڈرتے فورا گردن موڑے ان دونوں سے دوبارہ ایک ایک لفظ چبا کر باآواز بلند کہ گیا جبکہ اب عنایہ نے ان دونوں کو بھی گھورا اچھے سے سن چکے تھے وہ لوگ جانتی تھی عنایہ جان بوجھ کر اس کے شوہر کو تنگ کر رہے تھے اور اپنے ہینڈسم سر پھیرے شوہر کو تنگ ہوتے تو نہیں دیکھ سکتی تھی عنایہ۔

"اچھا اٹس اوکے۔۔کان کے پردے تو مت پھاڑوں ہمارے"ڈیول نے اپنے کان پر ہاتھ رکھتے کہا تو داہم نے بھی مسکراتے فراغ دلی سے اپنے باپ کی پہلی اولاد کو معافی دی تو دلشاد نے ان دونوں کو ناگواری سے دیکھتے اپنی بیوی کے پاس بیٹھتا اس کے آنسو جو گال پر اب بھی موجود تھے اپنی انگلیوں کے پوروں سے صاف کرگیا اور پھر اپنی اولاد کو باہوں میں لے گیا دلشاد پھر مسمر از سا ہوتا اسے دیکھنے لگا جو ہر نین نقش اپنے باپ کے ہی رکھتا تھا اور کالی بڑی بڑی آنکھوں سے اپنے باپ کو ہی دیکھ رہا تھا دلشاد نے اپنے بیٹے کی چھوٹی سی پیشانی پر بوسہ دیا اور اسے اپنے سینے سے لگا

لیا۔

"بہت پیارا ہے میرا شہزادہ بیٹا" دلشاد نے دل کی بات کہی تو عنایہ باپ کے سینے سے لگے اپنے بیٹے کو دیکھتی مسکرائی تو داہم اور ڈیول بھی یہ منظر دیکھتے مسکرا اٹھے۔

"آپ خوش ہیں نا آپ کو بیٹی چاہیے تھی" عنایہ جیسے یک دم دلشاد کی خواہش سوچتی افسردہ ہوئی تو دلشاد اپنی بیوی کو ایک ہاتھ کے حصار میں لیتا اپنے بیٹے کو دیکھنے لگا۔

"ہاں چاہیے تو تھی لیکن کوئی بات نہیں ایک دفعہ اور ٹرائے کرے گے اب داماد کو تو نہیں ناراض کر سکتا میں" دلشاد نے پہلے عنایہ اور پھر ڈیول کو دیکھتے ایک آنکھ ونک کرتے کہا تو ڈیول نے دلشاد کو گھورا جبکہ داہم مسکرایا تو عنایہ دلشاد کی بے باک بات پر جھینپ گئی۔

"ڈیڈ بول رہے تھے نام آپ سے پوچھ کر رکھے گے" عنایہ نے بات بدلنے کے حوالے سے کہا تو دلشاد نے اپنے بیبی کو سامنے کرتے ڈیول کو دیکھا۔

"میں نے تو سارے لڑکیوں کے نام ہی سوچے تھے۔۔ لیکن چونکہ میں نے اپنے داماد کا نام رکھا تھا تو میرا سڑا ہوا سالہ اپنے فیوچر داماد کا نام رکھ سکتا ہے" دلشاد نے کہا تو

ڈیول کے ڈمپل واضح ہوئے ڈیول دلشاد کے پاس آتا اس شہزادے کو گود میں لیے مسکرایا جو اب ڈیول کو دیکھتے مسکرا رہا تھا۔

"دآیان دلشاد خانزادہ" ڈیول نے کہا تو عنایہ،

دلشاد اور داہم تینوں ہی مسکرائے انھیں بھی یہ نام بہت پسند آیا تھا۔

(Intropart 8)

دآیان دلشاد خانزادہ اور عنایہ کو لیے داہم، دلشاد اور ڈیول وہاب ولا پہنچ چکے تھے سب لوگوں نے ہی دلکش اور ہالے کے ساتھ مل کر ان کا بہت جوش وخروش سے استقبال کیا اور دآیان کے نام کو بھی سراہا نمل ملنے نہیں آسکی کیونکہ اس کے ہاں بھی خوشخبری آنے میں بس کچھ ہی دن رہ گئے جبکہ نوریز دآیان سے مل کر نمل کے پاس جا چکا تھا تاکہ جنت بیگم، احان صاحب اور کاشان صاحب جلد ہی دآیان سے ملنے اسکے تو نمل نے بھی ویڈیو کال پر دآیان کو دیکھا تھا سب لوگ ہی دآیان کی آمد

سے خوش تھے تو وہی دآیان کی آمد پر ضیغم اور ضیام پریشان وہ لوگ بھی اپنے کزن سے ملنے اپنی ماں کے ساتھ وہی موجود تھے جو پیلس جاتی عائشہ جیک ہشام مہک اور ماہر کے ساتھ وہاب ولا لوٹی تھی ۔ ضیام اور ضیغم کو جب بھی دآیان کے ساتھ ایک بیڈ پر لٹایا جاتا ضیام تو فوراہی رونا شروع کر دیتا جبکہ ضیغم بھی عجیب وغریب شکلیں بنانے لگتا تو وہی دآیان اپنی دنیا کو دیکھنے میں مگن اسے کوئی زیادہ فرق نہیں پڑ رہا تھا ان دونوں سے خیر خوشیاں مناتے سب اب پیلس پہنچ چکے تھے اور یہی سکون ملا تھا ضیام اور ضیغم کو چپ ہوتے جیک اور دلکش کے ساتھ کھیلنے میں مصروف ہو گئے تھے تو ماہر کو آج امریکہ کسی کام سے کچھ دنوں کے لیے جانا تھا تو دلکش نے کہا تھا کہ ضیغم اور ضیام کو اپنے پاس ہی سولائے گی جس پر آیت تو راضی نہیں تھی کہ وہ دلکش کو پریشان کریں گے لیکن ڈیول اپنی بہن کے اس قدم پر بڑا خوش تھا کیونکہ اسے اپنی کوئین کے ساتھ بھی تو کچھ وقت چاہیے تھا نا اور بالا آخر دلکش اپنی ضد پر آڑی رہی اب وہ لوگ اپنے روم میں شفٹ کر چکے تھے جہاں آیت بلیک نائیٹی پہنے ڈریسنگ سے باہر نکلی تھی بلکل فریش اور سونے کی تاک میں تو ڈیول لیپ ٹاپ پر اپنے امریکہ کی ٹیم کے کام کو چیک کرنے میں مصروف ڈیول نے ڈریسنگ مرر کے

سامنے کھڑی اپنی بیوی کو ایک نظر سرسری سا دیکھنا چاہا لیکن آیت پر نظر پڑتے جیسے ڈیول کی نظریں واپس لیپ ٹاپ کا رخ کرنا ہی بھول گئیں آیت کی پشت ڈیول کی طرف تھی اور آیت کی نائیٹی جس سے اس کی دودھیا کمر صاف نظر آرہی تھی ڈیول کو دم بخور سا کر گئی ڈیول نے لیپ ٹاپ بند کرتے اپنی بیوی کی طرف قدم بڑھائے جو اپنے ہاتھوں پر لوشن لگانے میں مصروف تھی جیسے اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی کام ہی نا ہوں ڈیول آیت کے پاس آتے اسے پشت سے اپنے حصار میں لیتا دونوں ہاتھ آیت کے پیٹ پر رکھتا آیت کو خود کے قریب کر گیا۔

"ڈیول دور ہٹو مجھ سے ورنہ اچھا نہیں ہوگا" ڈیول کے اچانک اپنے قریب آنے پر آیت ہڑبڑاتی ہوئی پھر مرر میں ڈیول کے عکس کو دیکھتی ہوئی بولی جو اب آیت کے لندھے سے بالوں کو سائیڈ پر کرتا آیت کی نائیٹی کی سٹریپ پر اپنے لب رکھ گیا۔

" اتنے دنوں بعد تو موقع ملا ہے تمہاری قربت میں بہکنے کا اچھا نا ہو تو بھی کیا مزاحقہ

ہے۔۔۔میری جان" ڈیول نے خمار آلودہ لہجے میں کہتے آیت کے دودھیا بازو پر اپنی دائیں ہاتھ کی انگلی سے ڈیزائن بناتے کہا اور آیت کے پیٹ پر اپنی گرفت اور سخت کردی تو آیت کو اپنی ٹانگوں پر کھڑا رہنا مشکل امر لگا۔

"ڈیول ضیغم اور ضیام پریشان کر رہے ہونگے سب کو۔۔۔" آیت نے ڈیول کے ہاتھ پر اپنے دونوں ہاتھ رکھتے کہا تو ڈیول نے آنکھیں سکیڑتے آیت کو مڑ دیکھتے جھٹکے سے آیت کا رخ اپنی طرف کرتے اسے اپنے بے حد قریب کیا تو آیت ڈیول کی نیلی آنکھوں میں دیکھنے لگی تو ڈیول اب آیت کے چہرے پر اپنی انگلی پھیرنے لگا۔

"چلو پھر ان کو ایک بہن لا دیتے ہیں پھر وہ کسی کو بھی پریشان نہیں کریں گے" ڈیول کے پاس تو جیسے ہر مرض کی دوا اور آیت کے ہر بہانے کا حل موجود تھا جبکہ ڈیول کی بات سنتے خود کو ڈیول کی باہوں میں بے بس ہوتا دیکھ آیت اپنے شوہر کے ڈمپل کو اگنور کرتی غصّے سے بولی۔

"ڈیول خبردار جو اپنی ٹھرک اتارنے کے لیے میرے بچوں کا سہارا لیا تو" آیت نے ڈیول کو گھور کر دیکھا جبکہ آیت کے گال ڈیول اور آیت کی پہلی گولڈن نائٹ کی طرح آج بھی ڈیول کی قربت پر دھک رہے تھے ڈیول آیت کے چہرے پر لالی گھولتی دیکھتا اپنی کوئین کے گال پر لب رکھ گیا۔

"ویسے تمہارے بچے بھی اسی ٹھرک کا نتیجہ ہیں" ڈیول آیت کی غیر ہوتی حالت دیکھتا قہقہہ لگاتا بولا تو آیت نے پھر ڈیول کی بات پر غصے سے سرخ ہوتی ناک سے اسے دیکھا۔

"شرم تو تمہیں چھو کر نہیں گزری ڈیول" آیت نے ڈیول کو اس کے حصار میں ہی بے بسی سے دوبارہ گھورا۔

"شرم کرتا تو تمہیں ماں کے عہدے پر فائز کیسے کرتا میری جان "ڈیول آیت کی غصے سے سرخ ہوتی ناک کو دیکھتا مسکراتا آیت کو ایک آنکھ ونک کرتا اس کے لبوں پر جھکا ڈیول آیت کے لبوں سے جنونیت سے جام پیتا خود کو سیراب کر رہا تھا کافی عرصے بعد اور آیت ڈیول کے تشنگی اور جنونیت میں خود کو ہلکان کرتے ڈیول کی شدتوں کو اتنے عرصے بعد جھیلنے کے علاوہ کر کیا سکتی تھی ڈیول نے آیت کو اپنے ایک ہاتھ کے حصار سے اپنے بے حد قریب کرتے جیسے وہ دو جسم ایک جان ہو آیت کے سر کی پشت پر اپنا دوسرا ہاتھ رکھتے آیت کے ہونٹوں کو کاٹا جس سے ڈیول لی جنونی حرکت پر آیت کی سسکی کا گلا بھی ڈیول نے اس کی سانسوں میں اپنی سانسوں کو الجھاتے ہوئے ہی گھوٹا آیت کو سانس لینے میں مشکل ہو رہی تھی اور ڈیول تھا جو کے آیت کے وجود میں اس کے ہونٹوں کے لمس اس قدر گم تھا کے آیت کی اکھڑتی سانسوں کو بھی محسوس نا کر پایا آیت نے آنکھیں پھیلائے بے بس ہوتے ڈیول کی گردن کو اپنے کانپتے ہاتھوں سے تھامتے اپنے ناخن ڈیول کی گردن پر چبوئے تو ڈیول جیسے یک دم ہوش میں آتا اپنی آنکھیں کھولتا آیت کی غیر ہوتی حالت محسوس کرتا نرمی سے آیت کے لبوں کو آزادی بخش گیا آیت اپنا تنفس بحال کرتی

ڈیول کے سینے پر سر ٹکاتی لمبے لمبے سانس لینے لگی اور ڈیول نرمی سے اس کی پیٹھ کو سہلانے لگا آیت نے اپنا تنفس بحال کرتے ڈیول کے سینے پر سر ٹکائے ہی ڈیول کے سینے پر اپنے ہاتھ کے موقع برسائے۔

"میری غنڈی آفت ۔۔۔ ابھی تو ایسا میں نے کچھ کیا ہی نہیں کے تم مجھے اس طرح ہٹ کرو" ڈیول نے آیت کے موقع مارنے پر قہقہہ لگاتے پھر آیت کو اسے گھورنے پر مجبور کیا تو ڈیول آیت کی گھوری پر کندھے اچکاتا جھٹکے سے آیت کو اپنی باہوں میں اٹھاتا بیڈ کی طرف بڑھ گیا آیت کو بیڈ پر لٹاتے ڈیول سیدھا کھڑا ہوا۔

"ڈیول تم میرے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کر رہے ہو" آیت نے ڈیول کو شرٹ اتارتے دیکھتے جتایا جس پر ڈیول شرٹ صوفے پر اچھالتا آنکھیں سکیڑتے آیت کو دیکھنے لگا۔ "بلکل ۔۔ میں دنیا کا پہلا مرد ہوں جو دو بچوں کے بعد اپنی بیوی کے ساتھ زبردستی کر رہا ہے" ڈیول نے آیت کو گھورتے اس پر سایہ فگن ہوتا چھایا ڈیول

لی بات پر آیت کھلکھلا کریک دم ہنس دی اور ڈیول بھی سر جھٹکتا آیت کے بالوں میں منہ چھپا گیا جبکہ آیت سمجھ گئی آج جائے فرار کے سارے راستے اس کے لیے بند ہے تو خود کو اپنے جنونی شوہر کی شدتوں کے لیے دل میں تیار کرتی ڈیول کی گردن میں باہوں کا ہار ڈال گئی۔

(Intropart 9)

طلوع آفتاب آج دآیان دلشاد خانزادہ کی زندگی کا پہلا منظر تھا جسے دایان کے چچا جان دایان کو دیکھانے کے لیے فجر کی نماز ادا کرتے دلشاد اور عنایہ کے کمرے میں جاتے عنایہ سے دآیان کو لیتے یہ منظر دیکھانے لائے تھے وہاب ولا کے لان میں اترتی سیڑیوں سے تو دآیان میاں بھی اپنی بڑی بڑی سی کالی آنکھیں کھولے مسکراتے ہوئے یہ منظر انجوائے کر رہے تھے دآیان کو اب تک اپنے باپ سے زیادہ اپنے چاچو کی کمپنی پسند آئی تھی یہ ماننا زریش بیگم اور عنایہ کا تھا کیونکہ دلشاد کی گود میں آتے دایان کھیلتا ضرور تھا لیکن زیادہ نہیں جتنا داہم کی گود میں مزے سے کھیلتا تھا دآیان

مسکراتا داہم کو دیکھ رہا تھا جو کہ خود دآیان کو دیکھتے مسکرا رہا تھا۔

"میرے پیارے چھوٹو چیمپ ۔۔۔جلدی جلدی بڑے ہو جاو پھر تمہارے باپ سے میرے ساتھ مل کر بدلے لینے ہے اور سب کو ہم پریشان بھی کرے گے" داہم نے محبت سے دآیان کے گال باری باری چومتے کہا تو دآیان کو داہم کی بات جیسے پسند آئی فرحت سے مسکرایا۔

"اور تمہاری سیٹنگ بھی تو کروا کر دینی ہے زین بھائی کی بیٹی سے میں نے ۔۔ ویسے تو تم ڈیول کنگ عرف زین کمال حفیظ کے داماد بننے والے ہو لیکن اس کے لیے بھی ایک بیٹی چاہیے جس میں شاید انھیں تین یا چار یا پانچ سال یا اس سے بھی زیادہ لگ جائے ۔۔۔"داہم نے ایسے رازدانہ بات شروع کی تو دآیان بھی اپنی مسکراہٹ سمیٹتا very very important بات کو اپنے دونوں کان کھولے پوری توجہ سے سننے لگا تو داہم کو لگا جیسے اتنے سالوں انتظار کرنے پر اسکے ایک دن کے بھتیجے کو

مایوسی ہوئی۔

"ارے تم نے فکر نہیں کرنی یار میں تو اس لیے بول رہا تھا کہ تمہاری ساسوں ماں بڑی خطرناک ہے بھئی وہ کہی بیٹی کا سن کر ڈیول پر جلالی روپ ظاہر نا کر دے یوں نو نا ابھی ایک مہینے پہلے تمہارے ایک نہیں بلکہ دو دو سالے آئے ہیں دنیا میں ۔۔۔ تو جلدی تمہاری بیوی کا اس دنیا میں آنا possible نہیں ہے لیکن تمہارا سسر بھی تو ڈیول کنگ ہے فکر نہیں کرو کم سے کم تین سال میں تمہیں تمہاری بیوی کا دیدار کروا ہی دے گے" داہم نے جیسے دآیان کو تسلی دی تو دآیان کو تھوڑا اطمینان ہوا جبکہ اگر داہم کی اپنے ایک دن کے بھتیجے سے کی باتیں اگر کوئی دوسرا شخص سن لیتا تو داہم کو ضرور پاگل خانے شفٹ کروا دیتا۔

"اور تم نے نا معصوم نہیں بننا کیونکہ معصوموں کی یہاں کوئی قدر نہیں مجھے ہی دیکھ لو" داہم نے پھر بہت ضروری بات کہی اور معصوم لفظ پر اپنے اوپر افسوس کیا جس

لفظ سے داہم وہاب خانزادہ کا کوئی لینا دینا نہیں تھا پر خیر تھرٹ کلاس ایکٹر کو کوئی کیا کہے۔۔۔جس پر دآیان جیسے او کرتے اپنے چاچا کی بات پر آئی سی کہا تو داہم نے بھی اپنی بات جاری رکھی۔

"کیونکہ ڈیول کنگ کی بیٹی گنز کے بیچ میں پلے گی اور تمہارے سالے بھی اور سسر تو ماشاء اللہ شارپ شوٹر ویسے ہی ہے اور وہ لوگ تمہیں دنیا سے رخصت کرنے میں نو سیکنڈ نہیں لگائے گے جس کا صرف میں نے نو مہینے انتظار کیا ہے۔۔"داہم نے اپنے بھتیجے کو کہتے سینے سے تڑپ کر گلے لگایا اگر دلشاد داہم کی باتیں سن لیتا نا تو داہم کو کہتا "کوکھ میں بھی تو نے ہی رکھا تھا اسے" خیر۔۔۔۔جس پر دآیان نے بھی رونے جیسی شکل بنائی جیسے وہ بھی اپنے چاچو کی بات سمجھتے دکھی تھا تو داہم نے اسے پچکارتے گال پر پیار کیا۔

"لیکن میں ایسا نہیں ہونے دوں گا اگر مافیا خاندان نے تجھے پتھر مارا تو ہم انھیں پہاڑ

سے نیچے کا منظر دیکھائے گے۔۔"داہم نے پرجوش ہوتے کسی آرمی افسر کی طرف گردن اکڑا کر کہا۔۔دو سیکنڈ میں اس داہم نامی بلا نے مافیا خاندان کو عرش سے اٹھا کر فرش پر دے مارا تھا اور اگر ڈیول ، جیک ، ہشام اور ماہر یہ بات سن لیتے نا تو داہم کو پہاڑ کے نیچے لازمی دفنا دیتے جو ان کے ہونے والے داماد کو ان کے خلاف ورغلا رہا تھا۔۔تو دوسری طرف دایان میاں بھی اپنے چاچو کی باتیں مگن سن رہے تھے اور جیسے یہ پتھر والی بات پر پہاڑ سے نیچے منظر دیکھانا دآیان کو ہضم نہیں ہوا تو رونے لگا جس پر داہم اپنے بھتیجے کا اشارہ سمجھتے فورا اس کو پیار کرنے لگا۔

"یار اب پہاڑ سے دھکا نہیں دے سکتے نا ایک تو رشتہ داری ہے اور دوسرا مافیا خاندان ہے بھائی بچ گئے تو کتے کی موت مارے گے تجھے بھی اور مجھے بھی وہ مافیا خاندان صرف تیرے باپ کے طنز سے ہی ڈرتا ہے جو اپنے باپ اور ماں اور بیوی کے آنسوؤں کے علاوہ کسی کے باپ سے نہیں ڈرتا "داہم نے جیسے ساری بات کھل کر بتائی تو دآیان بھی سوچ میں پڑگیا۔

"لیکن تم نے ٹینشن نہیں لینی تیرا چاچو ہر قدم تیرے ساتھ رہے گا میرے چیمپ ۔۔ اور تجھے اس مافیا خاندان سے بھی بڑی توپ بنائے گا" داہم نے کہتے دآیان کی ناک سے اپنی ناک مس کی تو دآیان بھی اپنے چاچو کے فیوچر ساتھ پر اور بات پر دل کھول کر مسکرایا ۔۔داہم اگر یہ جان لیتا کہ جسے وہ توپ بنانے والا ہے وہ خود پیدائشی بہت بڑی توپ ثابت ہوگا ۔۔

"داہم کیوں تنگ کر رہے ہو میرے بھتیجے کو" ہالے داہم اور دآیان کو ڈھونٹتی ہوئی لان کی سمت آئی تو داہم اور دآیان کو کھلکھلاتے دیکھ اور داہم کو دآیان کی ناک کو بار بار نرمی سے پکڑتا دیکھ بولی تو دونوں چاچو بھتیجے ہالے کی طرف متوجہ ہوئے ۔

"واہ سو سال پرانی ناگن ۔۔۔ کبھی یہ بولا ہے میرا شوہر کبھی نہیں بھتیجے کو بول رہی میرا بھتیجا" داہم ہالے کی بات سنتا مصنوعی جیلسی سے ہالے کو گھور کہنے لگا تو داہم کی

بات پر ہالے مسکرائی اور داہم کے قریب آتی کے کندھے پر سر ٹکا کر دآیان کو دیکھنے لگی جو اب خود اپنے چاچو چاچی کو دیکھ رہا تھا۔

"تو میں اس کو ہی میرا بولوگی نا جو مجھ جیسا خوبصورت ہوگا۔۔ نیولے شوہر" ہالے نے نچلا لب دانتوں میں دبائے داہم کے کندھے پر تھوڑی ٹکائے معصومیت سے بولا تو داہم کا دل اپنی بیوی معصومیت اور چلاکی پر عش عش کر اٹھا جو اس کے قریب آتی اسے نیولا بول رہی تھی۔

"میں نیولا۔۔۔۔۔" داہم اپنے لیے یہ لفظ سنتے صدمے سے بولا اور ہالے کو آنکھیں دکھانے لگا۔

"ہاں جیسے میں سو سال پرانی ناگن ویسے تم نیولے" ہالے نے بھی شرارت سے کہتے کندھے اچکائے اور وہاں سے جانے لگی تو داہم نے پہلے اپنے بھتیجے کو دیکھا اور پھر

اپنی بیوی کو۔

"روکو تو یہ نیولا ابھی تمہیں قابو کرتا ہے میری ناگن" داہم یہ کہتے ہی ہالے کو کمر سے تھام گیا اور اپنے ایک ہاتھ کا حصار ہالے کی کمر پر بناتا ہالے کو محبت سے دیکھنے لگا۔

"داہم دآیان گر جائے گا" ہالے نے داہم کے دوسرے ہاتھ میں گود میں لیے دآیان کو دیکھتے فکر سے کہا۔

"داہم وہاب خانزادہ کی پکڑ اتنی کمزور نہیں" داہم نے مسکرا کر ہالے کو جتایا اور ہالے کو بنا سمجھنے کا موقع دیے اس کے لبوں کو چومتا اور پھر نچلے لب کو ہلکا سا کاٹتا ہوا پیچھے ہوا جبکہ ہالے داہم کی بے باکی پر ہمیشہ کی طرح سرخ پڑ گئی اور داہم کے کاٹنے پر اسے گھورنے لگی۔

"اب تم نے کی نیولا کہا تھا تو قابو تو کرنا تھا نا ناگن کو" داہم نے ہالے کے گھورنے پر

ایک آنکھ ونگ کرتے کہا۔

"بہت بے شرم انسان ہو تم یہ بیڈروم نہیں ہے اور دآیان بھی ہمارے ساتھ ہے اور دیکھو دیکھ بھی رہا ہے اور تمہیں زرہ شرم نہیں" ہالے نے غصے سے پھولے گالوں سے کہتے داہم کو شرم دلانی چاہی جس پر صرف داہم نے دآیان کو دیکھا جو چاچا چاچی کا شاید رومینٹک سین شوق سے دیکھتا مسکرا رہا تھا۔۔۔بے شرم چاچو کا بے شرم بھتیجا۔۔۔

"یہاں پر تمہارے میرے اور دآیان کے علاوہ کوئی نہیں۔۔۔اور بیڈروم میں بھی چلے جائے گے میری جان ابھی صبح بیڈروم میں ہی آنکھیں کھولی ہیں ہم نے اور اب تمہیں اتنی جلدی ہو رہی ہے دوبارہ جانے کی تو ناشتے کے بعد چلتے ہیں۔۔اور رہی دآیان کی بات تو اچھا ہے دیکھے چاچو چاچی کو کتنا پیار کرتے ہیں آخر اس نے بھی تو فیوچر میں اپنی بیوی کو پیار کرنا ہوگا" داہم نے کہا تو ہالے داہم کی ڈھیٹائی اور بے

شرمی پر ساری باتوں کا رخ اپنی طرف مڑتا دیکھ کلس کر داہم کے پیر پر پیر مارتی ہنسی کرتی اندر چلی گئی جبکہ داہم پہلے اپنی بات بولتا قہقہہ لگاتا پھر ہالے کے پیر مارنے پر کراہ اٹھا۔

"دیکھا کہا تھا نا معصوموں کی دنیا نہیں یہ" داہم نے اپنے بھتیجے کو دیکھتے اپنی غلطی اور بے شرمی کے باوجود دہائی دی تو دآیان میاں مسکرائے۔

(Intropart 10)

دن اپنی رفتار پکڑتے گزرتے گئے اتنی جلدی کہ یہ خوشیوں کا وقت تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا ضیغم اور ضیام دو ماہ کے ہو چکے تھے جہاں ضیغم کے ڈمپلز پر سب دل ہارنے لگے تھے تو وہی ضیام کے ٹھرک پن سے سب عاجز آگے تھے تو دآیان نامی تباہی ابھی خاموشی سے سب کی محبتیں لوٹتا ایک ماہ کا ہو چکا تھا مافیا خاندان جنت ولا کے مکین اور خانزادہ خاندان سب کا یہی ماننا تھا کہ دآیان خاموش طبعیت

شریف بچہ ہے جس سے سب ہی خوش تھے تو داہم کا کہنا تھا کہ یہ تباہی سے پہلے کی خاموشی ہے لیکن کسی نے بھی داہم کی بات کو سیریس نہیں لیا حالانکہ جو تباہی کو ٹرین کر رہا ہو اس کی بات کو تو سیریس لینا چاہیے تھا خیر۔۔۔ اور اسی خوبصورت وقت کے پہر میں ایک گھڑی جنت ولا کا بھی رخ کر گئی جہاں آمد ہوئی ایک سبز دلکش رنگ کے آنکھوں والے پیارے سے بچے کی اس بچے کے کان میں اذان اس کے دادا نے دی تھی اور اب سب ہی اس کو لیے جنت ولا کا رخ کر گئے تھے جہان نمل اور اس بیبی کا استقبال زور وشور سے کیا گیا اب سب لوگ ہی نمل اور نوریز کے روم میں ایڈجسٹ ہوتے بیٹھے خوش گپوں میں مصروف تھے اب نمل اور نوریز کا روم بے شک عالیشان تھا لیکن۔ وہاں ممبران کی ایک درجن سے تو زائد تعداد تھی تو سیٹنگ ارینجمنٹ کے لیے ایڈجسٹ تو کرنا تھا نا۔

"یہ تو سبز آنکھوں والا کیوٹ سا بیبی ہے۔۔۔ اس کا نام بھی کیوٹ ہونا چاہیے" مہک بیبی کو گود میں اٹھائے چٹا چٹ اس کے گالوں کو چومتی ہوئی بولی تو سب ہی مہک

کے انداز پر مسکرائے کب سے سب اس بیبی کا نام سوچنے میں مصروف تھے کوئی اگر ایک نام بولتا تو دوسرے کو پسند نہیں آتا جبکہ نوریز کے سوچے گئے تمام ناموں کو کاشان صاحب نے مسترد کر دیا یہ کہ کر کے یہ نام ان کے پوتے پر سوٹ نہیں کرتے تو نمل نے ناموں کا معاملہ سب پر ہی چھوڑا ہوا تھا وہ اسی میں خوش تھی کہ اللہ نے اسے بے پناہ خوبصورت نعمت سے نوازہ تھا جس کی آنکھیں اس کے شوہر جیسی تھیں جو خود نمل کی زندگی کا نور تھیں۔

"بلکل اور اس کا نام میں رکھوں گا۔۔" ہشام اپنی بیوی کی باہوں میں موجود نوریز اور نمل کے بیبی کو اپنی بیوی کے ساتھ پیار کرتا اعلان کر گیا کیونکہ سب کے اتنے نام بتانے پر صرف ہشام ہی خاموش تھا جو کسی گہری سوچ میں مبتلا تھا۔

"پھر ہشام بھائی میں آپ دونوں کے بیبی کا نام رکھوں گی بولے منظور ہے۔۔؟" نمل نے بھی بیڈ کراون سے ٹیک لگائے بیٹھے نوریز کے ہاتھوں یخنی پیتے شرط رکھی تو

ہشام اور مہک ایک دوسرے کو دیکھتے پھر بیبی کو دیکھتے مسکرائے ان کے ہاں چار ماہ بعد خوشخبری آنے والی تھی تو جیک اور عائشہ کے ہاں خوشخبری آنے میں زیادہ وقت تھا۔

"منظور ہے۔۔" ہشام نے کہا۔

"چلو پھر ہشام بیٹا ہمارے پوتے کا نام بتاؤ۔۔" جنت بیگم نے بھی مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"نوفل نوریز یوسفزئی" ہشام نے کہا اور یہ نام فائنل ہوا جو سب کو ہی بے حد پسند آیا۔

"نمل بھابھی آپ کے اگلے بچے کا نام میں رکھو گا" داہم نے بھی اچانک اعلان کیا

جبکہ داہم کی بے باک بات پر پاس بیٹھی ہالے نے داہم کو گھورتے ہوئے روکنا چاہا جس پر داہم نے الٹا ہالے کو ہی گھورا وہ لوگ ابھی دو دن پہلے ہی پیرس سے پندرہ دنوں بعد گھوم کر آئے تھے اور اس پورے اویڈنگ ٹرپ پر ہالے نے داہم کو کسی خاتے میں نا لاتے ہوئے خود کے قریب نہیں آنے دیا تھا وجہ یہ تھی کہ ہالے ان پندرہ دنوں میں پیرس کی خوبصورتی کو ہر طرح سے دیکھنا چاہتی تھی داہم کی محبت اور شدتوں کی تھکاوٹ کے بنا جس پر داہم نے باقاعدہ دہائی دی تھی کہ کپلز گھومنے پھرنے اس لیے جاتے ہیں کہ محبت کر سکے اور ایک تم ہو تمہیں اپنے حسین شوہر سے زیادہ یہ منوا پیرس عزیز ہے جس پر ہالے نے داہم سے کہا تھا بلکل اور داہم بھی وہی جل کر خاک ہو چکا تھا اور ہالے کو پاکستان آتے ہی مسلسل اگنور کرتا بدلہ لے رہا تھا جبکہ ہالے بھی اب داہم کا اگنور کرنا برداشت نہیں کر پا رہی تھی لیکن یہاں تو داہم کو روکنا بنتا تھا اس کا جبکہ نمل تو داہم کی بات پر خفیف سی شرم کا شکار ہوئی ۔

" اب کیا ہے ۔۔ اپنے بچوں کے نام تو پتا نہیں کب رکھنے کا موقع ملے گا مجھے تو کیا

اب اپنے جگری یار کے بھی بچے کا نام نا رکھو" داہم نے ہالے کو ایک نظر دیکھتے کہا۔

"رکھو۔۔۔۔لیکن ابھی ان کا ایک بچہ ہوا ہے اور تم دوسرے کا بول رہے" ہالے نے بھی داہم کی گوہر افشانی پر دانت پیس کر کہا تو نمل تو داہم کی بات پر دوبارہ سرخ پڑ گئی جسے نمل کا منہ ٹشو سے صاف کرتے نوریز نے محبت سے دیکھا اور نمل کے کان کے قریب جھکتے سرگوشی کی" اب میں اپنے دوست کو ضرور موقع دینا چاہو گا ہمارے اگلے بیبی کا نام رکھنے کا" نوریز نے کہا تو نمل نے شرم کو بلائے تاک رکھتے نوریز کو شکواہ کناں آنکھوں سے دیکھا ابھی تو ایک بچہ ہوا ہے اور یہ دوسرے کی بھی آج ہی بات کر رہے نمل کے شکوہ سمجھتے نوریز نے قہقہہ لگایا تو نمل نے اپنا رخ اپنی سبز آنکھوں والی بلا سے موڑتے چھوٹی سبز آنکھوں والے پیارے معصوم سے بچے کی طرف کیا جو کہ آگے چل کر خود ایک بلا ثابت ہونے والا تھا۔۔

"ہر کوئی میری طرح معصوم نہیں ہوتا۔۔ دیکھنا تین سال بعد ان کے ہاں دوسرا بچہ آنے والا ہوگا اور تب بھی تم مجھے صرف گھورتی رہنا" داہم نے ہالے کو سب کے سامنے گھورتے کہا تو سب مرد حضرات نے معصوم کے نام پر داہم کو گھورا۔

"ہر کوئی سے مطلب کیا ہے تیرا" جیک نے بھی دونوں ایبرو ریز کرتے پوچھا تو سب مرد حضرات کی نظریں بھی داہم کی طرف ہی تھیں۔

"اور کیا تو سارے کے سارے ہی باپ بن چکے ہیں یا بننے والے ہیں ایک میں ہی۔۔۔ اور ماہر ہی ہیں جو ابھی تک صرف شوہر ہیں" داہم نے روانی میں کہتے پھر ماہر کو دیکھتے اپنی بات بدلی تھی۔

"تو تمہارا مطلب ہے ہم سب شیطان ہے جو باپ بن چکے ہیں یا جو باپ بننے والے ہیں" ہشام اور نوریز نے یک زبان ہو کر کہا۔

"سمجھ دار ہونے کے لیے اشارہ کافی ہے" داہم نے بھی جیک ہشام اور نوریز تینوں کو دیکھتے مسکراتے کہا۔

"اور بے وقوف ہونے کے لیے داہم وہاب خانزادہ ہی کافی ہے" یہ دلشاد تھا جو اپنے داماد کو گود میں لیے داہم پر طنز کر گیا۔

"اب چھوٹے خانزادہ تمہارا صابن سلو نکلا تو ہماری کیا غلطی" ڈیول نے بھی دلشاد کے طنز پر داہم کو چھیڑا جس پر سب ہی داہم کی شکل دیکھتے قہقہہ لگا اٹھے تو عائشہ کی گود میں ضیام بھی اپنے ایک ڈمپل کی نمائش کرنے لگا جبکہ ضیغم تو سست اپنے سسر کو دیکھ رہا تھا تو دآیان میاں کو اپنے چاچو کی بے عزتی برداشت نہیں ہوئی تو دلکش کی گود میں رونے لگا جبکہ داہم بھی اپنے بھتیجے کے رونے کا سمجھتا دلکش سے دآیان کو لے گیا اور ہالے کی طرف دوبارہ آیا۔

"میری بیوی سلو ہے۔۔دیکھا تمہاری وجہ سے مجھے ان لوگوں کی باتیں سنی پڑ رہیں ہیں جن کی ان کی بیویاں نہیں سنتی جن کو ان کے بچے منہ نہیں لگاتے" داہم نے پہلے ڈیول کو دیکھتے پھر ہالے کو دیکھتے کہا تو دلشاد نے ضیغم کو عنایہ کو دیا اور داہم کی بات پر خونخوار نظروں سے اسے دیکھنے لگا تو ڈیول بھی صوفے کی پشت سے سیدھا ہوتا داہم کی بات پر داہم کو گھورنے لگا تو نوریز، ہشام اور جیک نے داہم کی بات سنتے اپنے کف فولڈ کیے اور داہم کی طرف قدم بڑھانے لگے تو داہم بھی دآیان کو ہالے کو پکڑاتا الٹے قدم اٹھاتا کمرے سے باہر کی طرف قدم بڑھا گیا جبکہ ماہر اپنی بیگم کے ساتھ داہم کی درگت بننے کا سوچتا محفوظ ہو رہا تھا تو داہم کی پٹائی کا سوچتے تمام خواتین خاص کر ہالے کھلکھلا کر ہنس دی۔

______________________________رات کا وقت تھا پیلس اور وہاب ولا کے لوگ جنت ولا سے اپنے گھروں کا رخ کر گئے تھے تو عنایہ بھی دآیان کو کاٹ میں سلائے اب فریش ہونے کے لیے وشروم جانے لگی تھی کہ دلشاد جو کے

لب کا فریش ہوتا کاؤچ پر بیٹھا سامنے ٹیبل پر اپنے دونوں پیر ایک دوسرے پر پھیلائے ہوئے تھا اور لیپ ٹاپ تھائیس پر رکھے کچھ کام کرنے میں شاید مصروف تھا عنایہ کا رخ ڈریسنگ کی طرف ہوتا دیکھ یک دم لیپ ٹاپ سائیڈ رکھتا اپنی جگہ سے اٹھا تھا اور عنایہ کے پاس آتا کبرڈ سے ایک شاپنگ بیگ نکالتا عنایہ کی طرف بڑھا گیا عنایہ نا سمجھی سے دلشاد کی ساری کارروائی کو دیکھنے لگی اور پھر اپنے سامنے اس شاپنگ بیگ کو۔

"میں چاہتا ہوں آج میری بیگم یہ پہن کر میرے سامنے آئے" دلشاد نے بیگ کی طرف اشارہ کرتے کہا تو عنایہ مسکرائی شاید دلشاد عنایہ کے لیے پھر ساڑھی لے کر آیا ہوگا کیونکہ داہم اور ہالے کی شادی کے بعد اکثر دلشاد کبھی عنایہ کے لیے ساڑھی لاتا تو کبھی لانگ فراک دلشاد کو عنایہ کے اوپر بہت پسند تھیں عنایہ نے یہی سوچتے فٹافٹ بیگ کھولتے بیگ کے اندر ہاتھ ڈالتے باہر نکالا تو عنایہ کی خوشی یک دم غائب ہوئی اور آنکھیں آخری حد تک پھیل گئیں وہ ایک ڈیپ ریڈ کلر کی گھٹنوں سے اوپر اتی

نیٹ کی سلیو لیس سٹرپس کی نائیٹی تھی۔

"یہ۔۔۔یہ کیا۔۔۔ہے" عنایہ نے نائیٹی اور بیگ دلشاد کی طرف اچھوتوں کی طرح اچھالتے ہکلاتے ہوئے کہا تو دلشاد کے چہرے پر کچھ دیر پہلے کی چمک کی جگہ اب حیرت تھی اور وہ حیران سا ہوتا اپنی بیوی کو دیکھ رہا تھا جس کے نائیٹی دیکھتے ہی پسینے چھوٹنے لگے تھے۔

"نائیٹی ہے" اطمینان سے عنایہ کو سمجھایا گیا۔

"تو یہ میں۔۔پہنو۔۔اپ میرے لیے لائے ہیں" عنایہ نے دلشاد کو صدمے سے دیکھتے پوچھا۔

"نہیں میں پہن لیتا ہوں۔۔مجھے نیا شوک چڑھا ہے رات کو زنانہ نائیٹی پہن کر

سونے کا" دلشاد نے عنایہ کے بے تکے سوال پر جل کر طنز کیا تو عنایہ گڑبڑائی۔

"میں یہ۔۔ نہیں پہن سکتی" عنایہ کے چہرے پر یک دم سرخی گھولی دلشاد کو عنایہ کی جھجھک اور شرماہٹ دیکھتے اپنی سہاگ رات کے کچھ لمحے یاد آئے جنھیں سوچتا دلشاد مسکراتا نائیٹی ہاتھ میں تھامے بیگ سائیڈ پر رکھتا بت بنی عنایہ کے پاس آتا اسے پیچھے سے اپنے حصار میں لیتا دونوں ہاتھ اس کے پیٹ پر باندھ گیا۔

"پہن لو بیگم میں بہت پیار سے لایا ہوں تمہارے لیے" دلشاد نے عنایہ کے بالوں میں منہ چھپاتے خمار آلودہ لہجے میں کہا تو عنایہ روہانسی ہوئی اس نے کبھی ایسے کپڑے نہیں پہنے تھے اور اسے تو جینز اور شرٹ پہننے میں بھی ہمیشہ موت آتی تھی وہ تو پاکستانی لباس کی شوقین مشرقی سی لڑکی تھی تو یہ کیسے پہن لیتی۔

"آپ سمجھے نا مجھے۔۔۔میں یہ نہیں۔۔۔پلیز" عنایہ نے دلشاد سے کچھ کہنا چاہا جب

دلشاد نے عنایہ کے ڈوپٹے کو ہاتھ میں پکڑتے الگ کیا اور عنایہ کا رخ اپنی جانب کیا عنایہ نے دلشاد کی آنکھوں میں دیکھا جہاں دلشاد کا خمار اسے صاف نظر آرہا تھا دلشاد نے عنایہ کے گال پر لب رکھتے اپنی بیرٹ سہلائی تو عنایہ کی جیسے سانسیں ہٹکی۔

"I want to see my pretty wife in this amaz nigh....."

دلشاد گھمبیر لہجے میں عنایہ کے کان کی لو کو دانتوں میں دبا کر جملہ پورا بولتا کہ عنایہ نے دلشاد کی حرکت پر پلکیں جھکائے پھر ٹھٹائی دیکھاتے ہوئے دلشاد کی بات کاٹی۔

"پلیز۔۔میں نہیں پہن سکتی۔۔" عنایہ نے کہا اور دلشاد جو عنایہ کی کمر کو مضبوطی سے تھامے اس کے لبوں پر جھکنے والا تھا دلشاد کا خمار یک دم ہوا ہوا وہ کب سے عنایہ کو سمجھا رہا تھا کیا اس کی بیوی کے نزدیک اس کی یہی اہمیت تھی کہ وہ اس کی بات نا مان سکے دلشاد کی گرفت جلدی عنایہ کی کمر پر ڈھیلی ہوئی تو اور عنایہ کو سیدھا

کھڑا کرتا نائیٹی کو دور کاؤچ پر پھینکتا بیڈ کی سائیڈ قدم بڑھا گیا عنایہ دلشاد کے سخت تاثرات اور یک دم خاموشی پر تھوک نگلتی دلشاد کو دیکھنے لگی۔

"سنیے۔۔" عنایہ ہونٹوں پر زبان پھیرتی بولنے لگی کہ دلشاد نے بیڈ پر لیٹتے کروٹ لیتے عنایہ کی طرف پشت کرتے کنفرٹ خود کے پیروں پر پھیلایا۔

"لائیٹ اوف کردوں مجھے سونا ہے" دلشاد نے کہا اور عنایہ نے دلشاد کے برفیلے سخت لہجے پر اپنے لب کاٹے۔

"سنا نہیں۔۔۔" دلشاد نے لائیٹ اوف نا ہوتے دیکھ پھر سخت لہجے میں کہا تو عنایہ یک دم اپنی جگہ سے اچھلی پتا بھی تھا سر پھرا خانزادہ ہے بات مان لینی چاہیے تھی اور کیا ہو گیا شوہر کے سامنے ہی تو پہنی تھی اور اب تو یہ ناراض ہو گئے کیسے مانے گے۔۔۔زندگی میں پہلی دفعہ ناراض ہوئے ہیں۔۔خدایا کیا کروں میں؟؟ اب اپنی

عقل پر ماتم کرنے کا کیا فائدہ عنایہ بس رونے کے در پر تھی اور یہ سب سوچنے میں مشغول نائیٹی اٹھائے کبرڈ میں رکھتی لائیٹ بند کرنے والی تھی جب ان کے روم کا ڈور ناک ہوا یہ زریش بیگم ہی ہونگی کیونکہ وہ دآیان کو اکثر فجر تک اپنے پاس ہی سلاتی تھیں دایان کا ایک بیبی کاٹ زریش بیگم اور وہاب صاحب کے روم میں بھی موجود جو تھا عنایہ نے دروازہ کھولتے ہوئے سامنے زریش بیگم کو دیکھتے مسکرائی جو اپنے پوتے کو لینے کے لیے اندر قدم بڑھا گئیں دایان کا بیبی کاٹ دلشاد کے بیڈ کی سائیڈ کے سامنے تھا زریش بیگم دایان کو اپنی گود میں اٹھاتی اپنے بیٹے کو دیکھنے لگی جو آنکھیں بند کیے لیٹا ہوا تھا زریش بیگم نے دلشاد کی طرف قدم بڑھاتے جھکتے دلشاد کے ماتھے سے بال ہٹاتے پیشانی پر بوسہ دیا تو دلشاد مسکرایا اور آنکھیں کھولتا زریش بیگم کا ہاتھ تھامتا اپنے لب رکھ گیا زریش بیگم مسکراتی اپنے پوتے کے ساتھ جانے لگی لیکن پھر عنایہ کو بت بنے کنفیوز سی کھڑی دیکھ کر ان کے پاس رکی۔

"بہو بیگم میرا بیٹا ناراض ہے شاید تم سے۔۔ اب منا لینا اور جلدی سے ہمیں ایک

پوتی اور دے دینا ۔۔ ہم انتظار کریں گے" زریش بیگم سرگوشی میں بولی تو عنایہ کی پلکیں شرم سے جھک گئیں وہ ماں تھیں بیٹے کے چہرے کا ہر تاثر پڑھ سکتی تھیں زریش

بیگم عنایہ کی ایک بچے کے بعد بھی ہنوز شرم و حیاء دیکھتی کھلکھلاتیں کمرے سے نکلی تو دلشاد نے بھی اپنی موم کے ہنسنے کی یک دم آواز پر گردن موڑتے حیرانی سے دیکھا لیکن پھر انھیں جاتا دیکھ اور اپنی ڈھیٹ بیوی کو کنفیوز سا کھڑا دیکھتا واپس اپنا رخ آگے کر گیا ۔

"سنیے نا پلیز ۔۔" عنایہ نے پھر آگے بڑھتے کوشش کی ۔

"تم سنتی ہو میری جو میں سنو تمہاری سونے دو ورنہ مجھے گیسٹ روم میں سونا پڑے گا ۔۔ کہتی ہو تو چلا جاؤ ؟؟" دلشاد نے عنایہ کی طرف رخ کرتے کہا تو عنایہ نے دلشاد کی

بات پرپھر لب کاٹنے شروع کیے اور نفی میں سر ہلا گئی ایک ہی تو بات نہیں مانی تھی اس پر بھی اتنا روڈ ہو رہیں ہیں عنایہ نے سوچا جبکہ عنایہ کے نفی میں ہلتے سر کو دیکھتے اور ہونٹوں پر تشدد دیکھتے دلشاد نے دوبارہ اپنا رخ بدلہ عنایہ کے ہونٹوں پر تشدد کا حق تو صرف اس سرپھرے خانزادہ کا ہی تھا۔

"لائیٹس۔۔" دلشاد نے ہنوز لیٹے ہوئے عنایہ کو یاد کروایا جس پر عنایہ نے دلشاد کی پشت کو دیکھا اور مین لائیٹ سسٹم کو اوف کرتے روم میں مدھم لائیٹس اون کی اور لبرڈ کھولتی نائیٹی ہاتھ میں تھامتی فریش ہونے چلی گئی اب اپنے سرپھرے شوہر کو منانا بھی تو تھا نا۔ کچھ دیر بعد عنایہ نائیٹی پہنے ڈریسنگ روم سے باہر نکلی تو اس ڈیپ ریڈ نائیٹی میں عنایہ دلشاد وہاب خانزادہ کے ہوش اڑانے کے لیے مکمل تیار تھی نائیٹی سے عیاں ہوتا عنایہ کا سراپہ ،دودھیا بازوں اور پاؤں ایک نظر عنایہ ڈریسنگ کے سامنے خود کو کھڑا کرتی خود ہی شرم سے لال ہو گئی اور پھر ایک نظر اپنے سر پھرے خانزادہ کی پشت پر ڈالتے ایک لمبی پر سکون سانس لیتے ریڈ ڈیپ کلر کی لیپ

اسٹک سے اپنے ہونٹوں کو رنگ گئی عنایہ اپنے بالوں کو برش کرتی پشت پر ڈالتی ایک ایک قدم اٹھاتی بیڈ کی طرف بڑھ گئی چت لیٹتی خود پر کنفرٹ ڈھک گئی اور رخ دلشاد کی پشت کی طرف کرتی تھوڑا سا آگے کھسکتی دلشاد کے سینے پر کمر سے ٹیک لگاتے اپنا ہاتھ رکھ گئی جبکہ دلشاد جو کب سے سونے کی کوشش کر رہا تھا عنایہ کا ہاتھ اپنے سینے پر دیکھتا اپنی دھڑکنوں کے شور کو محسوس کرنے لگا۔

"آئی ایم سوری" عنایہ نے مدھم لہجے میں کہا تو دلشاد نے خود پر ضبط کرتے آنکھیں بند لی اور دوبارہ کھولی وہ عنایہ کی ہر بات کا مان رکھتا تھا اب عنایہ نے اس کی بات کا مان نہیں رکھا تو عنایہ کو سبق سکھانا تو ضروری تھا دلشاد نے ارادہ کیا اور عنایہ کا ہاتھ اپنے سینے سے ہٹاتے جھٹکا یہ جانے بنا کے اس کی بات کا مان رکھتے ہی تو عنایہ اس کی دی ہوئی نائیٹی پہنے اسے منانے کی کوشش کر رہی تھی دلشاد کے اچانک ہاتھ جھٹکنے اور اتنی بے رخی پر عنایہ کی آنکھیں لبالب آنسوؤں سے بھر گئیں۔

"سونے دو مجھے ضرورت نہیں ہے مجھے تمہارے سوری کی" دلشاد نے کہا تو عنایہ کے آنسو گال پر بہنے لگے اور زبان جیسے دلشاد کے سخت لہجے پر تالوں سے چپک گئی عنایہ فورا وہاں سے اٹھتی کاوئچ پر جا کر بے آواز آنسو بہانے لگی۔

کچھ دیر تک دلشاد سونے کی ناکام کوشش کرتا رہا لیکن پھر عنایہ کی موجودگی بیڈ پر نا محسوس کرتے کروٹ لی تو عنایہ کو بیڈ پر نا پاتے دلشاد کے ماتھے پر بل پڑے دلشاد فورا آٹھ کر بیٹھا تو عنایہ کی تلاش میں روم میں نظریں دوڑائی جو کہ کاوئچ پر جا کر رکی اور دلشاد کی سانسیں جیسے گلے میں ہٹکنے لگی عنایہ کاوئچ کی پشت کی طرف رخ کیے لیٹی ہوئی تھی لائیٹ کی مدھم روشنی میں دلشاد نے عنایہ کو دیکھا تو دلشاد کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی نائیٹی سے عیاں ہوتے عنایہ کے پیر دودھیا بازو اور کمر دلشاد کو ساکت کر گئے عنایہ نے یہ نائیٹی کب پہنی شاید جب جب وہ اس سے سوری کہ رہی تھی اور دلشاد نے اس سے بہت روڈ بات کی تھی دلشاد نے سوچتے ہی اپنے لب بھینچے شاید اب بیگم اس سے ناراض ہوچکی ہیں اس لیے تو قیامت بنی کاوئچ میں جا کر گھسی ہوئی ہے دلشاد بس سوچ ہی سکا اور بے خود سا ہوتا کمفرٹ ہٹاتا عنایہ کی سمت قدم بڑھاتا کاوئچ پر آ کر بیٹھا تو عنایہ جو کے بے آواز رو رہی تھی اپنے شغل

میں اتنی مشغول تھی کہ اسے اپنے پاس اپنے سر پھرے خانزادے کی موجودگی کا بھی احساس نا ہوا دلشاد بے خود سا ہوتا عنایہ کی کمر پر ہاتھ ڈالتا عنایہ کے برابر میں کاوئچ پر جگہ بناتا لیٹا اور عنایہ کے پیٹ پر اپنا چوڑا ہاتھ نرمی سے رکھ گیا تو عنایہ یک دم اپنے پیٹ پر دلشاد کا ہاتھ محسوس کرتی پلٹنے لگی کہ دلشاد نے اس کی کوشش کو ناکام کرتے دوسرے ہاتھ سے عنایہ کے بالوں کو اس کے کندھے سے ہٹاتے وہاں اپنے لب رکھے اور آپنی بیرٹ سہلانی شروع کی تو عنایہ کسمسائی دلشاد نے عنایہ کے پیٹ پر رکھے ہاتھ سے عنایہ کے پیٹ کو سہلایا جس سے عنایہ کی نائیٹی مزید اوپر ہوئی تو دلشاد نے اپنے پیر کے کی انگلیوں کو عنایہ کے پیر پر پھیرا اور لب عنایہ کی صراحی دار گردن پر رکھتے عنایہ کو خود میں سمٹنے پر مجبور کر دیا۔

"آپ ۔۔ اپ تو ناراض تھے مجھ ۔۔ مجھ سے اب کیوں ۔۔ ائے ہیں میرے پاس "عنایہ نے اتنے دنوں بعد پھر اپنے خانزادہ کی قربت پر گھبراتے اسے کچھ دیر پہلے کی ناراضگی یاد دلائی تو دلشاد کی آنکھوں میں یک دم حیرت جاگی عنایہ رو رہی تھی دلشاد کو

عنایہ کے لہجے میں نمی محسوس ہوئی۔

"میری جان تم ۔۔ تم رو رہی ہو بیگم" دلشاد نے یک دم عنایہ کا رخ بدلتے اپنے سینے پر عنایہ کو گرایا اور ایک ہاتھ عنایہ کی کمر پر باندھتا دوسرے سے عنایہ کی تھوڑی کو تھامتا اس کے گالوں پر آنسوؤں کے مٹے مٹے نشان دیکھنے لگا وہ یقیناً اس کے روڈ بتاؤ کی وجہ سے ہی روئی ہے دلشاد کو خود پر بھی غصہ آنے لگا۔

"آپ کو کیا فرق پڑتا ہے ۔۔" عنایہ نے رونے سے سرخ ناک سے سو کرتے نم آنکھوں سے دلشاد کو دیکھتے کہا تو دلشاد کا دل اپنی بیوی کی ادا پر ٹھیر ہوا۔

"کیوں نہیں فرق پڑتا تم روتی ہو تو خانزادہ کا دل کٹتا ہے" دلشاد نے عنایہ کی تھوڑی کو چھوڑتے اسی ہاتھ کو عنایہ کے سر کی پشت پر لے جاتے اس کے چہرے کو خود پر جھکا کر کہا اور نرمی سے اپنی بیوی کی آنکھوں پر بوسہ دیا۔

"آنسو بھی تو خود ہی دیتے ہیں" عنایہ نے دلشاد کی قربت میں بہکتے لیکن جلد ہی خود پر قابو رکھتے کہا آج وہ اپنے خانزادہ سے حساب بے باک کرنے والی تھی تو بہکنے کا تو سوال ہی نہیں۔

"محبت بھی تو اتنی ہی دیتا ہوں نا" دلشاد نے اب عنایہ کے چہرے کا طواف کرتے اس کے سرخ اناری ہونٹوں جن پر ریڈ لیپ اسٹک لگاتے مزید اس کی بیوی نے سرخ کیا ہوا تھا دیکھتے کہا۔

"محبت کرتے ہیں مجھ سے؟؟" عنایہ نے ناجانے کیوں اس وقت اور پہلی دفعہ دلشاد سے یہ سوال کیا شاید وہ جاننا چاہتی تھی محبت دینے اور کرنے میں کیا فرق تھا۔۔ عنایہ کی بات کو سنتے دلشاد مسکرایا اور اپنی بیوی کے ہونٹوں سے نظر ہٹاتے اس کے آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

"خانزادہ جان دے سکتا ہے تمہارے لیے۔۔اور محبت کرنے اور دینے کا سب سے بڑا ثبوت تو یہی ہے اپنی زات سے بڑھ کر چاہنا ان دونوں میں فرق کوئی نہیں میری جان" دلشاد عنایہ کے زہن کو پڑھتا جواب دے گیا اور عنایہ ساکت سی آنکھوں سے اس شخص کو دیکھنے لگی جو اس کے لفظوں سے اس کے زہن کو پڑھنے لی صلاحیت رکھتا تھا۔

"میں کیا ہوں آپ کے لیے؟؟" ایک اور سوال پوچھا گیا اور اس کا مقصد صرف اپنی حیثیت اپنے شوہر کے دل اور زندگی میں جاننا تھا یا اپنے شوہر کے منہ سے اعتراف محبت سننا جس پر دلشاد پھر مسکرایا۔

"تم میری زندگی میں آیا وہ لمحہ ہو عنایہ۔۔جس لمحے خوشیوں کو میرے مقدر میں لکھ دیا گیا تھا" وہ لمحہ اعتراف محبت نہیں تھا وہ لمحہ اعتراف سکون قلب تھا۔۔اور یہ

سنتے ہی عنایہ کے لب مسکرائے اسے اس کا جواب مل گیا تھا وہ اپنے شوہر کے دل اس کی زندگی میں بستی تھی عنایہ کے مسکرانے پر دلشاد عنایہ کے لبوں کو فوکس میں لیتا اس پر جھکنے لگا جب عنایہ نے فوراً شرارت سے دلشاد کے لبوں پر اپنا نرم نازک ہاتھ رکھا۔

"یہ سب تو ٹھیک ہے مگر آپ کو میرا سوری تو نہیں سننا تھا اور میں نے آپ کے لیے ہی یہ عجیب نائیٹی پہنی تو اب میں جارہی ہو چینج کرنے اور آپ کی سزا یہی ہے کہ آپ اب کاوئچ پر سوئے گے سمجھے" عنایہ نے پہلے کیوٹ سے چہرے سے سوچتے پھر منہ کے زاویے بگاڑتے کہا تو دلشاد کو عنایہ کی ادا پر ٹوٹ کر پیار آیا مگر عنایہ کی بات سنتے دلشاد نے ایک آئیبرو ریز کی اور عنایہ کے ہتھیلی کو لبوں سے چومتا ہٹایا۔

"تم مجھے سزا دوگی ۔۔مجھے شارپ بزنس مین دلشاد وہاب خانزادہ کو" دلشاد نے عنایہ کو گھور کر پوچھا تو عنایہ یک دم دلشاد کے تاثرات پر کھلکھلائی۔

"بلکل ۔۔ غلطی کی ہے سزا تو ملے گی" عنایہ نے اطمینان سے ہنستے ہوئے کہا۔

"پھر تو پہلی غلطی تم نے کی تھی میری بات نا مان کر تو پہلے تمہیں سزا ملنہ چاہیے" دلشاد نے بھی عنایہ کی تھوڑی چومتے کہا تو عنایہ نے نا سمجھی سے دلشاد کو دیکھا۔

"میں نے کیا کیا ؟؟" عنایہ نے دلشاد سے پوچھا تو دلشاد اپنی بیگم کی عقل پر دل میں عش عش کر اٹھا۔

"میں نے تم سے نائیٹی پہننے کا کہا تھا تم نے جب نہیں پہنی تو پہلی سزا تمہارے حصے میں آتی ہے" دلشاد نے عنایہ کی کمر پر حصار بناتے کہا۔

"تو اب تو پہن لی اور سوری بھی تو بولا نا آپ کو" عنایہ نے دلشاد کو اب گھورتے یاد دلایا جس پر دلشاد نے آوو کی شیپ میں لب کھولے۔

"تو اب میری بات ماننے پر تمہیں انعام دینا تو بنتا ہے اپنی محبت سے رات پر تمہارے حسن کو سراہاتے ہوئے" دلشاد نے کہا تو عنایہ نے دلشاد کو پھر گھورا اور دلشاد کے اوپر سے فورا اٹھنے لگی جب دلشاد نے قہقہہ عنایہ کی کوشش اپنی سخت گرفت سے ناکام کی۔

"یہ چیٹنگ ہے" عنایہ نے احتجاج کیا۔ "ہے تو پر کیا کرو مجبور ہوں تم قیامت خیز حسن لیے میرے اتنے قریب ہو اب اتنی چیٹنگ تو چلتی ہے" دلشاد آنکھ ونگ کرتا بولا اور عنایہ کے لبوں پر جھکتا قطرہ قطرہ اتنے دنوں بعد عنایہ کے لبوں کی نرماہٹ سے خود کو سیراب کرنے لگا دلشاد کی شدتوں بھرے لمس پر عنایہ نے دلشاد کے کندھوں پر مضبوطی سے اپنے ناخن گاڑھے تو عنایہ کا یہ عمل دلشاد کو اور بہکنے پر مجبور

لرگیا عنایہ کے اکھڑتے تنفس کا خیال کرتے دلشاد اپنے عمل میں نرمی لاتا عنایہ کے لبوں کو آزاد کرگیا تو عنایہ بھی دلشاد کے چوڑے سینے پر سر ٹکاتی لمبے سانس لینے لگی دلشاد عنایہ کو نرمی سے کاوئچ پر بیٹھاتا خود اپنی جگہ سے اٹھتا شرٹ نکال کر دور اچھالتا عنایہ کو کاوئچ سے ہی اپنی باہوں میں اٹھائے بیڈ کا رخ کرگیا جو اپنے شوہر کے گلے میں باہوں کا ہار ڈالتی اس کے سکس پیکس اور مسلس کو دیکھتی دل میں آج اتنے دنوں بعد دلشاد کی محبت اور شدتوں کے لیے خود کو تیار کرنے لگی عنایہ کو بیڈ پر لٹاتے دلشاد عنایہ پر گھٹا کی طرح چھاتا عنایہ کے بالوں میں منہ چھپا گیا بڑھتی رات کے ساتھ خانزادہ کی شدتیں پہلی رات کی طرح خود پر محسوس کرتے عنایہ بھی اپنے خانزادے کی قید میں سکون محسوس کرتی خود کو اپنے سر پھرے خانزادے شوہر کے رحم کرم پر چھوڑ گئی۔

دوسری طرف داہم جو اپنے کمرے میں داخل ہوا تھا کچھ دیر پہلے ہی وہ فریش ہوتا سونے کی غرض سے ہالے کو مسلسل اگنور کرتا ہوا لیٹا تھا جو اس سے بات کرنے

لی مسلسل کوشش کر رہی تھی لیکن ہاسپٹل ایمرجنسی کال کی وجہ سے اٹھتا کمرے سے باہر آیا تھا اور اب دوبارہ جیسے کمرے میں داخل ہوتے حیران رہ گیا کمرا نیم اندھیرے میں پورا نہایا ہوا تھا جبکہ چاند کی چاندنی اور موم بتیوں کی مدھم روشنی نے پورے کمرے کو روشن کیا ہوا تھا تو بیڈ پر ہارٹ شیپ میں گلاب کی پنکھڑیوں کی بھینی سی خوشبو داہم کو ساکت کر گئی داہم نے روم میں داخل ہوتے ڈور لاک کیا اور یہ سب کرنے والی کی تلاش میں نظریں گھومائی جو اسے روم میں تو کہی بھی نظر نہیں آئی داہم نے اپنے نچلے ہونٹ کو دانتوں تلے دبایا داہم یہ تو سمجھ گیا تھا کہ ہالے جلد از جلد اس کی ناراضگی کو ختم کرنا چاہتی تھی لیکن اس طرح۔۔۔ اتنے رومینٹک طریقے سے تو داہم پہلے اپنی بیوی سے کیوں ناراض نا ہوا داہم کو شد افسوس ہوا ایک دم۔۔خیر ابھی بھی کہاں دیر نہیں ہوئی تھی اب بھی تو ناراض ہی تھا تو اپنی بیوی کے رومینٹک منانے کا انجوائے تو کر سکتا تھا دل وجان سے۔۔ داہم نے کمرے کو دیکھتے بالکونی کو بھی دیکھا جہاں گلاس وال سے بھی چاند کی روشنی کمرے میں تو آرہی تھی مگر داہم کو ہالے نظر وہاں بھی نہیں آئی تو داہم بھی کچھ سوچتا ڈریسنگ روم کی طرف رخ کیے بیڈ پر بیٹھا کچھ لمحے گزرے کے ہالے جو کہ ڈریسنگ روم میں داہم کی

دی ہوئی ساڑھی کو پہنی ہلکا سا میک اپ کیے ڈائمنڈ کے ایرنگ اور نیک کس پہنے اپنی ساڑھی کے گہرے گلے اور بیک پر بار بار پلو سیٹ کرتی جو اس کے سراپے کو عیاں کر رہا تھا نروس سی کافی دیر تک خاموشی پاتے باہر آئی تھی اسے لگا تھا کہ داہم چونکہ اس سے ناراض تھا تو یہ سجاوٹ بھی اگنور کرتا سو گیا ہوگا پہلے تو وہ داہم کو منانا چاہتی تھی لیکن داہم کی محبت اور شدتوں کا سوچتی گھبراتی ہوئی ارادہ ترک کرتی ڈریسنگ میں گھس گئی داہم تو ہالے کی سادگی میں بھی ہالے کی سانسیں روک دیتا تھا تو اس ساڑھی اور اتنا شوخ سا تیار ہونے پر وہ بھی صرف اسے منانے کے لیے پتا نہیں کیا کرتا۔۔جب جب داہم قریب آتا تھا ہالے کو داہم کی محبت اور شدتوں سے پہلے سے کئی گنا زیادہ گھبراہٹ ہونے لگتی تھی داہم بھلے اس سے کچھ سال چھوٹا تھا لیکن دیکھنے میں نازک سی پیاری سی ہالے سے بڑا ہی لگتا تھا اور اوپر سے داہم کی وجاہت سے بھرپور اس کا وجود ہالے کو ہر دفعہ سسکنے پر مجبور کر دیتا تھا۔۔ہالے باہر آئی تو ڈریسنگ ڈور لاک کرتی پلٹی ہی تھی کہ داہم جو کب سے بیڈ پر بیٹھا ڈریسنگ ڈور کو دیکھ رہا تھا پتا جو تھا اس کی بیوی کتنی گھبراتی ہے اس کی شدتوں سے اور کمرے میں نہیں ہے تو یقیناً ڈریسنگ میں ہی ہوگی اور داہم اس دیری کی وجہ بھی سمجھ ہی گیا تھا

ہالے داہم کو دیکھتی جو اسے ہی سر تا پاؤں اپنی نظروں کے حصار میں لے چکا تھا یک دم گھبرائی اور واپس پلٹنے لگی کہ داہم ایک دم اپنی جگہ سے اٹھتا ہالے کو کہنی سے تھامتا ڈریسنگ ڈور سے ہالے کی پشت کو لگا گیا اور خود ہالے کے نزدیک ہوتا اس کے چہرے کے ایک ایک نقوش کو اس طرح دیکھنے لگا کہ داہم کی سانسیں ہالے کو اپنے چہرے پر محسوس ہوئیں۔

"مجھ سے ہی چھپ رہی ہو بیگم میرے ہی لیے امتحان بنی ؟؟"داہم نے ہالے کے چہرے پر پھونک مارتے کہا اور ہالے کی ساڑھی کے پلو سے نیچے کمر پر ہاتھ پھیرتا ہالے کو مزید اپنے قریب کر گیا جبکہ ہالے نے داہم کے خمار آلودہ نظروں ،لہجے اور حرکت پر اپنے خشک لبوں کو زبان پھیرتے نم کیا۔

"میں تمہیں۔۔منانا چاہتی تھی لیکن۔۔"ہالے نے کہا تو داہم نے ہالے کے گال پر بے خودی میں اپنے لب رکھتے دانت گاڑھے تو ہالے کے اگلے تمام الفاظ جیسے منہ

سے ہی غائب ہو گئے۔

"لیکن ۔۔؟؟" داہم ہالے کی غیر ہوتی حالت کو دیکھتا اپنے دوسرے ہاتھ سے ہالے کے گال کو رب کرتا جہاں اس نے دانت گاڑھے تھے بولا تو جیسے ہالے کو حوصلہ ہوا۔

"لیکن اب مجھے نیند آرہی ہے ۔۔میں بعد میں منا لونگی تمہیں" ہالے نے داہم کی گردن پر ابھرنے والی ہڈی کو دیکھتے جس سے ہالے کو اپنے گلے میں کانٹے چبھنے محسوس ہوئے تو فورا نظریں ہٹاتے کہا تو داہم ہالے کی بات سنتا مسکرایا وہ سمجھ رہا تھا ہالے لی ہر دفعہ جیسی گھبراہٹ لیکن وہ بھی کیا کرتا اتنی نازک سی بیوی کو پھولوں کی طرح چھوتے بھی وہ گھبرا جاتی تھی اور داہم اپنی بیوی کی قربت میں خود مجبور ہوتا اسے گھبرانے پر مجبور کردیتا تھا۔

"میری دی ساڑھی پہن کر پور پور خود کو سجائے مجھے منانے کے لیے اتنی محنت کی ہے۔۔۔ اور یہ محنت دوبارہ بھی کرنی پڑے گی تمہیں اور میں نہیں چاہتا میری بیوی اتنی محنت دوبارہ کرے تو تم ابھی ہی منا لو نا۔ پلیز" وہ عجیب و غریب خانزادہ تھا جو اپنی بیوی سے ناراض ہوتے اسے خود کو ہی منوانے کے لیے پلیز بول رہا تھا داہم وہاب خانزادہ افف۔۔۔ ہالے تو داہم کی بات پر اور اس کی چالاکی سمجھتے ہوئے روہانسی ہونے کو تھی کہ داہم نے ہالے کے گال پر سہلاتے ہاتھ کے انگوٹھے سے ہالے کے نچلے ہونٹ کو رب کیا اور اپنی تمام توجہ ہالے کے ہونٹوں پر ہی رکھی تو ہالے مزید گھبرائی۔

"داہم تم تو ناراض۔۔تھے نا مجھ سے" داہم کے دوسرے ہاتھ کی انگلیوں کے لمس کو اپنی کمر کے اوپر بلاؤز کی ڈوری پر محسوس کرتی ہالے داہم سے بچنے کے لیے اسے یاددلانے لگی جو بے خود سا ہوتا ہالے کو مزید اپنے قریب کرتا جا رہا تھا اور اپنی بیوی کی حالت سے محفوظ ہوتا مسکرانے لگا تھا۔

"ہاں اور اب بھی ہوں۔۔۔بس تمہیں ساڑھی میں دیکھ کر بہک رہا ہوں" داہم نے اپنی بیوی کی چلاکی کو خاک کرتے اپنے بہکنے کا الزام اسے دے گیا جو اس الزام پر داہم کی آنکھوں میں معصومیت سے نفی کرتے دیکھنے لگی (فل بلیک میلنگ)۔

"تم منانے والی تھیں نا مجھے مناؤ میں انتظار کر رہا ہوں" داہم نے ہالے کی معصوم بلیک میلنگ کو اگنور کرتے دوبارہ کہتے ہی ہالے کی کمر پر گرفت مضبوط کی تو ہالے سٹپٹائی۔

"نہیں تم ناراض ہو۔۔۔میں نے نہیں منانا تم پلیز مجھے چھوڑو" ہالے نے احتجاج کرتے داہم کے سینے پر دونوں ہاتھوں سے اپنی پوری طاقت لگاتے دور کرنے کی ناکام کوشش کی تو داہم نے ہالے کے احتجاج پر اس کے بلاؤز کی ڈوری کو یک دم کھینچ کر توڑا۔

"ایسے کیسے نہیں منانا قیامت بنے معصوم شوہر کی دھڑکنیں منتشر کر دیں ہیں اور اب کہتی ہو نہیں منانا۔۔ مناؤ مجھے ورنہ میں سزا دوں گا اور پھر آج مجھ سے کوئی امید نہیں رکھنا رحم کی" داہم نے ہالے کے دوسرے گال پر دانت گاڑھے ہالے کی آنکھوں میں دیکھتے کہا ہالے تو بری پھنسی یہ خانزادہ ناراض ہی ٹھیک تھا ہالے خود کو کوستے ہوئے سوچنے لگی اور داہم کے جارہانہ تشدد پر سسکی۔

"یہ زبردستی ہے"ہالے داہم کی سزا کا معنیٰ خیز مطلب سمجھتی احتجاج کرنے لگی اور دوبارہ داہم سے دور ہٹنے کی کوشش کرنے لگی۔

"مطلب تم نہیں منا رہیں تو ٹھیک ہے" داہم نے کہتے ہی ہالے کی کمر سے ہاتھ اوپر لے جاتے اس کے بالوں میں ہاتھ پھنساتے اس کے ہونٹوں پر ظالمانہ مہراب شروع کی۔۔داہم کے عمل میں اتنی شدت تھی کہ پہلے ہالے نے داہم کے کندھے کو

مضبوطی سے مٹھیوں میں بھینچا مگر داہم کے تشدد کو کم نا ہوتا دیکھ ہالے آہستہ آہستہ مٹھیاں کھول گئی ہالے کا تنفس مزید بکھرا تو داہم بھی اس پر رحم کرتا اس کے ہونٹوں کو آزادی بخش گیا اور ہالے سر داہم کے سینے پر ٹکاتی لمبے سانس لینے لگی تو داہم ہالے کی کمر کو سہلاتا رہا جب ہالے کا تنفس بحال ہوتا داہم کو محسوس ہوا تو داہم نے ہالے کی کمر سے بال سائیڈ کرتے وہاں اپنے لب رکھے اور دوسرے ہاتھ سے ہالے کی ساڑھی کے پلو کو نیچے کر گیا ہالے نے داہم کی حرکت پر مزید داہم کے سینے سے اب گردن میں منہ چھپایا تو داہم ہالے کو یک دم سیدھا کھڑا کرتا اپنی باہوں میں اٹھائے بیڈ پر لٹا گیا داہم ہالے پر جھکتا جو شرم سے نظریں جھکائے ہوئے تھی ہالے کے کانوں سے باری باری ایر نگز اتارتا سائیڈ ٹیبل پر رکھتا ہالے کے پیروں سے سینڈلس اتارا اس کے پیروں کو باری باری چوم گیا جس سے ہالے نے فورا کروٹ لی تو داہم اپنی شرٹ اتارتا دور اچھال گیا اور اپنی بیوی کی گردن پر جھکتا نیکلس کا لاک کھول کر ہالے کی گردن آزاد کرتا ہالے کے قریب ہی لیٹتا ہالے کے بیڈ پر رکھے ہاتھ پر ہاتھ رکھ گیا۔

"تم اتنی نازک ہو میری جان کے تمہیں پھولوں کی طرح چھونے سے بھی ڈر لگتا ہے مگر کیا کرو تمہاری قربت میں یہ خانزادہ ہمیشہ بہک جاتا ہے" داہم ہالے کے کان میں سرگوشی کرتے اس کے کان کی لو کو چوم گیا اور ہالے کو مزید سمٹنے پر مجبور کرگیا۔ یک دم داہم نے ہالے کا رخ اپنی طرف کرتے اس پر جھکتے اس کے نرم نازک ہونٹوں کو اپنے لبوں سے چھوا ہالے اس خانزادہ کی محبت اور شدتوں کو جھیلنے کے علاوہ کر ہی کیا سکتی تھی تو خود کو اس چھوٹے خانزادہ کے رحم و کرم پر چھوڑتی اس لی محبت کو اپنی روح میں بسانے لگی تو داہم بھی اپنی بیوی پر اپنی شدتیں نچھاور کرتا اسے مزید اپنے قریب کرگیا۔

یہ طلوع آفتاب تھا اور پھر ہر دن اپنی خوشیوں کا پروانہ لیے اڑ رہے تھے اور ان دنوں میں ایک وقت غم کا بھی آیا جب عائشہ کا حمل ضائع ہوا ڈاکٹر پہلے ہی بتا چکے تھے کہ عائشہ کی پریگنینسی کافی کومپلیکیٹڈ ہے کسی بھی وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے اور صرف تیس فیصد چانس تھے کہ عائشہ کی ڈیلوری خیر و عافیت سے ہو سکے سب کی اتنی

لیر اور توجہ کے باوجود بھی جو اللہ کو منظور تھا۔۔۔ عائشہ اس صدمے سے بہت ٹوٹ چکی تھی اپنے کمرے میں بند رہتی تھی اور جیک تو اپنی اولاد کے اس دنیا میں آئے بنا چھن جانے کا غم دن کو مسکرا کر عائشہ کو سنبھالتے ہوئے اور راتوں کو تنہائی میں روتے ہوئے گزارتا تھا سب لوگ ہی جیک اور عائشہ کے دکھ میں افسردہ تھے ڈیول، دلکش، ہشام، مہک، آیت اور ماہر نے ان دونوں کو سنبھالنے کی بہت کوشش لی تھی لیکن کوکھ اجڑنے کا غم کس کی تسلی سے کم ہوتا ہے۔۔۔ عائشہ جیسے سب سے کٹ کر رہ گئی تھی وہ زیادہ وقت اپنے کمرے میں ہی گزارتی تھی جبکہ جیک اپنے پیلس کے تمام ممبران کے ساتھ خوش رہنے کی کوشش کرتا تھا ضیغم اور ضیام میں اپنی دنیا بسائے رکھتا تھا اور عائشہ بھی صرف ان دونوں کو دیکھتی کھانے یا میڈیسن کے لیے تیار ہوتی تھی سب لوگ ہی دعائیں کرتے تھے کہ اللہ ان کو بھی اولاد سے نوازدے کیونکہ ڈاکٹر نے اب عائشہ کے ماں بننے کے چانسس صرف 5% ہی بتائے تھے جو کہ اچھی امید تو نہیں تھی مگر ایک امید تھی جس امید کے سہارے سارے عائشہ اور ارسلان کے لیے دعا کرتے تھے ان دونوں کی زندگیوں میں اولاد کی چاہت آزمائش بن چکی تھی جسے ایک دن اللہ ضرور ختم کرنے والا تھا اور انھیں بہترین

اولاد سے نوازنے والا تھا۔۔دن اپنی رفتار لیے گزر رہے تھے دلکش اور ماہر کی جہاں حج کی ادائیگی سے واپسی ہو چکی تھی تو وہی مہک اور ہشام کے نئے مہمان کے آنے میں بھی چند دن تو ایک اور خوشخبری سب کو ملنے والی تھی لیکن سب سے پہلے ماہر کو جو رات کے اس پہر اپنی بیوی کے میسج پر ٹیرس پر گیا تھا حج کی ادائیگی سے واپس آئے آج انھیں دسواں رات تھی تو نیچے بیٹھے پوری فوج نے عنایہ کا سر کھایا ہوا تھا جو سب ہی لاؤنج میں عنایہ کے بلانے پر اکھٹے ہوئے تھے چھ ماہ کا ضیغم ساس کی گود میں تھا تو ضیام نمل کی گود میں جبکہ پانچ ماہ کا دآیان اپنے مافیا سسر کی گود میں تو چار ماہ کا نوفل داہم کی گود میں۔

"پرنسس بتا بھی دو اب مجھ سے اور انتظار نہیں ہو رہا" ڈیول نے دآیان کو کھلکھلاتے دیکھ کر بے صبری سے عنایہ سے کہا وہ سب کب سے دلکش اور ماہر کی کوئی ضروری بات سننے کے لیے وہاں بیٹھے تھے جو خود دونوں ٹیرس پر موجود تھے۔

"شریف لوگ ہی انتظار کرتے ہیں ویسے" دلشاد نے عنایہ کی گود سے ضیغم کو لیے ڈیول پر وار کیا تو ڈیول کو آگ لگی۔

"ضروری تو نہیں ویسے۔۔ ریڈلائٹ کیبنٹ جیل میں دو دن گزارنے والے شریف کو انتظار کرنا آہی جاتا ہے۔۔نیور مائینڈ" ڈیول نے بھی اپنے ڈمپل کی نمائش کرتے دلشاد کو باور کیا تو داہم کی ہنسی چھوٹی۔

" سمجھا لو اپنے بھائی کو۔۔جب دیکھو جیل کے طعنے دیتا رہتا ہے کسی دن جان سے جائے گا میرے ہاتھوں سے" دلشاد نے داہم کو گھورتے عنایہ سے کہا جو کچھ کہنے ہی والی تھی کہ ڈیول نے عنایہ کو روکا۔

"میری بہن کیا سمجھائے گی سمجھاتا تو میں ہوں اسے کہ پرنسس اس جیل سے آئے آدمی کو غرق کرو اور میرے داماد کے ساتھ پیلس آجاو ہمیشہ کے لیے" ڈیول نے پھر

مزے سے کہا تو جیسے دآیان میاں پیلس آجانے کی بات پر مسکرائے اسے اپنے ماموں سے کافی محبت جو تھی۔

"غرق کرو۔۔میں تمہیں نا غرق کردو سڑے ہوئے کمینے سالے" دلشاد نے ڈیول کی بات پر جل کر کہا۔

"پہلے تو میرا نام تمیز سے لے منحوس بہنوئی" ڈیول نے دلشاد کی بات کو اگنور کرتے اور گھورتے دوبارہ اس کو آگ لگائی اور دلشاد تو آج ڈیول کے منہ سے یہ جملہ سنتے ہی شاکڈ ہوا اتنے عرصے میں تو کبھی تمیز سے نام لینے کا نہیں کہا اور آج کیسے لیکن جلد ہی خود کو کمپوز کرتا کھڑا ہوا اور عنایہ کو ضیغم کو دیا تو سب ہی دلشاد کو بہت غور سے دیکھنے لگے۔

"اوکے۔۔ بخدمت جناب اعلیٰ شروع کرتا ہوں شیطان کی پناہ سے دوسرے

شیطان کے نام کے لیے ۔۔ میرے معزز، بدماش، غنڈے، سڑے ہوئے سالے جی ۔۔ اب ٹھیک ہے" دلشاد نے دونوں ہاتھ عقیدت سے سینے پر فولڈ کیے ایسے کہا جیسے کوئی قرات پڑھنے والا ہے جبکہ دلشاد کے انداز پر سب کو اپنے پیٹ میں درد ہونے لگا جیک اور ہشام تو لوٹ پوٹ ہوئے تو داہم تو صوفے کی پشت پکڑتا ایک ہاتھ کی گود میں نوفل کو لیے دوہرا ہو رہا تھا تو نوریز کا چہرہ ہنستے ہنستے سرخ ہوگیا اور تمام خواتین کو تو جیسے پیٹ میں گود گدیاں ہونے لگی یہاں تک کے عائشہ بھی کافی دنوں بعد کھلکھلا دی اور بچوں میں تو ضیام تھا جو کمینہ اپنے باپ کی بے عزتی پر ہی شاید ہنس رہا تھا تو ضیغم ،نوفل اور دآیان بت بنے حیرت سے اپنے پاگل بڑوں کو دیکھ رہے تو جو ہنستے ہوئے بس پاگل خانے جانے کے درپر تھے تو ڈیول تو جل بھن کر راکھ ہوا اس کا چہرہ غصے سے سرخ پڑگیا وہ کتنا بھی اپنے بہنوئی سے سمارٹ بننے کی کوشش کرے رہتا پھر بھی ہمیشہ پیچھے ہی ہے جبکہ دلشاد نے ڈیول کو خود کو گھورتا پا کر آنکھ ونگ کی تو ڈیول دآیان کو آیت کو دیتا جو ہنس ہنس کر پاگل ہو رہی تھی اسے بھی گھورتا ہوا دلشاد لی طرف لپکا جب عنایہ کے موبائل پر میسج رنگ ہوا اور عنایہ نے میسج پڑھتے ہی سب کو ٹیرس پر چلنے کا کہا تو ڈیول بھی دلشاد کو گھورتا اپنے قدم ٹیرس کی سمت بڑھا

لیا۔

****

ماہر ٹیرس پر آتا ٹھہر سا گیا بلیو اور پنک بلون سے سجی چھت جس کے ایک سائیڈ کو اول شیپ میں ہالف بلیو اور ہالف پینک تھیم کے پیپر روسز سے سجایا ہوا تھا اور بڑے بڑے ہندسوں میں گولڈن لائٹنگ سے بیبی گرل اور بیبی بوائے لکھا تھا سامنے دو کیک بھی رکھے ہوئے تھے جس میں ایک پنک کلر کا ڈول کیک تھا تو دوسرا بلیو کلر کا جس پر براؤن ٹیڈی بیئر بنا ہوا تھا اور بچوں کے بہت سارے کھولنے جیسے ٹیڈی بیر، ریموٹ کار، ڈولز، اور آگے سامنے کشن کے سائیڈ ٹیبل پر نیو بورن بیبی کے پنک اور بلیو کلر کے کپڑے اور سویٹرز، سوکس اور شوز ماہر نا سمجھی سے ہر ایک چیز کو دیکھتا رہا اور پھر میسج کی رنگ ٹون پر میسج دیکھا تو وہ دیکھتے اور پڑھتے ماہر جیسے اپنی جگہ منجمند ہو گیا۔

"Congratulations...papatobe"

یہ پڑھتے ہی ماہر بے ساختہ مسکرایا اور پھر ہر ایک چیز کو دوبارہ دیکھنے لگا ماہر نے موبائل پوکٹ میں رکھتے دلکش کی تلاش میں نظریں گھومائی تو دلکش اس روز سز وال کے پیچھے سے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی باہر آئی ماہر اسے دیکھتا مسکراتا خوشی سے اس کی طرف قدم بڑھا گیا تو دلکش بھی ماہر کو دیکھتی مسکرائی ماہر نے دلکش کے قریب آتے اس کی پیشانی پر اپنے لب رکھے اور اسے اپنے مزید قریب کرتے حصار میں لیا۔

"آئی لو یو میری جان۔۔۔تھینک یو سو مچ مجھے اتنی بڑی خوشخبری دینے کے لیے" ماہر نے کہا تو دلکش مسکرائی ماہر نے نرمی سے دلکش کو خود سے علیحدہ کیا۔

"بہت اچھا سرپرائز تھا لیکن اگر تمہاری طبعیت خراب تھی تو مجھے بولتی میں لے کر جاتا ہاسپٹل پھر یہ خوشخبری دونوں ساتھ ہی سنتے" ماہر نے کہا وہ آیت، عنایہ، نمل اور پھر مہک کی بھی اکثر طبیعت خراب دیکھ چکا تھا اس حالت میں تو فکر مندی سے دلکش سے گویا ہوا۔

"میں تمہیں سرپرائز دینا چاہتی تھی اور مجھے خود شک تھا پھر کل ہی عنایہ کے ساتھ چیک اپ کروا کر کنفرم کیا" دلکش نے ماہر کی فکر مندی کو دیکھتے اس کے سینے پر دوبارہ سر ٹکایا تو ماہر نے دلکش کے گرد دوبارہ حصار بنایا۔

"عنایہ کو پتا ہے یا باقی سب کو بھی اور کیا میں بھی دلشاد کی طرح سب سے آخر میں اپنے باپ بننے کی خوشخبری سن رہا ہوں؟؟" ماہر نے اچانک دلکش کو شانوں سے تھامتے ہوئے آئیبرو ریز کر کے پوچھا تو دلکش نے ماہر کی ہشاش بشاش شکل دیکھتے اپنی ہنسی چھپائی کیا ڈر تھا باپ بننے کی خوشخبری آخر میں سننے کا۔

"صرف عنایہ کو پتا ہے اور وہ سب کو لیے نیچے ہے اور میں نے اسے میسج کر دیا ہے پانچ منٹ بعد اوپر آنے والی ہے باقی سب کو جب پتا چلے گا۔۔ ابھی تو سب ہی یہ سوچ سوچ کر ہلکان ہو رہے ہونگے کے کیا بات ہے جو اتنا سسپینس رکھا ہوا ہے"

دلکش نے کہا تو ماہر کو جیسے تسلی ہوئی باپ جب کوئی پہلی دفعہ بنے تو سب سے پہلے تو باپ کا ہی حق ہوتا ہے نا جاننے کا وہ دلشاد کی طرح صدمہ نہیں جھیل سکتا تھا۔

"لیکن یہ دو تھیم ؟؟" ماہر نے پوچھا۔

"مجھے کیا پتا بیبی بوائے ہو گا یا گرل تو میں نے دونوں حساب سے ہی ارینج کر دیا" دلکش نے بتایا تو ماہر بھی اثبات میں سر ہلاتا مسکرایا۔

سب لوگ ٹیرس پر آئے تو یک دم تمام سجاوٹ کو دیکھتے پہلے حیران ہوئے پھر بات جلد ہی سمجھ آئی تو ماہر اور دلکش کی طرف قدم بڑھا گئے۔

"واہ۔۔ مبارک ہو سڑے ہوئے سالے تو دوبارہ ماموں بنے والا ہے" دلشاد کے تو مبارک بات دینے کا انداز ہی نرالہ تھا وجہ اور بات کچھ بھی ہو وار اسے صرف ڈیول پر ہی کرنا ہوتا ہے ڈیول جو کہ دلکش کو سینے سے لگائے اس کے بالوں پر بوسہ دے رہا تھا اپنے منحوس بہنوئی کی بات سنتا اسے گھورنے لگا جبکہ سب لوگ ہی ماہر اور دلکش کی خوشی میں بے حد خوش ہوتے پھر کبھی ختم نا ہونے والی جنگ کے دوبارہ چھڑنے پر اپنا ماتھا پیٹ گئے۔

"اپنی زبان کو قابو رکھ منحوس بہنوئی ورنہ تیری آواز سننے کے لیے لوگ ترسے گے" ڈیول نے کہا تو دلشاد طنزیہ مسکرایا جبکہ ماہر تو بے زار ہی ہو گیا اس کے باپ بننے کی خوشی تھی اور یہ سالا بہنوئی اپنی ہی کہانی کھول کر بیٹھ گئے تھے۔

"دیکھا دیکھا۔۔ کہا تھا نا میں نے اس کی غلط نیت ہے مجھ پر کیسی کیسی باتیں کر رہا

ہے مجھے سے" دلشاد نے ڈیول کی بات کو سب کے سامنے معنی خیزی سے پیش کیا تو ڈیول تو بل کھا کر ہی رہ گیا۔

"ابے او۔۔ شکل دیکھی ہے اپنی ؟؟؟" ڈیول نے جل کر دلشاد کو خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے کہا تو دلشاد کو آگ لگی شکل کے نام پر لیکن پھر طنزیہ مسکرایا جو کہ ڈیول کے لیے اچھی بات نہیں تھی یقیناً۔

"آج اچھے سے نہیں دیکھی وہ کیا ہے نا میں تو دیکھنا چاہتا تھا مگر تمہاری بہن اپنے ہاتھوں کے پیالوں میں میرا چہرہ تھامے۔۔۔" دلشاد نے بس اتنا ہی کہا تھا کہ سب خواتین نے عنایہ کو مشکوک نظروں سے دیکھنا شروع کیا جو بیچاری بری پھنسی اور نظریں شرم سے جھکا گئی تو مرد حضرات کا ڈیول کی شکل دیکھ کر قہقہہ گلے میں پھنسا ڈیول کے کانوں سے بس دھواں نکلنے کی کسر رہ گئی تھی۔

"میری آنکھ میں دیکھ رہی تھی وہ کچرا چلا گیا تھا نا۔۔ ویسے دیکھ بڑے پیار سے رہی تھی" دلشاد نے ڈیول کے چہرے کو دیکھتے بالوں میں ایک ہاتھ پھنساتے بات مکمل کی تو تمام خواتین بدمزہ ہوائیں وہی مرد حضرات نے قہقہہ لگا ہی دیا دلشاد کی چلاکی پر۔

"کیا پرنسس کچرے میں کچرا دیکھ رہی تھی ۔۔ چہ چہ "ڈیول نے بھی سرخ پڑتے چہرے سے دلشاد کو بنا فرائے کیے بھونا تو دلشاد کو دیکھتے اب پھر سب نے قہقہہ لگایا تو ڈیول بھی ڈمپل کی نمائش کرنے لگا دلشاد کچھ کہتا کہ ماہر نے ہنستے ہنستے ہی دونوں کے سامنے باری باری ہاتھ جوڑے۔

"اللہ کا واسطہ ہے بس کرو یار۔۔ میں باپ بننے والا ہوں مجھ پر ہی رحم کھا لو" ماہر نے کہا تو دلشاد نے ماہر کے گلے میں یک دم ہاتھ ڈالا جس پر ماہر مسکرایا تو ڈیول بھی سر جھٹک کر داہم کی طرف ہوا جو اپنے دکھ میں گھیرا تھا اور سب ہی جانتے تھے کہ داہم کو کیا دکھ اور صدمہ ہوا ہے۔

"بیٹا رحم تو واقعی تم پر کھانا چاہیے۔۔اب یہ کرمنل چڑیل تمہیں اور نچانے والی ہے"دلشاد نے ماہر کو ڈرانا چاہا تو سرگوشی میں کہا یہ جانے بنا جس کی بات کر رہا ہے وہ کرمنل چڑیل پیچھے ہی کھڑی ہے ماہر اور دلشاد کا رخ آگے کی جانب تھا جبکہ دلکش ان لی پشت پر کھڑی تھی۔

"کیوں؟؟"ماہر کو جیسے بات سمجھ نہیں آئی۔

"بیٹا وہ ماں ضرور بنے گی اور جب تک تمہاری توپ اس دنیا میں نہیں آجاتی تمہیں بھی تمہاری نانی تو یاد دلوا ہی دے گی"دلشاد نے پھر اپنے چھپے کٹنے کام شروع کیے۔

"عنایہ تم نے اس جیلیا خانزادے کو کتنی نانی یاد دلائے تھی ان کی توپ کی پیدائش پر" دلکش بھی کہا پیچھے رہنے والی تھی اتنی زور سے چیخ کر کہا کہ ماہر اور دلشاد ہڑبڑا کر ایک

دوسرے سے الگ ہوئے اور باقاعدہ کانوں پر ہاتھ بھی رکھے تھے۔

"کیا ہوا دلکش؟؟" عنایہ نے فکرمندی سے پوچھا تو سب ہی دلکش کی طرف متوجہ ہوئے۔

"تمہارا شوہر بول رہا ہے کہ تم نے اسے نانی یاد دلائی تھی جب تم دآیان کو ایکسپیکٹ کر رہیں تھیں" دلکش نے بات کا رخ عنایہ کی طرف موڑتے کا کہا تو دلشاد ہڑبڑایا کیونکہ عنایہ اب دلشاد کو خفا نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"تمہیں شرم نہیں آتی میاں بیوی کے بیچ فساد ڈلواتے ہوئے" دلشاد نے اب بے بسی سے پہلے عنایہ اور پھر دلکش کو گھور کر کہا۔

"تمہیں شرم نہیں آتی پھپھے کٹنے۔۔ میرے شوہر کو ڈراتے ہوئے" دلکش نے بھی

دوبدو کہا۔

"تمہارا شوہر تو دودھ پیتا بچہ ہے جسے میں ڈراؤ گا ہے نا ؟؟" دلشاد نے دلکش کی بات پر ماہر کو سر تا پاؤں دیکھتے کہا جس پر ماہر نے دلشاد کو گھورا۔

"اور تم اتنے شریف کہ میں تمہاری بات اور شکل پر یقین کرونگی" دلکش نے پھر دلشاد کو تپایا۔

"شریف ہوں جب ہی مافیا سسرال کے چنگل میں پھنسا ہو" دلشاد نے جیسے پہلے دلکش اور پھر ڈیول کو دیکھتے دہائی دی تو دلکش بھی کچھ کہتی کہ داہم کے اپنے دکھ شروع ہوئے۔

"بس کردوں آپ دونوں یار۔۔ میرا دکھ بھی سن لو کوئی۔۔ مجھے بھی باپ بننا ہے"

داہم نے چیخ کر کہتے وہی دلکش اور دلشاد کے بیچ میں کارپٹ پر دونوں ٹانگیں فولڈ کیے چلا کاٹنے والے انداز میں بیٹھتے کہا تو ہالے کا دل چاہا داہم کی بے شرمی پر اس کا سر پھاڑ دے جو جب دیکھو باپ بننا ہے باپ بننا ہے کی ریٹ ہی لگائے رکھتا تھا جب کے داہم کے انداز پر سب ہی داہم کو گھورنے اور مسکرانے لگے۔

"جب انسان کی چلا کاٹنے والی شکل ہو نا تو اولاد بھی یو ٹرن لے کر فرشتے سے کہتی ہے مجھے نہیں چاہیے یہ باپ ۔۔ چینج کرو" دلکش نے داہم کی دہائی پر ہنسی چھپاتے کہا تو سب دلشاد سمیت قہقہہ لگا اٹھے۔

"ہاں میری شکل آپ کے آلو جیسے شوہر سے تو بہتر ہے کریمنل چڑیل" داہم بھی کہاں پیچھے رہنے والا تھا۔

"یہ صحیح ہے میں کچھ کہتا نہیں تم لوگوں کو تو میری بیوی سے بدلہ لینے کے چکر میں تم

لوگ میری ہینڈ بجا دیتے ہو" ماہر نے خفا ہو کر پہلے دلشاد کے بچے والی بات پر دلشاد کو

پھر داہم کو گھورتے ہوئے کہا۔

"وہ اس لیے میرے ہینڈسم شوہر جی کیونکہ ان خانزادوں میں آپ کی بیوی سے پنگاہ

لینے کی ہمت نہیں" دلکش نے کہتے اپنے واقعی بے مثال ہینڈسم شوہر کے

پھولے (مسلس والے) بازو میں ہاتھ ڈالتے پہلے دلشاد اور پھر داہم کو دیکھتے منہ چڑا کر

کہا تو دلشاد اور داہم نے ایک دوسرے کو دیکھتے پھر ان کپل کو دیکھا اور پھر داہم بھی

دلشاد کے ساتھ کھڑا ہوا۔

"تم نے۔۔ کریمنل چڑیل ہماری ہمت کو للکارا" دلشاد اور داہم نے یک زبان کہا تو

دلکش ماہر سے علیحدہ ہوتی دو قدم آگے ہوئی اور دونوں بھائیوں کے سامنے کھڑی

ہوئی۔

"بلکل للکارہ۔۔" دلکش نے بھی لڑکا عورتوں کی طرح کمر پر دونوں ہاتھ ٹکاتے کہا۔

"اب دیکھنا ہم کیا کرتے ہیں۔۔" دلشاد اور داہم نے پھر یک زبان کریمنل چڑیل کو دیکھتے کہا تو دلکش نے ائیبرو ریز کی۔

"کیا کرو گے خانزادوں؟؟" دلکش نے ایک قدم اور آگے لیتے مسکراتے ہوئے مگر خونخوار نظروں سے دونوں بھائیوں کو گھورا۔

"ہمیں غصّہ آرہا ہے اب ہم۔۔" داہم اور دلشاد نے یک زبان پھر تھوک نگلتے کہا کیونکہ وہ دونوں واقعی اس مافیا خاندان کی کریمنل چڑیل سے پنگاہ نہیں لے سکتے تھے اور تاریخ گواہ تھی جب بھی پنگاہ لیا منہ کے بل ہی گرے تھے یہ خانزادے۔

"اب تم آ گے ۔۔۔" دلکش نے پھر پوچھا۔

"اب ہم اپنی بیویوں کے پاس جا رہیں ہیں وہی ہمارا غصہ کم کر سکتی ہیں ۔۔ بیوی ۔۔" دلشاد اور داہم یہ کہتے ہی دلکش کے سامنے سے دائیں بائیں نکلتے اپنی بیویوں کو پکارتے ان کی طرف قدم بڑھا گئے اور اس پورے سین میں ہنس ہنس کر ڈیول اور باقی سب کا برا حال ہو چکا تھا سب نے ہی پھر ماہر اور دلکش کی خوشی میں شریک ہوتے مسکراتے کیک کٹنگ کی اور اپنی خوشیوں کو سمیٹنے میں مصروف ہوئے ان کی زندگیاں ہر طرف خوشیوں سے بھر چکیں تھیں۔

پھر کچھ دنوں بعد ان کی زندگی میں ایک ننھی شہزادی نے قدم رکھا مافیا خاندان کی پہلی بیٹی سب لوگ خانزادہ ہاسپٹل کے ایک روم میں موجود ہشام اور مہک کی کچھ منٹوں پہلے پیدا ہوئی بیٹی کو نہار رہے تھے جو نین نقش میں اپنی ماں مہک پر گئی تھی تو رنگت میں اپنے باپ ہشام پر اس کے ہاتھ پاؤں چہرہ اتنا دودھیا اور گلابی تھا کہ اسے ہاتھ

لگاتے سب کو یہ محسوس ہوتا وہ میلی نا ہو جائے کالی آنکھوں والی بے تحاشہ خوبصورت پری جس کے آنے پر سب سے زیادہ عائشہ اور جیک خوش تھے عائشہ تو اپنی کوکھ اجڑنے کے بعد دنیا میں آئی کچھ دیر پہلے اس شہزادی سے اپنی کوکھ کو ٹھنڈک دے رہی تھی تو جیک بھی بار بار اس شہزادی پر فدا ہو رہا تھا وہ تھی ہی اتنی پیاری اس کے کان میں اذان ڈیول نے دی تھی اور سب ہی اب اس شہزادی کے نام کے لیے نمل کے منتظر تھے جو سب کو انتظار کروائے اس شہزادی کو جی بھر کر نہار رہی تھی۔

"اب نمل بھابھی بتائیں بھی نام" داہم تو بے چینی سے نام سننے کو بے تاب تھا تنگ آ کر بولا۔

"ہاں بھئی نمل بتاؤ بھی کیا نام ہو گا ہمارا خاندان کی نئی نسل کی پہلی بیٹی کا" عنایہ نے بھی تجسس سے پوچھا تو نمل مسکرائی جبکہ ضیغم اور ضیام بھی آیت اور ڈیول کی گود

میں اپنی بہن کو ڈمپلز کی نمائش کرتے دیکھ رہے تھے انھیں بھی یقیناً اپنی بہن پسند آئی تھی جبکہ دآیان داہم کی گود میں اس شہزادی کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔

"حمامہ ہشام خان" نمل نے مسکراتے کہا تو سب کو ہی یہ نام بہت پسند آیا تو جیک لی گود میں نوفل اس مافیا خاندان کی پہلی شہزادی کو دیکھتے رونے ہی لگ گیا شاید اسے پتا چل گیا تھا کہ یہ لڑکی آگے چل کر اس کی زندگی کی سب سے بڑی دشمن اور عزاب بننے والی تھی مافیا خاندان کی پہلی بیٹی یوسفزئی کی دنیا جو ہلانے والی تھی۔

حمامہ ہشام خان کا استقبال پیلس میں زور وشور سے کیا گیا سب لوگ ہی اس شہزادی کی آمد پر جہاں خوش تھے تو عائشہ نے بھی پوری دنیا اب اس شہزادی کو بنایا ہوا تھا عائشہ کا علاج چل رہا تھا وہ اپنا خیال صرف زندہ لاش بنے جیک اور باقی سب کے لیے رکھ رہی تھی وہ اپنی ماں بننے کی امید اپنے حمل ضائع ہونے پر ہی کھو چکی تھی اور اوپر سے ڈاکٹر کی صاف گوئی نے بھی اسے توڑ کر چکنا چور کر دیا تھا حمامہ کے پیدا ہونے کے تیسری رات ہی کچھ آن چاہے احساس کے تحت عائشہ نے جیک سے

اولاد کے لیے دوسری شادی کرنے کا کہا تھا اور اس رات جیک اپنی بیوی کو دیکھتا ہی رہ گیا اور اسے دیکھتے خود دکھ کے احساس میں گھیر گیا تھا اس نے ٹوٹ کر اس عورت پر اپنی محبتیں نچھاور کی تھیں اور اس عورت نے پل میں اس کے جزبات کو دھیر دھیر کر دیا اس کی بیوی کو یہ لگتا تھا کہ وہ کم ظرف مرد ہے جو اولاد کی چاہت میں اپنی محبوب بیوی کی زات کا تماشہ بنائے گا عائشہ کی نظر میں وہ، اس کی محبت ، اس لی شدتیں اتنی بے مول تھیں کہ وہ اسے کسی دوسری عورت کے ساتھ باآسانی سوچ سکتی تھی جبکہ جیک تو عائشہ کے علاؤہ کسی بھی عورت کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا جیک کو پہلی دفعہ عائشہ کی کنڈیشن سمجھتے ہوئے بھی اپنی بیوی سے خفت ہوئی جیک نے عائشہ سے کچھ کہنے کے بجائے اپنے کمرے سے نکلتے عائشہ کے پاس آنا اسکا خیال رکھنا سب چھوڑ دیا تھا وہ گیسٹ روم میں شفٹ کر گیا تھا اور یہ سب کرتا بھی کیوں نا عائشہ کے الفاظ کے زخم عائشہ کو بھی پتا لگنے چاہیے تھے کس قدر گہرے تھے جنھیں دن رات دیکھتے عائشہ کو بھی تکلیف کا احساس ہو آج حمامہ کو دنیا میں آئے دسواں دن تھا جب ڈیول اور سب نے جیک اور عائشہ کے بیچ کی ناراضگی اور تناؤ کو محسوس کرتے سب کو ہی پیلس کے لاونج میں اکھٹا کیا تھا۔

"کیا مسئلہ ہے جیک" ڈیول نے جیک سے پوچھا جو یہاں بلائے جانے اور سب کی موجودگی کا مطلب آسانی سے سمجھ گیا تھا ڈیول نے بڑے بھائی کی طرح محبت دی تھی انھیں ان کے ہر عمل پر پوچھ گچھ رکھنے کا حق تھا ڈیول کا تو اپنے ہر عمل کا جواب دینے کا فرض تھا ان سب کا۔

"کوئی مسئلہ نہیں بھائی" جیک نے بے تاثر چہرے سے ایک نظر ڈیول کو دیکھتے پھر نظریں پھیرتے کہا وہ اندر سے کس قدر زخمی تھا کہ ڈیول اندازہ بھی نہیں لگا سکا لیکن ڈیول کے لیے بھائی کا لفظ استعمال کرنے پر اس کی بے بسی کا اندازہ ضرور ہو گیا تھا سب کو جب ہشام، ماہر اور جیک ایموشنلی ڈسٹرب ہوتے تھے تو وہ ڈیول کو ہمیشہ بھائی ہی کہتے تھے۔

" اچھا اپنے بھائی سے چھپاؤ گے۔۔تم عائشہ سے بات نہیں کرتے اپنا روم چھوڑ دیا ہے تم نے عائشہ میڈیسن نہیں لے رہی کل چیک اپ تھا اس کا تم نے داہم کی کال نہیں اٹھائی تو اس نے مجھے بتایا تم اسے چیک اپ کے لیے بھی نہیں لے کر گئے "ڈیول نے جیک اور عائشہ کو دیکھتے کہا تو آیت بھی اپنی دوست کو غور سے دیکھنے لگی

جو سر جھکائے ہمیشہ ہنستی مسکراتی کبھی رہا کرتی تھی اور آج سوجھی آنکھیں لیے سر جھکائے بیٹھی تھی۔

"بھائی۔۔ بھابھی کے ساتھ چلی جائے گی یہ میں بزی ہوں اور آپ کے اور ماہر کے کرائم آفس میں بزی ہونے کی وجہ سے فوڈچین کو بھی دیکھ رہا ہوں تو کمرہ الگ کر لیا اسے سونے میں پریشانی نا ہو اس لیے" جیک نے ایک اور جھوٹ بولتے فوڈچین کا سہارا لیا جس کی دو برانچ امریکہ اور ایک پاکستان میں تھی اور وہ لوگ سالوں سے اس حلال کمائی کو ہی خود پر اور اب اپنے بیوی بچوں پر خرچ کر رہے تھے جیک نے کہتے ہی نظریں چرائی تو ڈیول نے لمبی سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد کی اور عائشہ کا دل کسی نے جیسے مٹھی میں جکڑ لیا جیک نے ایک دفعہ بھی اس کا نام اپنے منہ سے ادا نہیں کیا کیا وہ اتنی بے معنی ہوگئی تھی اس کے لیے وہ تو دوسری شادی کا بھی جیک کے لیے ہی کہ رہی تھی وہ نہیں چاہتی تھی اس کی کمی کی وجہ سے جیک تا عمر بے اولاد رہے وہ اتنی بڑی قربانی دے رہی جس قربانی کا جیک نے کبھی بھی اس سے مطالبہ نہیں کیا تھا۔

"ارسلان۔۔" ڈیول نے جیک سے کہا تو جیک نے نظریں اٹھائے ڈیول کو دیکھا ڈیول کو ان نظروں میں کیا تھا جو نہیں دیکھا غم، غصہ، دکھ، افسوس، محبت کے مان کے ٹوٹنے کا سوگ ارسلان کی آنکھ سے ٹوٹ کر ایک موتی اس کی بڑھی ہوئی شیو میں جذب ہوا تو جیک نے دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے اپنی نم آنکھ کو کسی اور کے دیکھنے سے پہلے ہی صاف کر لیا جیک کا آنسو صرف ڈیول نے ہی دیکھا تھا۔

"بھائی مجھے اور کوئی بات نہیں کرنی اس بارے میں۔۔میں آپ سے معافی چاہتا ہوں" جیک کہتے ہی اپنی جگہ سے اٹھتے لاؤنج سے اپنے گیسٹ روم والے کمرے کی طرف جانے لگا وہ اپنے رشتے کا سب کے سامنے اپنی پتھر دل بیوی کی وجہ سے تماشہ نہیں بنانا چاہتا تھا اس لیے آج تک ڈیول کے سامنے جھوٹ نا بولنے والا جیک اپنے رشتے کے مان کے لیے صاف جھوٹ بول گیا تو ڈیول بھی اب جیک اور عائشہ کے لیے سخت پریشان ہوا وہ مجرموں کو سفاکیت سے سزا دے سکتا تھا مگر رشتوں کو سنبھالنا بہت بڑی آزمائش تھی جس آزمائش میں آج ڈیول پھنسا تھا وہ کیسے اپنے جان سے زیادہ عزیز دوست کا دکھ کم کر سکتا تھا جبکہ عائشہ کا تو اب ضبط ہی جواب دے گیا وہ صوفے سے اٹھتی ڈیول کو دیکھنے لگی اور اس کے الفاظ پر جہاں سب لوگ

اپنی جگہ چھوڑے اٹھے وہی جیک کے بھی قدم تھم گئے اور جیک نے زور سے آنکھیں میچ لیں۔

"زین بھائی ۔۔میں بتاتی ہوں میں چاہتی ہو کہ ارسلان ۔۔ ارسلان دوسری شاد۔۔ شادی کر لیں" عائشہ کے الفاظ تھے کے سیسہ جیسے سب نے اپنے کانوں میں اترتا محسوس کیا۔

"تمہارا دماغ خراب ہے لڑکی "ڈیول عائشہ کی بات سنتے اور سارا معاملہ سمجھ آنے پر اتنی زور سے عائشہ کے اوپر دھاڑا کے عائشہ لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہوئی ڈیول کو جیک لی حالت کا اب اندازہ ہوا جب یہ بات سنتے ڈیول کا یہ حال تھا تو جیک پر تو قیامت ہی ٹوٹ پڑی ہوگی جیک کی عائشہ کے لیے محبت سے تو ڈیول پہلے دن سے ہی واقف تھا ڈیول کو آیت نے ہڑبڑاتے ہوئے روکا ورنہ آج جو ارسلان کی حالت تھی اس بات لی وجہ سے ڈیول سے کوئی بعید نہیں تھی کہ وہ عائشہ پر ہاتھ بھی اٹھا دیتا۔

"تمہاری عقل ٹھکانے پر ہے عائشہ کیا بکواس کر رہی ہو تم" آیت بھی اب غصّے سے پاگل ہوتی اپنی بیوقوف دوست کو دیکھنے لگی جو اپنے اوپر خود سوتن چاہتی تھی۔

"عائشہ ہوش کے ناخن لو کیا ہو گیا ہے تمہیں ۔۔کیوں بھائی کی دوسری شادی کروانا چاہتی ہو" دلکش بھی حیران پریشان سی عائشہ کو دیکھتی ہوئی بولی تو ہشام ماہر اور مہک بھی پریشان ہوئے ۔

"میں انھیں ۔۔ اولا ۔۔ اولاد نہیں دے سکتی تو آپ سب بھی ان کو بولے دوسری شادی کر لیں میں اجازت دیتی ہوں" عائشہ سب کی خفا نظریں خود پر محسوس کرتی ہوئی اپنی بات پر اٹل رہتی ہوئی بولی تو سب وجہ کو جان کر مزید پریشان ہوئے عائشہ کا بکھرا وجود، ٹوٹے جزبات سے وہ لوگ اچھے سے واقف تھے ۔

"عائشہ ۔۔تم مت سوچو ایسے تمہارے پاس امید تو ہے نا اللہ کی رحمت سے نا امید مت ہو" مہک نے عائشہ کے آنسوؤں سے تر چہرے کو دیکھتے کہا ۔

"کیسی امید مہک 5% چانس ہیں بس ۔۔میں نہیں اولاد دے پاؤں گی انھیں ۔۔ اپ سب لوگ ان سے کہے دوسری شادی کر لیں" عائشہ نے پھر چلا کر کہا ۔

"بھابھی وہ محبت کرتا ہے آپ سے آپ کو پتا ہے آپ کی یہ بات کس قدر تکلیف دہ ہے اس کے لیے" ماہر نے بھی آگے بڑھتے عائشہ کو سمجھانا چاہا ۔

"میری بھی عادت ہے انھیں آنے والی کی بھی ہو جائے گی" عائشہ نے سر جھکائے کہا تو سب نے اس بے عقلوں کی ملکہ کو دیکھا جو اپنے ہر لفظ سے کسی کے دل میں ناسور بنا رہی تھی تو یہ عادت لفظ سنتے جیک بھی عائشہ کی سمت رخ کر گیا عادت ؟؟ وہ اس کی محبت کو اس دیوانگی کو عادت کا نام دے رہی تھی۔

"تم پاگل ہو گئی ہو لڑکی وہ محبت کرتا ہے تم سے تمہارے علاوہ کسی کو نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا اور تم اس کی محبت کی توحین کر رہی ہو" ڈیول پھر اپنا غصّہ ضبط کرتا غرایا۔

"بھابھی وہ آپ کے ہوتے ہوئے ایسا کبھی نہیں کر سکتا۔۔ اپ سمجھ کیوں نہیں رہیں" ہشام بھی اپنی بے وقوف بھابھی کو دیکھتا گویا ہوا۔

" اگر یہی مسئلہ ہو تو۔۔ ارسلان مجھے طلاق دے سک۔۔" عائشہ نے جزبات میں لیا الفاظ استعمال کیے وہ خود بھی نہیں جانتی تھی اور یہ الفاظ اپنے کانوں میں گونجتے پا کر جیک کا ضبط پل میں ٹوٹا اس سے زیادہ شاید کوئی محبت کرنے والا برداشت بھی نہیں کر سکتا تھا۔

جیک نے عائشہ کا جملہ پورا ہونے سے پہلے ہی ایک جست میں اس تک پہنچتے بازوں سے عائشہ کو گھسیٹتے فانوس کے نیچے کھڑا کیا سب لوگ ہی جیک کا ستا ہوا غصّے کی زیاتی سے سرخ چہرہ دیکھتے جیک اور عائشہ کے پیچھے ہوئے اور عائشہ جو ابھی اپنا جملہ پورا کرنے والی تھی جیک کے اچانک گھسیٹنے پر کٹی ڈور کی پتنگ کی طرح اس کے ساتھ کھینچتی چلی گئی فانوس کے نیچے جیک نے عائشہ کو جھٹکے سے چھوڑا اور اپنا ہاتھ بلند کرتے عائشہ کے گال پر اپنے ہاتھ کی انگلیوں کا نشان چھوڑ گیا عائشہ تو جیک کے تھپڑ پر منہ کے بل فرش پر جا کر گری سب نے یہ منظر دل تھامے دیکھا آیت عائشہ کو اٹھانے کے لیے آگے بڑھنے لگی جسے ڈیول نے ہاتھ پکڑتے روکا تو عائشہ کو اپنے منہ میں خون کا ذائقہ محسوس ہوا عائشہ نے پلٹ کر آنسوؤں سے تر چہرے اور کٹے ہوئے ہونٹ سے جس سے خون کی کچھ بوندیں رس رہیں تھیں جیک کو دیکھا وہ تو اس پر جان نچھاور کرتا تھا آج تک اس سے اونچی آواز میں بات تک نہیں کی تھی اس نے اور آج عائشہ کو تھپڑ دے مارا اور وجہ بھی وہ خود تھی یہ بات بھی اچھے سے عائشہ جانتی تھی پھر بھی ڈھیٹ بنی صرف جیک کی اولاد کا سوچ رہی تھی۔

"اگر دوبارہ یہ لفظ اپنی زبان سے نکلا تو زبان گدی سے کھینچ کر ہاتھ پر رکھ دوں گا"

جیک غصّے کی زیادتی سے تنی رگوں اور پھولے تفس سے بولا جیک کا لہجہ اتنا سخت اور کاٹ دار تھا کہ عائشہ اندر تک کانپ گئی۔

"ارسلان "ڈیول جیک کو روکنے کے لیے غصے سے اسے پکار بیٹھا جبکہ جیک کی لہو آنکھیں اپنی بھائی کے غصے کو دیکھتی پل میں نیچے ہوئیں۔

"بھائی بہت ہوگیا ہے اولاد کے لیے یہ اتنی پاگل ہوگئی ہے کیا اسے ضیغم،ضیام اور حمامہ میں اپنی اولاد نظر نہیں آتی وہ بھی تو ہمارے بچے ہیں۔۔ سات دن پہلے اس نے مجھے دوسری شادی کا بولا آپ اندازہ لگا سکتے ہیں مجھ پر کیا بیتی تھی اور وجہ کیا تھی اولاد صرف اولاد۔۔"جیک ٹوٹے لہجے میں لہو دیتی آنکھوں سے عائشہ کو دیکھتا بولا اور آخر میں اولاد لفظ پر زخمی سا مسکرایا جیک کے غم کا اندازہ وہاں کھڑا ہر شخص لگا

رہا تھا سوائے اس کے جسے لگانا چاہیے تھا جسے اسے ہر غم سے دور رکھنا چاہیے تھے وہ بت بنی آنسو بہاتی نظریں جھکائے سب سن رہی تھی۔

"اسے لگتا ہے اولاد نا ہوئی تو میں مر جاؤ گا۔۔ لیکن یہ نہیں سمجھ آئی اس بے وقوف عورت کی عقل میں کے میں اس کے بنا مر جاؤ گا۔۔ اسے ٹوٹ کر چاہا ہے میں نے اور اس نے صرف اولاد کے لیے میری محبت کو میرے منہ پر طمانچے کی طرح دے مارا" جیک زخمی مسکراہٹ لیے مسکرایا۔

"اور آج اس نے طلاق۔۔" جیک سے تکلیف کے باعث جملا بھی مکمل نا ہو سکا جیک نے پھر عائشہ کو دیکھتے جو اب بھی فرش پر اسی طرح پڑی تھی اس کا بازو تھامتے اسے جھٹکے سے اٹھا کر اپنے سامنے کھڑا کیا تو عائشہ نم آنکھوں سے جیک کو دیکھنے لگی۔

"جس اولاد کے لیے اس نے مجھے خود سے دور تک کرنے کا سوچا مجھے اب نا وہ اولاد چاہیے نا یہ عورت جس سے کبھی میں نے ٹوٹ کر محبت کی تھی جس پر میں نے اپنی جان تک نچھاور کردی "جیک نے ایک ایک لفظ چبا کر عائشہ کی آنسوؤں سے لبریز آنکھوں میں دیکھتے کہا تو عائشہ کو جیسے وہ الفاظ سنتے اپنے پیروں سے جان جاتی محسوس ہوئی۔

" اسے طلاق چاہیے مجھ سے تو پھر یہی سہی ۔۔"جیک نے عائشہ کو یک دم پیچھے جھٹکا تو ڈیول یک دم آگے ہوا۔

"جیک "ڈیول دھاڑا تو جیک نے بھی ایک ہاتھ نیچے زمین کی طرف کرتے اپنے بھائی کی عقیدت میں ہاتھ سے نا اشارہ کیا اور نفی میں سر ہلانے لگا۔

"بھائی آپ کو۔۔اپ کو میری قسم بیچ میں مت آئیں گا "جیک نے نظریں جھکائے

ڈیول کو قسم دی تو ڈیول لب بھینچے اپنے ہمیشہ خوش باش رہنے والے جیک کو دیکھتا افسوس سے آنکھیں میچ گیا جیک اپنی محبت میں کس قدر پاگل اور جنونی تھا آج سب کے سامنے عیاں ہوا ابھی کچھ دیر پہلے عائشہ کے طلاق کے الفاظ کا گلا گھونٹا تھا اور اب خود اس پر عمل کرنے جا رہا تھا آیت نے نم آنکھوں سے ڈیول کی طرف دیکھا جس کا خود چہرے ضبط غصّے سے سرخ پڑ رہا تھا ڈیول کو یہ گوارا نہیں تھا کہ جیک عائشہ کو طلاق دے وہ مہک کی طرح عائشہ کو بھی اپنی بہن ماننے لگا تھا جبکہ دلکش تو یہ بات سنتے یک دم لڑکھڑائی تھی جسے ماہر نے بہت دھیان سے اپنے بازوؤں کے حصار میں لیتے تھاما تو مہک نے بھی دونوں ہاتھ یک دم یہ بات سنتے اپنے منہ پر رکھے جب ہشام نے بھی جیک کی حالت سے نظریں چراتے اپنی بیوی کے گرد حصار بنایا ہوتے بیلس پر تو جیسے قیامت ٹوٹنے والی تھی عائشہ کی ایک احساس محرومی نے سب لوگوں کو دکھی اور غم زدہ کر دیا تھا۔

"میں ارسلان میر اپنے پورے ہوش و حواس میں تمہیں۔۔۔" جیک پھر تنی رگوں اور

پھولے تنفس سے ایک ایک لفظ چبا کر بولنے لگا تو جیسے عائشہ کا دل یک دم دھڑکنا بند ہوا جیک باقی کے الفاظ منہ سے نکالتا کہ عائشہ زمین بوس ہوئی تو جیک بے جان آنکھوں سے فرش پر پڑے اس وجود کو دیکھنے لگا جیک کی یک دم سانسیں تھمیں اور جس کو سزا دینے والا تھا اس عورت کے وجود کے پاس جلد پہنچتے اسے اپنی باہوں میں بھرتا اپنے اور عائشہ کے کمرے کی طرف قدم بڑھا گیا ڈیول نے جلدی داہم کو کال کی جو جلد از جلد پیلس پہنچا۔

داہم اور ایک لیڈی ڈاکٹر عائشہ کا چیک اپ کرتے جا چکے تھے تو ہشام نے داہم کو ساری بات بتائی جسے سنتے داہم نے جیک کو یہی مشورہ دیا کہ تم بس عائشہ بھابھی کا خیال رکھو انھیں کیر کی ضرورت ہے جس پر جیک نے تلخ سی مسکراہٹ داہم کو دی ڈیول نے سب کو ہی عائشہ اور جیک دونوں سے ہی بات کرنے سے منع کر دیا تھا وجہ یہی تھی جب یہ لوگ اپنی زندگیوں کے بڑے بڑے فیصلے خود کر سکتے ہیں تو خود کو سنبھال بھی سکتے ہیں ڈیول کو عائشہ اور جیک دونوں پر غصہ تھا ایک نے اللہ کی

رحمت سے نا امیدی دیکھائی تھی تو دوسرے نے محبت میں اپنا ہر لحاظ بھولا دیا تھا اور دونوں کا یہی حل تھا کہ ان دونوں کو ان کے حال پر چھوڑ کر ہر فیصلے کے لیے آزاد چھوڑ دیا جائے ڈیول کے اس فیصلے پر جیک خاموش رہا کیونکہ وہ جانتا تھا ڈیول کو کہ یہ تو ڈیول بہت کم سزا دے رہا تھا اگر جیک عائشہ کو طلاق دے دیتا تو ڈیول جیک سے بھی ہر رشتہ ناطہ ختم کر لیتا اور جیک بھی کہاں عائشہ کو طلاق دے رہا تھا وہ غصّے میں ضرور تھا مگر بے قابو نہیں وہ بس عائشہ کو آزمانہ چاہتا تھا آخری دفعہ کے شاید وہ خود اسے روک دے اور اپنی بچکانا سوچ اور حرکت کے لیے جیک سے معافی مانگ لے اپنے رشتے کو طاق پر نا لٹکائے مگر وہ تو اس وقت بھی کچھ نا بولی جب جیک اس رشتہ ختم کرنے کی بات کر رہا تھا کرتی بھی کیوں وہ تو خود جیک سے طلاق چاہتی تھی جیک کی بدگمانیاں عائشہ کے لیے مزید بڑھ گئیں اور اب وہ عائشہ کو کسی صورت معاف کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔۔۔

رات کے پتا نہیں کس پہر عائشہ کی آنکھ کھلی تو پہلے چھت کو چکراتے سر کے ساتھ

دیکھنے لگی پھر کسی کی تلاش میں ادھر ادھر نظریں دوڑائیں تو جیک کھڑکی کے پاس کھڑا شاید سموکنگ کر رہا تھا عائشہ کی آنکھوں سے پھر زاروقطار آنسو بہہ کر تکیے میں جذب ہوئے اپنی آنکھوں کو رگڑ کر صاف کرتی عائشہ خود کو سہارا دیتی اٹھی اور جیک کے پاس چھوٹے چھوٹے قدم لیتی اس کی پشت پر سر ٹکا گئی کیا ہوتا اگر جیک اسے طلاق دے دیتا تو؟؟ عائشہ سوچ کر اندر تک کانپ گئی اپنے پاس عائشہ کی خوشبو اور اس کے نرم وجود کو اپنی پشت پر محسوس کرتے جیک نے سگریٹ گھوما کر ہاتھ میں غصے سے بجھائی ہر اس تکلیف کو نظر انداز کرتے جو اس کے دل میں اس وقت شور کر رہی تھی اور نظریں اب بھی چاند پر مرکوز تھیں۔

"جیک مجھے معاف کر دو۔۔۔" عائشہ اپنے کیے پر شرمندہ تھی وہ تو جیک کو اولاد کی نعمت سے محروم نہیں کرنا چاہتی تھی اس لیے جزبات میں صحیح غلط کو بلائے طاق رکھتے اپنی بات پر آڑی رہی لیکن جیک کے غصے اور اس کے باتوں اور ان کے مطلب کو سمجھتی اپنی عقل پر ماتم کر رہی تھی اللہ نے اسے کتنا اچھا اسے خوش

رکھنے والا پرواہ کرنے والا جان نچھاور کرنے والا شوہر دیا تھا اور وہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہوتی اس کا دل بری طرح دکھا گئی تھی اصل جان تو جب نکلی تھی جب جیک اسے طلاق دینے لگا تھا عائشہ کا وجود وہ لمحہ یاد کرتا اب بھی لرز اٹھا تھا جبکہ جیک بت بنے چاند کو دیکھ رہا تھا۔

"جیک پلیز مجھے معاف کردو۔۔" عائشہ جیک کو خاموش پاتی دوبارہ کہنے کی کوشش کرنے لگی جب جیک نے اپنی ہتھیلی پر بجھی سگریٹ وہیں پھینکتے جھٹکے سے مڑتے عائشہ کے بازو کو پکڑا جیک کی گرفت اتنی تیز تھی کہ عائشہ کو جیک کی انگلیاں اپنے بازو میں پیوست ہوتی محسوس ہوئیں۔

"تم سمجھتی کیا ہو خود کو جب چاہا قریب آگئی جب چاہا دور کرنے کا اعلان کردیا" جیک عائشہ کی حالت کو اگنور کرتا عائشہ کے چہرے پر دبا دبا سا غرایا تو عائشہ کی سسکیاں بندھنا شروع ہوگئیں عائشہ جیک کی آنکھوں میں اپنے لیے غصّہ صاف دیکھ سکتی تھی اس کی آنکھیں آخری درجہ تک سرخ تھیں۔

"جیک۔۔" عائشہ نے نم آنکھوں سے تکلیف سے جیک کو پکارا۔

"تمہاری وجہ سے میں اتنا بے قابو ہوا غصّے میں کہ میرا بھائی (ڈیول) مجھ سے بات نہیں کرنا چاہتا جسے میں نے کبھی ناراض نہیں کیا وہ آج ناراض ہے مجھ سے اور تم یہ دو آنسو بہا کر میری محبت کی تزلیل کا کفارہ ادا کر سکتی ہو اس رشتے کی بے قدری کا مداعوہ کر سکتی ہو ۔۔واقعی؟؟" جیک نے زہر خند لہجے میں عائشہ کو باور کروایا جس سے عائشہ کے آنسوؤں میں مزید روانگی پیدا ہوئی عائشہ کے آنسو جیک کو تکلیف میں بتلا کرنے لگے جیک کو اب اپنی تکلیف پر بھی غصّہ آنے لگا تو یک دم عائشہ کا ہاتھ جھٹک گیا غصے کو قابو کرنے کے لیے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا۔

"جیک میں دوبارہ ایسا کچھ نہیں بولوگی" عائشہ جیک کے ہاتھ جھٹکنے پر تڑپ کر اس کے قریب ہوتی سینے میں منہ چھپا کر بولی تو جیک جو بالوں میں انگلیاں چلائے خود کو پرسکون کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ عائشہ کے سینے سے لگنے پر ساکت ہوا لیکن عائشہ لی بات سنتے پل میں اسے پھر اپنے سے دور جھٹک گیا۔

"اور جو تم بول چکی ہو اس کا کیا؟؟" جیک اس دفعہ پوری قوت سے دھاڑا اس کا غصہ لسی صورت کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

"تم نے مجھے زخم نہیں ناسور دیا ہے میں اب تمہاری شکل تک دیکھنا نہیں چاہتا تمہیں طلاق دے دینا چاہتا ہوں مگر اپنوں سے دور نہیں ہونا چاہتا اس لیے خاموش ہوگیا ہوں۔۔۔" جیک نے زہر خند لہجے میں عائشہ کو تکلیف دینے کے لیے جھوٹ بولتے عائشہ کو بے جان کردیا عائشہ نے آنسوؤں سے لبریز پلکیں اٹھا کر اس دشمن جان کو دیکھا جو آج اپنے الفاظ سے اسے بے جان کرنے کے درپہ تھا۔

"تم مجھے تکلیف دے رہے ہو" عائشہ نے ہمت سے جیک سے شکایت کی جیک اس عورت کو دیکھ کر رہ گیا جو اسے تکلیف دینے کے بعد خود پتا نہیں اس سے پھولوں کی توقع کر رہی تھی کتنی بے حس تھی یہ عورت اسے اپنے لفظوں رویوں سے زخمی کر کے اپنی زرہ سی تکلیف کی شکایت کر رہی تھی۔

"آہ۔۔ اب بھی اپنی تکلیف۔۔" جیک زخمی سا مسکراتا ہوا بولا تو عائشہ کو مزید شرمندگی ہوئی۔

"تمہیں پتا ہے میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی کیا ہے؟؟" جیک نے عائشہ سے دو قدم کے فاصلے پر مسکراتے ہوئے سوال کیا۔

"تم ۔۔ تم ہو میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی ۔۔ اور غلطی اس قدر سنگین ہے کہ اسے سدھار بھی نہیں سکتا" جیک نے کہا تو عائشہ بس جیک کو دیکھنے لگی جو اسے آج اپنے جان نچھاور کرنے والے شوہر سے حد درجہ مختلف لگا۔

"لیکن فکر مت کرو ۔۔ تم میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتی میں بھی تمہارے ساتھ نہیں رہنا چاہتا اور اسی لیے ۔۔" جیک یک دم دو قدم آگے لیتے ہوئے عائشہ کے بلکل قریب کھڑا ہوا اتنا قریب کے اس کی سانسوں کی تپش عائشہ کو اپنے چہرے پر محسوس ہوئی عائشہ دل تھام کر ماعوف دماغ سے اس کی بات سننے لگی کہ جیک اب کیا کرنے والا ہے۔

"میں امریکہ جا رہا ہوں ہمیشہ کے لیے" جیک نے کہا اور عائشہ کے چہرے کے ایک ایک نقش کو ذہن نشین کرتا الٹے قدم لیتا کمرے سے باہر نکل گیا عائشہ جیک کے لفظوں پر ساکت سی کھڑی رہی اور پھر جیسے یک دم ڈھ کر زمین پر گری کیا کر لیا تھا اس نے اپنی خوش حال زندگی کو اپنے ہی ہاتھوں سے آگ لگا دی تھی اب وہ کیا کرے گی ؟؟ جیک کا غصہ اس کی ناراضگی کیسے ختم کرے گی ؟؟ وہ تو اس سے دور جا رہا

تھا۔۔ عائشہ سر تھام کر روتی سسکتی اپنی ہی سوچوں میں گم ہو چکی تھی اس میں اتنی بھی ہمت نہیں تھی کہ وہ کھڑی ہو کر اپنے روٹھے شوہر کے پیچھے جا سکے اسے روک سکے وہ خود نڈھال سی ہوتی صوفے سے ٹیک لگائے بے آواز آنسو بہاتی رہی جبکہ جیک گیسٹ روم میں جاتا فریش ہوتا باہر آیا جہاں ایک ملازم اس کا بیگ لیے کھڑا تھا جیک نے نظر اپنے کمرے کی طرف دوڑائی شاید کوئی آس سے کہ وہ روک لے یا شاید اب بھی اس کی چاہت تھی لیکن کئی لمحے وہاں ٹھہرنے کے بعد جب وہ ظالم جان کے نا آنے کا یقین ہو گیا جیک قدم اٹھاتا اپنی منزل کی طرف نکل گیا پیلس سے بہت دور جہاں امریکہ کی سرزمین اپنے باشندے کا انتظار کر رہی تھی۔

صبح عائشہ کی آنکھ کھلی تو خود کو کل رات والی پوزیشن میں صوفے سے ٹیک لگائے سوتا پایا رات بھر رونے کے باعث سوجھی آنکھوں سے کمرے کا جائزہ لیا پھر فوراً اپنی جگہ سے اٹھتی اپنی بے ترتیب حلیے کو ترتیب دینے کے لیے فریش ہونے ڈریسنگ میں چلی گئی کچھ دیر بعد فریش سی ہوتی عائشہ باہر قدم بڑھا گئی جہاں ڈائننگ ٹیبل پر سب ہی ناشتہ کرنے میں مصروف تھے تو جیک کی تلاش میں نظریں دوڑائی تھی مگر عائشہ کو مایوسی ہی ملی شاید آفس چلا گیا ہو گا۔۔ عائشہ نے خود کو تسلی دی۔۔

سب نے ایک نظر عائشہ کو دیکھتے ڈیول کو دیکھا اور پھر اپنے ناشتے میں مصروف ہو گئے جبکہ آیت ڈیول کو آس بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی کہ وہ اس کی جان سے عزیز دوست کو مخاطب کرے اور سب کو ہی اس سے بات کرنے کی اجازت دے۔

"بیٹھو ناشتہ کرو" عائشہ کو بت بنے دیکھ ڈیول نے آیت کو دیکھتے اور اس کی نظروں کا مفہوم سمجھتے ناشتہ کرواتے کہا تو سب نے ہی عائشہ کو دیکھا اور پھر ڈیول کو کل ڈیول کا حکم سنتے ہی سب نے اب عائشہ کو مخاطب نہیں کر رہے تھے ڈیول کی بات سنتے عائشہ سر جھکائے اپنی نشست سنبھال گئی تو آیت نے مسکراتے اپنے زین کو دیکھا۔

"آئی ایم سوری زین بھائی" عائشہ نے سر جھکائے ڈیول سے معافی مانگی تو ڈیول آیت کے منہ میں سیب کا ٹکڑا فورک کی مدد سے ڈالتے ہوئے عائشہ کے جھکے سر کو دیکھنے لگا۔

"تم بے اولاد ہو عائشہ؟؟" ڈیول نے عائشہ کو دیکھتے سوال کیا اس قدر غیر متوقع سوال

لہ سب نے ہی ڈیول کو دیکھا تھا اور عائشہ بھی سر جھکائے آنسو بہاتی اس جملے کو سن کر ڈیول کو دیکھنے لگی۔

"زین بھائی۔۔" عائشہ کے الفاظ لڑکھڑائے۔

"میں پوچھ رہا ہوں تم بے اولاد ہو؟؟ تمہیں ضیغم ،ضیام اور حمامہ نظر نہیں آتے اپنی اولاد کی صورت میں؟؟ یا پھر وہ تمہاری اولاد کہلانے کے لائق نہیں۔۔" ڈیول نے عائشہ سے کہا سب ہی عائشہ اور ڈیول کی طرف متوجہ تھے سب ہی سمجھ رہے تھے ڈیول عائشہ کو کیا سمجھنا چاہتا تھا اور عائشہ بھی جسے اپنی غلط باتوں اور رویے کا احساس کل ہی ہو چکا تھا۔

"زین بھائی آپ۔۔ آپ سب مجھے معاف کر دیں میں شرمندہ ہو۔۔ ضیغم، ضیام اور حمامہ مجھے میری جان سے زیادہ عزیز ہیں۔۔ اپ لوگ پلیز مجھے معاف کر دیں" عائشہ نے آنسوؤں سے تر چہرے سے کہا تو ڈیول نے ایک لمبی سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد کی اور عائشہ کی بچوں کے لیے محبت پر سب ہی مسکرائے۔

"ہم تمہیں معاف کر سکتے ہیں اور کر بھی چکے ہیں کیونکہ ہم سب تمہارے درد اور

تکلیف کو سمجھتے ہیں مگر جس کی درد اور تکلیف کو تمہیں سمجھنا چاہیے تم کیا اس سے معافی مانگ چکی ہو ؟؟ جو تمہاری دی گئی تکلیف میں جل رہا ہے" ڈیول نے کہا تو عائشہ نے اپنے آنسو صاف کرتے سر مزید جھکا یا۔

"بھائی وہ مجھے معاف نہیں کر رہا ۔۔ وہ مجھے چھوڑ کر امریکہ جانا چاہتا ہے ہمیشہ کے لیے" عائشہ نے آنسوؤں کے ریلے کو گلے میں پیتے کہا تو مہک ،دلکش اور آیت نے اپنے شوہروں کو دیکھا جن کی شکل دیکھ کر انھیں یقین تھا کہ وہ جیک کی امریکہ جانے والی بات سے واقف تھے۔

"تمہاری دی گئی تکلیف کا ازالہ اتنی جلدی ممکن نہیں عائشہ تم نے اس کی محبت کی تزلیل کی ہے وہ پل میں تمہیں معاف نہیں کر سکتا جس نے تم پر آج تک اونچی آواز نہیں کی تمہیں ناراض تک نہیں کیا تمہیں خود کے وجود سے پہلے رکھا اب اگر وہ تمہاری دی گئی تکلیف پر ناراض ہے تو اس کی ناراضگی شدت تو اختیار کرے گی اور وقت بھی میسر ہوگا اس میں ۔۔۔میں تمہیں یہ سب اس لیے سمجھا رہا ہوں کہ تم اسے وقت دو کیونکہ وہ امریکہ جا چکا ہے اسے تنہائی کی ضرورت ہے اس کا غصے اور ناراضگی کو کم

ہونے کے لیے تھوڑا وقت دو اسے" ڈیول نے کہا تو عائشہ نے بے یقینی سے ڈیول کو دیکھا جیک امریکہ جا چکا تھا مگر کب؟؟ عائشہ کے چہرے پر سوال کو ڈیول نے پڑھا۔

"جیک نے مجھ سے اجازت لی تھی اور معافی بھی مانگی تھی جس آدمی نے آج تک کسی کو ناراض نہیں کیا صرف تم پر غصّے ناراضگی کی وجہ سے سب سے شرمندہ ہو کر رہ گیا میں نے معاف کردیا اسے کیونکہ اس کی غلطی تھی ہی نہیں اتنا ریکشن اس کا بنتا تھا اور جانے دیا کیونکہ اسے اس سب کو بھولانے کے لیے وقت بھی چاہیے تھا۔۔۔مگر میں تم سے یہی کہو گا تم اللہ کی رحمت سے نا امید مت ہو اس کے ہر کام میں مصلحت ہوتی ہے تو اپنا خیال رکھو اور اپنے شوہر کی قدر کرو اور اب اس کی ناراضگی ختم ہونے کا انتظار" ڈیول نے کہا تو عائشہ نے ڈیول کی ہر بات کو سمجھتے سر اثبات میں ہلایا تو آیت کے کہنے پر ناشتہ شروع کر گئی اب اسے اپنے شوہر کا انتظار کرنا تھا شاید اور اسے منانے کی کوشش۔

جیک کی ناراضگی اور امریکہ جانے کی بات خانزادوں ، یوسفزئی اور ان کی بیگمات کو بھی معلوم ہو چکی تھی اور سب ہی جیک کے اچانک امریکہ جانے پر جیک سے ویڈیو

کال پر ناراضگی کا اظہار بھی کر چکے تھے جسے جیک نے بہت شائستگی سے دور کیا تھا لیکن عائشہ کی حمایت میں کی گئی بات پر جیک نے ان سے بھی معزرت کرلی توپیلس میں بھی سب نے وقفے وقفے سے جیک کو کال کرتے خیریت دریافت کی تھی کیونکہ ڈیول نے جیک کو معاف کردیا تھا تو سب سے بات کرنے کی پابندی بھی خود ہی ہٹ چکی تھی کالز اور میسجس تو عائشہ نے بھی کیے تھے جنہیں جیک نے اگنور کرتے عائشہ کے نمبر کو بلاک کردیا تھا عائشہ اپنے کیے پر اب بہت نادام تھی دن گزرتے گئے اور تقریباً ایک ماہ یوں ہی گزر گیا تو آیت نے ڈیول سے عائشہ کو بھی امریکہ بھجوانے کی بات کی جو اپنے شوہر کی ناراضگی ختم ہونے کا انتظار راتوں کو جاگ کر آنسوؤں کے ساتھ کر رہی تھی تو جیک اس ناراضگی میں خود کی زات کو بھی بھلائے مافیا گینگ اور فوڈچین کے کاموں میں اس قدر مگن ہو چکا تھا کہ اس کے پاس ایک لمحے کی بھی فرصت نہیں تھی مگر وہ بھی اپنی محبت کو یاد کرتے راتوں کو آگ کی تپش پر گزارتا تھا وہ دونوں ہی محبت میں جل رہے تھے ایک محبت کرکے تو ایک محبت کے انتظار میں عائشہ کو جیک کے پاس منانے کے لیے امریکہ جانے والے آیت کے پلان پر ڈیول نے منع کرتے کہا تھا اسے وقت دو جب مجھے لگے گا کہ وہ اب

عائشہ کی بات سننے کو یا ماننے کو تیار ہے تو میں خود عائشہ کو امریکہ چھوڑ کر آؤ گا اور آیت کو بھی ڈیول کی بات صحیح لگی تو وہ بھی چپ ہو گئی پیلس کے لوگ ایک اور ننھے مہمان کے آنے کی خوشی میں اور انتظار میں دن گن گن کر گزار رہے تھے تو ماہر اپنی اولاد کو باہوں میں بھرنے کے لیے بے چین تو دلکش دن رات ماہر سے کہا کرتی تھی کہ اسے بیٹا چاہیے جو بلکل ماہر جیسا ہو تو ماہر مسکرا دیتا اور کہتا تھا کہ بیٹا بھی ٹھیک ہے مگر آنکھیں تمہاری جیسی ہو کہ جب تم میری نظروں سے اوجھل ہو تو میں ان میں دیکھ کر اپنی بیوی کو یاد کر سکو۔۔ماہر اور دلکش کی زندگی بہترین طور پر مکمل ہو چکی تھی کیونکہ دن رفتار پکڑے سیکنڈوں کی طرح گزر رہے تھے تو نو ماہ بھی رفتار پکڑتے گزر گئے پھر ایک وہ بھی دن آیا جب خانزادہ ہاسپٹل میں داہم مٹرنٹی وارڈ کے باہر چکر کاٹ رہا تھا تو ڈیول ،ماہر ، دلشاد اور نوریز اسے گھن چکر بنے گھور رہے تھے باپ ماہر بننے والا تھا اور ٹیشن چھوٹے خانزادہ کو تھی اور ٹیشن بھی عجیب و غریب ۔۔

"باپ میں بن رہا ہوں گھنٹا گھر یہ بنا ہوا ہے" ماہر نے داہم کو گھورتے کہا۔

"تو میں بھی تو بن رہا ہوں" داہم نے الٹا ماہر کو گھور کر کہا تو سب کے ماتھے پر بل پڑے۔

"کیا؟؟" سب نے یک زبان پوچھا تو داہم تو ان کی دھاڑ جیسی آواز پر دل تھام کر رہ لیا۔

"سسر" داہم نے کہا تو داہم کی بات پر سب نے پہلے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر داہم کو جو ان سب کو ہی دیکھ رہا تھا پھر سب کا زوردار قہقہہ کوریڈور میں گونجا تو ماہر کو یاد آیا ضیغم اور ضیام کی پیدائش پر اس نے داہم سے آپس میں سمدھی بننے کا ہی تو کہا تھا ماہر بے ساختہ مسکرایا تو سب کے قہقہے پر داہم کے ماتھے پر بل پڑے تو ہیڈ نرس بھی وہاں شور کی آواز سن کر پہنچتی اپنی ناک پر چشمہ سیدھا کرتی پہلے سب مرد حضرات کو اور پھر داہم کو گھورنے لگی۔

"ڈاکٹر داہم ۔۔" نرس نے کہتے سب کو ہی اپنی طرف متوجہ کیا تو داہم نے نرس کو دیکھتے معزرت کی اور سب کو گھورنے لگا جو نرس کے آتے ہی انجان بن چکے تھے ۔

"کیوں گلا پھاڑ کر ہنس رہیں ہیں آپ سب میری عزت دو کوڑی کی نہیں چھوڑنی آپ لوگوں نے ایسا بھی کیا کہ دیا میں نے" داہم جل کر سب سے گویا ہوا ۔

"بیٹا تیرے تو باپ بننے کے چانس نہیں دیکھ رہے ہمیں چلا ہے تو سسر بننے" نوریز نے پھر قہقہہ ضبط کرتے کہا تو داہم بہت غور سے نوریز کو دیکھنے لگا اور پھر سنجیدگی سے مسکرایا جو خطرے کی علامت تھی ۔

"میں تو ابھی تک چلو باپ نہیں بنا تو بن گیا نا اور دوبارہ بھی بن سکتا ہے ۔۔۔ کیا ہوا میرا چیتا اپنا بہن یا بھائی لانے نہیں دے رہا تجھے" داہم نے نوریز کو دیکھتے جلا دینے

والی مسکراہٹ لیے کہا تو نوریز اس کے انداز پر بل کھا کر رہ گیا تو سب نے ہی نوریز کو سوالیہ نظروں سے دیکھا اور داہم کے چہرے پر پھیلی مسکراہٹ دیکھتے تجسس میں پڑے۔

"یہ کمینہ میرے کمینے کو پتا نہیں کیا کیا سکھاتا ہے وہ چار ماہ سے مجھے میری بیوی سے دور رکھے ہوئے ہے۔۔ اسے پتا نہیں گھیری نیند میں بھی کیسے پتا چل جاتا ہے کہ میں نمل کے ساتھ وقت گزارنے لگا ہوں تو باجا شروع کر دیتا ہے اور تم سب بھی غور کرو اپنے بچوں اور گھریلو زندگیوں پر کہی جو ظلم میرے ساتھ ہو رہا ہے وہ تم لوگوں کے ساتھ بھی تو نہیں اور اگر ہاں تو یہ ہی کمینہ ہے جو خود تو باپ نہیں بن رہا اور ہمیں دوبارہ نہیں بننے دے رہا اس نے ہمارے رومینس پر پابندی لگوائی ہے اپنے گینگ کے ٹیڈوں سے "نوریز نے داہم کو گھورتے بے بسی سے سب کی سوالیہ نظروں کا جواب دیتے کم اور دہائی دیتے زیادہ کہا بے بس ہونے کے علاوہ وہ کیا ہی کر سکتا تھا وہ ایک شریف آدمی تھا اور بیوی اس کی تہجد گزار جس کا پیدائشی غنڈہ بیٹا نو ماہ کی عمر

سے ہاتھ کا اشارہ کرتے اپنے باپ کو غرا کر کہتا تھا میری ماں کے پاس آؤ بتاتا ہوں آپ کو۔۔ وہ بھی صرف اپنے چاچا داہم وہاب خانزادہ کے سکھانے پر اور یہ شک بھی نوریز کو داہم کے موقع ملنے پر ہر وقت نوفل کے ساتھ رہنے پر ہوا جو صحیح بھی جلد ثابت ہوا سب نے بے یقینی سے داہم کو دیکھا ان پر تو اب یہ راز فاش ہوا تھا تو دلشاد کو بھی یاد آیا دایان کچھ دنوں سے یہی کر رہا تھا تو ڈیول کو تو یاد بھی نہیں ضیغم اور ضیام نے کب اسے اپنی کوئین کے پاس آخری دفعہ سونے دیا تھا (حالانکہ ضیام کی بھی اب داہم سے بننے لگی تھی) تو ہشام کی آنکھیں حیرت سے پھیلی اس داہم کے بچے نے اس کی بیٹی کو بھی نہیں چھوڑا اب یاد آیا حمامہ کچھ دنوں سے کاٹ میں کیوں نہیں سو رہی تھی ان سب کو داہم سے اپنے بچوں کو دور رکھنے کی ضرورت یک دم محسوس ہوئی جو انسان ان کے چند ماہ کے بچوں کو سکھا سکتا ہے وہ دنیا میں اور خاص کر ان کی ہنستی بستی خوشحال دنیا میں کس کس طرح آگ لگا سکتا ہے وہ کمینوں کا باپ تھا جو مافیا خاندان کے توپوں ،یوسفزئی کی اولاد اور خانزادے کے سپوت کو اپنے ماں باپ کے درمیاں رومینس نا ہونے دینے کی ٹرینگ بچپن سے دے رہا تھا وہ سب حیرانگی اور صدمے سے داہم کو دیکھ رہے تھے جو مسکرا رہا تھا کہ

اچانک دروازہ کھلا اورڈاکٹر فاطمہ باہر آئیں۔

"ڈاکٹر فاطمہ۔۔میرا داماد ہوا یا بہو" داہم فوراڈاکٹر فاطمہ تک پہنچتا خوشی سے دانتوں کی نمائش کرتا پوچھنے لگاڈاکٹر فاطمہ نے ایک نظر داہم کو دیکھا پھر دلشاد کو اور پھر داہم کو وہ دونوں بھائی واقعی مینٹل کیس تھے جو بچوں کے پیدا ہونے پر یہ پوچھتے تھے داماد ہوا یا بہو افففف یہ خانزادے۔۔ڈاکٹر فاطمہ بس سوچ ہی سکیں۔

"ڈاکٹر فاطمہ کیا ہوا بتائیں" داہم نے بت بنی ڈاکٹر فاطمہ کو بے چینی سے اپنی طرف متوجہ کیا اتنے میں ایک نرس نکلتی ڈاکٹر فاطمہ کے پاس آکر کھڑی ہوئی اورڈاکٹر فاطمہ سے روم شیفٹ کرنے کا کہنے لگی شاید اس روم میں کوئی مسئلہ ہوگیا تھا لائیٹ کا جسے سنتے داہم نے بھی کچھ اور نرسس کو آوازدیتے وہاں بلایا اور ماہر ،دلشاد، ڈیول اور نوریز کو دوسری سائیڈ کوریڈور میں یا اس کے آفس میں جاکر انتظار کرنے کا کہا تو داہم بھی ایک ایمرجنسی کیس کے کی آمد پر وہاں سے واک آؤٹ کرگیا جبکہ داہم کے

آفس میں موجود ہالے، عنایہ، نمل، مہک اور آیت اپنے شوہروں کا ویٹ کرنے لگی جو ان کو خوشخبری دینے کے لیے یہاں آنے والے تھے وہاں آتے جاتے لوگوں اور زیادہ ممبرز کی وجہ سے داہم نے ان سب کو اپنے آفس میں انتظار کرنے کا کہا تھا جبکہ پندرہ ماہ کا ضیغم جو چلنا تو سیکھ گیا تھا اپنے چاچا سسر کی چیئر پر بیٹھا سنجیدگی سے جھول رہا تھا تو ضیام داہم کی فائلز پر چڑھ کر کود رہا تھا جسے سنبھالتے آیت خاصی پریشان تھی ضیغم کسی کو بھی پریشان نہیں کرتا تھا جبکہ ضیام تو وہ کون تھا جسے وہ پریشان نا کرتا ہو یہ بولنا بہتر تھا اس کے بارے میں ۔۔تو چودہ ماہ کا دآیان اور تیرہ ماہ کا نوفل ان دونوں بھائیوں کو دیکھتے منہ کے زاویے بگاڑ رہے تھے جو ان کے ہر دل عزیز چاچو جان کی چیزوں پر حق جمار ہے تھے تو نو ماہ کی حمامہ مزے سے نمل کی گود میں بیٹھی چوکلیٹ کھا لم منہ پر فیس پیک زیادہ بنا رہی تھی ۔

"نیتے اترو میلے تاتو تی تیر تھے (نیچے اترو میرے چاچو کی چیر سے)" دآیان نے دونوں چھوٹے چھوٹے گول مٹول ہاتھ کمر پر ٹکاتے ضیغم سے ہٹکتے ہوئے کہا جو خود پیارا سا لولو مولو بچہ تھا اور تو نوفل نے ضیام کو اپنے چھوٹے ہاتھوں سے روکتے چھوٹے ہاتھوں سے فائل اٹھا کر اپنی آیت ممانی کو دی ضیام کو بس مارنے ہی والی تھی

ضیام کو گھورتے نوفل کو پیار کرتے آیت نے فائل اٹھا کر ٹیبل پر رکھی ان سب کو ہی ابھی صحیح سے بولنا نہیں آتا تھا اور اتا بھی کیسے ابھی تو بولنے میں ان کے وقت درکار تھا لیکن ہر بات سمجھنے میں سب سے آگے تھے سب کے سب یہاں تک کے حمامہ بھی اور اگر بات داہم کی ہو تو وہ پانچوں کچھ بھی کرنے کو تیار تھے اس بات کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا تھا کہ وہ لوگ اپنی کینڈیز، چاکلیٹز تک بھی صرف داہم سے ہی شئیر کر لیا کرتے تھے جبکہ دآیان کی بات سنتے ضیغم نے سب کو ایک نظر دیکھتے خود پر کسی کی نظر نا پاتے دآیان کو آنکھیں گھومائی جیسے کہ رہا ہو نہیں اتر رہا بولتے رہو۔۔ جس پر دآیان بل کھا کر رہ گیا ضیغم سب کی نظر میں انتہائی سنجیدہ شریف بچا تھا جو ضیام اور حمامہ کا اتنی سی عمر میں خیال بھی رکھنے کی کوشش کرتا تھا مگر نوفل اور دآیان ہی جانتے تھے کہ وہ کتنا بڑا کمینہ تھا جو سب کی نظروں میں اچھا بنتے ہی ان دونوں سے خوب بدلے لیتا تھا تو ضیام نوفل اور دآیان دونوں کے ساتھ ہی مست کھیلتا تھا جبکہ حمامہ کو اپنے دآیان بھیا تو پسند تھے مگر نوفل نہیں نوفل اسے ٹچ بھی کر لے تو ایسا گلا پھاڑ کر روتی تھی کہ اللہ کی پناہ اور اگر اس کا رونا ضیغم سن لے تو نوفل پھر تو گیا نوفل کو وہ پٹھانی گڑیا بہت پسند تھی لیکن اس کی حرکتوں سے سخت چیڑ تھی

جو نوفل کی چاکلیٹ کھا کر بھی نوفل کو کس نہیں دیتی تھی تو اپنے بھائیوں کو تو روز ہی کس کرنا نہیں بھولتی تھی ضیام نوفل کو گھور رہا تھا جو اس کی پٹھانی گڑیا کے چہرے سے اپنے گولو مولو ہاتھوں سے اس کا چہرہ صاف کرنے لگا تھا تو حمامہ رونے۔

"میلی بہن تھے دور ہو دودفدی (میری بہن سے دور ہو یوسفزئی)" ضیغم اور ضیام حمامہ کے چیخنے پر یک دم بولے تو تمام خواتین نے انھیں دیکھا جبکہ نمل نے تو اپنے غنڈے مگر معصوم دیکھنے والے بیٹے کو گھورا نوفل اتنا بھی شریف نہیں تھا جتنا نظر آرہا تھا وہ حمامہ کے پاس جاتے اس کے گالوں کو صاف کرتے کرتے کھینچ رہا تھا کیونکہ حمامہ جو چاکلیٹ کھا رہی تھی وہ یوسفزئی کی ہی تو تھی جس کو نوفل نے اس شرط پر ہی دیا تھا کہ وہ اسے کس دے گی مگر معصوم سی مہک کی چالاک بیٹی تھی وہ اپنی بات سے مکرنا اسے نو ماہ کی عمر میں ہی آتا تھا اور نوفل بھی بدلہ لینے کے لیے اس کے گالوں کو کھینچنے لگا جسے ضیام اور ضیغم نے بہت غصے سے دیکھا تو نمل تو نوفل کو لگانے ہی والی تھی کہ مہک نے فورا اسے گود میں اٹھایا جو روہانسا ہونے لگا تھا اور چاٹا چٹ پیار سے گال چوم گئی جس سے نوفل کو سکون ملا مہک نے اپنی بیٹی کو گھورا جو ایسے گلا پھاڑ کر چیخ رہی تھی جیسے پتا نہیں کیا ہوگیا حالانکہ مہک نے دیکھا تھا نوفل

بہت آرام سے اس کے گال کھینچ رہا تھا جبکہ ضیغم جو حمامہ کے پہنچنے پر چیئر سے خود سکرول کرتا احتیاط سے اترا تھا اس کے اترتے ہی دآیان نے اپنے چاچو کی چئیر پر باہیں پھیلا دیں کہ اب کیسے بیٹھے گا۔۔ ان کی شراتیں بڑھتیں کہ دروازہ کھولے ڈیول اندر داخل ہوا اور سب کو ہی دلکش کے روم شفٹ کرنے کا بتاتے سب کو لیے روم کے باہر پہنچا دآیان اپنے مافیا سسر کی انگلی تھامے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا چل رہا تھا تو ضیغم اور ضیام اپنی ماں اور نمل کی انگلی تھامے اسے اپنے باپ کی انگلی تھامے دیکھ کر بار بار ناگواری سے آنکھیں گھوما رہے تھے جبکہ نوفل مہک کا ہاتھ تھامے تھا تو حمامہ اب عنایہ کی گود میں تھی جبکہ روم کے باہر پہنچنے پر پھر ایک دفعہ داہم وہاں فرحت سے پہنچتا نرس اور ڈاکٹر فاطمہ کو گھیرے ہوئے تھا۔

"کوئی نہیں جائے گا اندر سب سے پہلے میں ملو گا اپنے داماد سے یا بہو سے۔۔بتائیں ڈاکٹر فاطمہ کیا ہوا ہے؟؟" داہم نے پھر اعلان کرتے بے چینی سے کہا تو سب ہی داہم کو گھورنے لگے جو ماہر کو بھی دلکش سے نہیں ملنے دے رہا تھا اس کا ماننا تھا وہ سب سے پہلے اپنے داماد یا بہو کو دیکھے گا۔

"ڈاکٹر داہم داماد ہوا ہے آپ کے مبارک ہو" ڈاکٹر فاطمہ نے اپنے سینیر اور قابل ڈاکٹر کو دیکھتے شرارت سے کہا تو داہم دونوں ہاتھ دل پر رکھے پیچھے کو ڈھنے لگا جبکہ دلشاد اور ماہر نے تھامتے آگے کو جھٹکا دیا اور اس کی اداکاری پر اسے گھورنے لگے جبکہ بیٹے کا سنتے ماہر نے شکر الحمد اللہ کہا ڈاکٹر دلکش اور بچے کی خیریت کی خبر پہلے ہی انھیں دے چکے تھے۔

"مبارک ہو میں سسر بن گیا مجھ سے کم حسین سمدھی ۔۔۔" داہم نے سب سے پہلے ماہر کے گلے ملتے نہیں بلکہ پڑتے مبارک بات دی اور اسے ماتھے پر کس کر گیا ماہر تو داہم کی حرکت پر شاکٹ ہی رہ گیا تو ڈاکٹر فاطمہ کا تو ہنسی ضبط کرتے چہرہ سرخ ہو گیا۔

" میرا داماد آگیا میں سسر بن گیا بھائی ۔۔۔" داہم نے یک دم پلٹتے دلشاد کے زبردستی گلے لگتے دلشاد کے گال پر زندگی میں پہلی بار کس کرتے کہا تو دلشاد داہم کی حرکت پر صدمے میں جاتے لڑکھڑایا اور یک دم دلشاد کا چہرہ سرخ ہوا ابھی دلشاد کو داہم کے دآیان کو پٹیاں پڑھانے کی خبر لینی تھی اوپر سے اس کے باپ کی آخری اولاد نے سب کے سامنے اس کی عزت پر ہاتھ ڈالا دلشاد کی شکل دیکھتے ڈیول کا چھت پھاڑ

قہقہہ گونجا جبکہ داہم کو پرواہ ہی نہیں تھی وہ دلشاد کو چھوڑتا ڈیول کی طرف قدم بڑھا لیا۔

"میں صدقے جائو اپنے میں سسر بن گیا زین بھائی۔۔" داہم نے ڈیول کے گلے لگتے اپنا ہی صدقہ اتارتے کہا اور باری باری اسے بھی دونوں گالوں پر کس کی لیکن اب ڈیول کو اس کی عادت ہو چکی تھی تو نیور مائینڈ۔۔تو داہم اب نوریز کی طرف لپکا۔

"میں سسر بن گیا میری محبوبہ۔۔" داہم نے نوریز کے گال بھی چومتے کہا تو نوریز کو تو وہاں آکسیجن کی کمی محسوس ہونے لگی جبکہ اب داہم ہالے کی طرف آیا اور اس کا ہاتھ تھامتا اسے گھومانے لگا دلشاد کا چہرہ دیکھتے اور ڈیول کو کس کرتا دیکھ ہالے کو داہم خطرہ محسوس ہوا اس کا کوئی بھروسا نہیں کہی اسے بھی سب کے سامنے کس ہی نا کر دے مگر داہم نے تو اسے موقع ہی نہیں دیا اور گھوماتا گھوماتا اپنی باہوں میں ایک ہاتھ پر گرائے اس کے گال پر سب کے سامنے کس کر ہی گیا ہالے پھٹی پھٹی آنکھوں سے داہم کو دیکھتی شرم سے سرخ ہوئی۔

"میں سسر بن گیا میری جان اور تم ساس" داہم نے ہالے کو سیدھا کرتے کہا تو ہالے

داہم کے پاس سے فورا دور ہوئی جبکہ ہالے کی حالت کو دیکھتے ڈاکٹر فاطمہ اور تمام خواتین نے اپنی ہنسی چھپائی وہ امریکہ اور پاکستان کا جانا مانا ڈاکٹر اور سرجن تھا جو باپ بننے سے پہلے سسر بن گیا تھا اور سسر بننے پر سب کو کس بانٹ رہا تھا بے شرم خانزادہ۔

"بھابھی میں سسر بن گیا" داہم اب ہالے کے کھسکاتے ہی عنایہ کو شانوں سے تھامتا گھمانے لگا دلشاد جلد ہی صدمے سے نکلا اور داہم کو اپنی بیوی سے دور کیا۔

"یہ میری بیوی ہے کمینے" دلشاد کو خطرہ تھا کہی داہم اپنی بھابھی کو بھی۔۔جب کے دلشاد کی بات اور مطلب سمجھتے عنایہ اور داہم نے دلشاد کو گھورا۔

"شکی آدمی" داہم منہ بناتا زور سے کہتا واپس نرس کی طرف آیا آج تو داہم کو اپنے جلالی بھائی سے بھی ڈر نہیں لگ رہا تھا اتنی خوشی تھی سسر بننے کی اسے نرس داہم کے کس سینس دیکھتی داہم کے قریب آنے پر اس سے دو قدم دور ہوئی تو ڈاکٹر فاطمہ نے تو داہم کی طرف سے رخ ہی موڑ لیا۔

"میرا داماد کہاں۔۔" داہم نے منہ کے زاویے بناتے ڈاکٹر فاطمہ اور نرس سے

پوچھنے ہی لگا تھا جنھوں نے مٹرنٹی روم کے ساتھ بیبی کیر روم کی طرف اشارہ کیا جہاں بچوں کو احتیاطی تدابیر کے طور پر سٹیم کے لیے بھیجا جاتا تھا داہم نے ہی نہیں بلکہ ضیغم ،ضیام ،دایان اور نوفل نے بھی اپنے بڑوں کی انگلیاں چھوڑتے داہم کے ساتھ آگے پیچھے اس روم کی طرف دوڑ لگائی تو حمامہ بھی مہک کی گود میں اس طرف جانے کے لیے مچلی جسے ڈیول نے لیتے داہم اور بچوں کے پیچھے اس روم کا رخ کیا تو ماہر بھی اس بلا کو ٹلتے دیکھ فورا دلکش کے روم کے اندر قدم بڑھا گیا۔

دلکش نیم غنودگی میں آنکھیں کھولنے کی کوشش کر رہی تھی جب ماہر نے اندر داخل ہوتے اپنی جان سے زیادہ عزیز بیوی اور اب اس کے بچے کی ماں کو دیکھا جس کا چہرہ آج پہلے سے زیادہ نور لیے چمک رہا تھا ماہر نے دلکش کے قریب بیڈ پر بیٹھتے ہی اس کے ہاتھوں کو تھامتے باری باری اپنے لبوں سے چوما دلکش بے ساختہ مسکرائی پھر ماہر نے آگے جھکتے دلکش کی پیشانی پر لب رکھے۔

"بہت شکریہ میری جان مجھے باپ کے عہدے پر فائز کرنے کے لیے" ماہر کے الفاظ پر دلکش کی مسکراہٹ مزید گھیری ہوئی۔

"میں نے اپنے بیٹے کو نہیں دیکھا کیا آپ نے ہمارے بیٹے کو دیکھا ؟؟" دلکش نے اپنے بیٹے کے بارے میں ماہر سے پوچھا جس پر ماہر نے داہم کو یاد کرتے ایک آہ بھری۔

"نہیں ۔۔ اسے سب سے پہلے اس کا سسر دیکھنے گیا ہے" ماہر نے کہا تو دلکش نے نفی میں سر ہلاتے سر پیچھے کو ڈھایا۔

"چھوٹا خانزادہ ۔۔" دلکش مسکرائی تو ماہر نے بھی قہقہہ لگاتے سر جھٹکا۔

داہم اور سارے بچے آگے پیچھے روم میں پہنچے جہاں ہر طرف ایک دوسرے سے زیادہ فاصلے پر بچے ہی بچے تھے وہاں بیٹھی ہیڈ نرس اور وارڈبوائے نے ڈاکٹر داہم خانزادہ کو دیکھا اور پھر ان کے پیچھے آتے بچوں کو داہم وہاں موجود ہاسپٹل بیبی کاٹس اور بچوں کو دیکھ سخت پریشان ہوا اب کیسے پہچانے گا اپنے داماد کو ۔۔

"ڈاکٹر صاحب میں آپ کی کوئی مدد کر سکتا ہوں" وارڈبوائے اپنے شریر سے ملن سار ڈاکٹر داہم خانزادہ کے قریب آتے مسکراتے ہوئے بولا تو داہم نے نفی میں سر ہلایا اور شکریہ ادا کیا تو وارڈبوائے بھی مسکراتا اپنے کام میں مصروف ہوگیا داہم کو خود

اپنے داماد کو ھوڈھونڈنا تھا یہ داہم کے لیے خود کا دیا ٹاسک تھا پھر داہم نے اپنے ارد گرد اپنی گینگ کے تمام افراد کو دیکھا ضیغم دآیان اور نوفل جو اسے ہی نا سمجھی سے دیکھ رہے تھے مگر ضیام نہیں پھر داہم اپنے کہنیوں کو اپنے گھٹنوں پر اڑساتے ان کے قریب فرش پر تلوں کے بل بیٹھا۔

"آج اپنے استاد کی مدد کرنے کا موقع ملا ہے تم سب چیمپئنز کو۔۔بتاو کرو گے میری مدد؟؟" داہم نے تمام بچوں کو ایک ایک کر کے دیکھتے کہا تو سب نے ہی اپنی چھوٹی گو لو مو لو گردن کو اثبات میں زور و شور سے ہلایا ان کا بس چلتا تو وہ تو اپنی جمع پونجی (چاکلیٹز، کینڈیز) بھی لٹا دیں اپنے ماموں اور چاچو پر پھر مدد کی کیا بات تھی اپنی گینگ کا جوش وخروش دیکھتے داہم مسکرایا۔

"آپ بتائیں ہمیں تیا ترنا ہے چھوٹے سسر جی (آپ بتائیں ہمیں کیا کرنا ہے چھوٹے سسر جی)" یہ ضیغم تھا جو بولا تو داہم مسکرایا وہ دلشاد کے کہنے پر داہم کو اور اسے سسر جی ہی کہتا تھا جبکہ عنایہ کو پرنسس ساسو موم تو ہالے کو چھوٹی ساسو موم ۔

"یس تاتو بتاؤ تیا ترنا ہے (یس چاچو بتائو ہمیں کیا کرنا ہے)" نوفل اور دآیان نے بھی

یک زبان ہو کر کہا تو داہم نے انھیں دیکھتے اب ضیام کو دیکھا جو ایک بیبی گرل کاٹ کر پاس تھوڑے سے فاصلے پر کھڑا اسے چمکتی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا گرل بیبی کاٹ پر پنک ربن جو تھا اور ضیام کو کلرز کے نام پر یہی تو معلوم تھا کہ پنک کلر لڑکیوں کے لیے ہوتا ہے کیونکہ یہ بات اسے نمل (اس کی گرل فرینڈ) نے بتائی تھی داہم ضیام کو دیکھتے بڑبڑایا "ٹھرکی" داہم نے کہا تو سب نے ہی ضیام کو دیکھا پھر کیا تھا دآیان اور ضیغم نے نفی میں سر ہلاتے ضیام کو شانوں سے پکڑتے داہم کی طرف متوجہ کیا۔

"بیٹا تیری حرکتیں ٹھیک نہیں ہیں۔۔ سدھر جا کوئی بیٹی نہیں دے گا تجھے اپنی" داہم نے ضیام کا رخ اپنی طرف ہوتے فرصت سے اسے گھورتے ہوئے کہا تو ضیام کے چھوٹی سے گال پر ڈمپل پڑا اور دوسرے لمحے وہ کھلکھلا کر ہنس دیا۔

"پھو اتب آپ دی تلا تاتنے والی تھکل پل آپ تو بوٹھیفل دالے مل سکتھی ہے تو میں تو دھند سم ہو (پھوپھا جب آپ کی چلا کاٹنے والی شکل پر آپ کو بیوٹی فل ہالے مل سکتی ہے تو میں تو ہینڈسم ہو)" ضیام نے کہا تو داہم تو بل کھا کر رہ گیا یہ ضیام

دلکش کے الفاظ اس پر استعمال کرتا تھا عورتوں میں رہنے کی ہر وقت گندی عادت جو تھی اسے یہ اس کی گینگ کا وہ ٹیڈہ تھا جو داہم وہاب خانزادہ سے زیادہ خود کو ہینڈسم سمجھتا تھا۔

"میری ہالے ہے وہ اور پھوپھی بول اسے ورنہ "داہم کو ضیام کی بات پر غصہ آیا وہ اس کی بیوی کو محبت لہجے میں نام سے پکار رہا تھا۔

"ودنہ (ورنہ)"ضیام نے بھی اپنی دلکش پھوپھو کی طرح کمر پر ہاتھ ٹکاتے پوچھا جس پر ضیغم نے تو ضیام کے سر پر ایک چت رسید کی مگر ضیام کو کوئی فرق نہیں پڑا وہ صرف داہم پر متوجہ تھا۔

"ضیغم دآیان اور نوفل ۔۔ہم نے کل جو ایک ہینڈسم لڑکے کی ویڈیو بنائی تھی نوفل لی پڑوس میں جو چھوٹی بچی رہتی ہے اسے کس کرتے ہوئے اس میں کون تھا ؟؟" داہم نے ضیام کو دیکھتے سب سے پوچھا۔

"تھرتی دایام (ٹھرکی ضیام)" سب نے یک زبان کہا تو ضیام نے حیرت سے منہ کھولے اپنا راز ان سب سے سنتے صدمے والی شکل بنائی اب وہ لڑکی تھی اتنی

پیاری وہ کیا کرتا اور وہ خود اس سے دوستی کرنا چاہتی تھی اب دوست تو کس کرہی سکتے ہیں اب اس میں ضیام کی کیا غلطی ۔۔ ضیام نے اپنے چھوٹے سے دماغ میں روہانسا ہوتے سوچا۔

"اور اگر ہم یہ بات ضیام کی کرنٹ گرل فرینڈ نمل بے بی کو وہ ویڈیو دیکھا دے تو کیا ہوگا ؟؟" داہم نے اب مسکراتے ضیام کو بے بس کیا وہ اپنی نمل کے لیے کچھ بھی کر سکتا تھا مگر اپنی ماں کا نام سنتے نوفل نے منہ بنایا جو اس سے زیادہ اس ٹھرکی ضیام سے پیار کرتی تھی لیکن آیت بھی تو ضیام سے زیادہ نوفل سے پیار کرتی تھی تو بس نیور مائینڈ حساب برابر ۔۔ نوفل نے اپنے چھوٹے دماغ میں سوچا ۔۔ اور کندھے آچکائے اپنے داہم چاچو کی ایکٹنگ کرتے

"نمل بے بی روئے گی اور دایام تھے بات نہیں ترے دی (نمل بے بی روئے گی اور ضیام سے بات نہیں کرے گی)" نوفل سمیت دایان اور ضیغم نے یک زبان کہا تو ضیام بے بس ہوا وہ کچھ بھی دیکھ سکتا تھا پر اپنی نمل بے بی کی آنکھوں میں آنسو نہیں اور اس سے بات کیے بنا تو بلکل نہیں رہ سکتا تھا۔

"دالے پھوپھو (ہالے پھوپھو)" ضیام نے گھٹنے ٹیکتے کہا تو داہم کے ساتھ سب ہی کھلکھلا کر ہنس دیے کیونکہ یہ بولتے وقت ضیام کی شکل کڑوی دوائی پینے جیسی ہو گئی تھیں۔

"اوکے۔۔۔تو اب تم سب نے میرے داماد یعنی دلکش خالہ اور پھوپھو کے بیٹے کو ڈھونڈنا ہے۔۔۔تو سب کام پر لگ جاؤ" داہم نے سب کو ایک مشن دیا جس پر سب ہی غور سے داہم کی بات سنتے سر اثبات میں ہلا گئے داہم اپنے داماد کو خود سب سے پہلے ملنا چاہتا تھا کسی کی بھی مدد کے بنا اب اسے بچوں پر تو یقین تھا کہ وہ ڈھونڈ نہیں پائے گے ایک تو سب کی ہائیٹ اور وہ لوگ اس کی جان بھی نہیں چھوڑتے تو اب داہم اپنے داماد کو آرام سے ڈھونڈ سکتا تھا داہم نے تمام بیبی بوائے کاٹس دیکھنے شروع کیے تو ضیغم ضیام دایان اور نوفل پریشان تھے کہ وہ کیسے دیکھے گے بیبی کو اور ہیلپ بھی نہیں لے سکتے ان کے لیڈر نے مدد لی تھی ان سے اب وہ الٹا داہم سے مدد لیتے اچھے نہیں لگے گے تو کیا تھا ضیام نے وہاں رکھی نرس کی رولنگ چیئر دیکھی اور چھوٹے چھوٹے قدموں سے نرس کے پاس جاتا اسے دیکھنے لگا جو اسے دیکھ کر مسکرا رہی تھی پھر کیا تھا ضیام کے ٹھرک پن سے ضیام ان لوگوں کے لیے

وہ رولنگ چئیر کھسکا کر ان کے پاس لایا اور ضیغم دآیان اور نوفل نے اچھے سے دیکھا تھا ضیام نے نرس کو کس دیتے یہ کارنامہ سر انجام دیا تھا۔

"اب ایتھے مت دیھتو میں نے اتھا بھی تھت نہیں تیا (اب ایسے بھی مت دیکھو میں نے ایسا بھی کچھ نہیں کیا)"ضیام نے سب کو گھورتا پا کر کہا تو سب نے ہی سر جھٹکتے ضیغم کو باری باری ہر بیبی کاٹ کے پاس اوپر چھڑتے اور بیبی کو دیکھتے نفی میں سر ہلاتے دیکھا بس ایک آخری کاٹ داہم کی سائیڈ سے بچا تھا لیکن داہم سے پہلے وہ گینگ اس تک پہنچی اور ضیغم نے چئیر پر چھڑتے اس چھوٹے بیبی کو دیکھا جو نیند سے آنکھیں کھولتا اپنی کرسٹل گرے آنکھوں سے ضیغم کو دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا ضیغم نے پھر آنکھیں سکڑتے غور سے اسے دیکھا اور یک دم چیخا۔

"تے رہا بیبی ۔۔تے بہت پیا لا ہے دل پھوپھوتی ترح آنتھیں ہیں اور ماہ پھو اتی ترح فیس دے (یہ رہا بیبی ۔۔یہ بہت پیارا ہے دل پھوپھو کی طرح آنکھیں ہیں اور ماہ پھوپھا کی طرف فیس ہے)" ضیغم کی آواز پر داہم بھی اس کاٹ کی طرف آیا جہاں کرسٹل گرے آنکھوں والا بچا ضیغم کو دیکھ رہا تھا جیسے ضیغم ڈمپل کی نمائش کرتے

محوت سے دیکھنے میں گم تھا تو سب کو ایک بیبی کاٹ کے پاس کھڑا دیکھتے ڈیول جو کہ حمامہ کو گود میں لیے روم میں داخل ہوا تھا ان تک پہنچا داہم نے اس بیبی کو گود میں اٹھایا۔

"یہ میرا داماد ہے۔۔یہ کتنا پیارا ہے مجھ سے بھی زیادہ ہینڈسم" داہم نے اس بیبی کو ُود میں لیتے بے اختیاری میں کہا تو سب گینگ کے ٹیڈوں نے منہ کھولے اپنے لیڈر کو دیکھا تو ڈیول کو بھی 440 وکٹ کا جھٹکا لگا یہ داہم تھا جس نے اپنی خوبصورتی سے زیادہ کسی کو سراہا نہیں وہ آج اپنے داماد کی تعریف خود سے بڑھ کر کر رہا تھا سب گینگ کے ٹیڈو نے بھی منہ بناتے جیلسی فیل کی اج تک انھیں تو کبھی ایسا نہیں بولا داہم نے دآیان کو تو الگ صدمہ تھا بھئی وہ داہم کا سگا بھتیجا تھا جس کی بھی تعریف داہم نے ہینڈسم ہونے کے حوالے سے آج تک نہیں کی تھی جبکہ حمامہ اپنے بھائی کو دیکھتی بے ساختہ مسکراتی کلیپنگ کرنے لگی۔ داہم نے پھر اس بیبی کاٹ پر لکھے حرف پڑھے جہاں لکھا تھا دلکش ماہر خلیل بیبی بوائے۔۔داہم مسکراتا بیبی کو لیے نرس کی اجازت سے سب کے ساتھ دلکش کے روم میں پہنچا اور سب کے سامنے اس بیبی کے کان میں اذان دی پھر دلکش اور ماہر کی گود میں ان کے بیٹے کو دیا تو ماہر

کچھ لمحے ساکت اپنی بیوی اور بیٹے کی آنکھوں کو دیکھتا رہا یہ ہی تو خواہش کی تھی اس نے جس پر ماہر بے ساختہ شکر الحمد کہتے مسکرایا تو دلکش بھی ماہر کو دیکھتی کھلکھلائی جو شاکٹ سا تھا سب کو ہی کرسٹل گرے آنکھوں والا اور صورت نین نقش میں بلکل اپنے ہینڈسم باپ جیسا یہ بچا بہت پیارا لگا جو کافی دیر سے ان سب کی باہوں میں جاتے ایک دفعہ بھی نہیں رویا تھا سب نے اس بچہ پر خاموش طبعیت خوش اخلاق بچے کا لیبل لگایا۔

"اس پیارے بیبی کا نام ماہر بھائی" عنایہ نے اس بیبی کو گود میں کھلاتے ماہر سے پوچھا جس نے دلکش کو دیکھا اور پھر ایک دوسرے کو دیکھتے ان دونوں نے داہم کو۔

"نام بتاؤ سمدھی جی اپنے داماد کا" ماہر نے داہم سے کہا تو داہم شاکٹ سا یہ الفاظ سنتا مسکرایا دلکش اور ماہر نے پہلے ہی سوچ لیا تھا کہ اس بچہ کا نام داہم رکھے گا جو ہمیشہ دلکش کے پاس جاتا پوچھتا تھا کہ نام سوچا ہے کچھ آپ لوگوں نے آنے والے بیبی کا جس پر دلکش ہمیشہ کہتی تھی کہ جب دنیا میں آئے گا جب بتاؤگی اور یہ داہم کے لیے سرپرائز تھا انھیں معلوم تھا داہم اس بیبی کا نام سوچے بیٹھا ہے شاید جھجھک سے

نہیں کہتا کہ اولاد کا نام ماں باپ ہی رکھیں۔

"ماہ دِیر ماہر خلیل" داہم نے عنایہ کی گود سے اس بیبی کو لیتے اسے اور سب کو اس کا نام سنایا جو اپنے نام پر مسکرایا یہ خاموش طبیعت خوش اخلاق بچہ ماہ دِیر ماہر خلیل آگے چل کر اس کہانی میں بچپن ہی سے ایک پری پر فدا ہونے والا تھا جو اپنی پری کے لیے پوزیسو لفظ کو بھی دو کوڑی کا کردینے والا تھا جو عشقِ صحرا کی اس کہانی میں ایک پری سے عشق کرنے والا تھا۔

"ویسے چھوٹے خانزادہ داماد پہلے مل گیا تمہیں بیٹی تو پیدا ابھی تک نہیں ہوئی" ڈیول نے شرارت سے داہم کی گود سے ماہ دِیر کو لیتے کہا تو داہم نے ڈیول کو بے بسی سے خود پر مزاق بناتے دیکھا جس کی بات پر دلشاد، ماہر، نوریز اور ہشام قہقہہ لگا اٹھے تھے۔

"اچھا۔۔ اور میرے باپ کی پہلی اولاد اور اپنے بارے میں کیا خیال ہے آپ کا آپ لوگوں نے بھی تو پہلے داماد چن لیے حالانکہ بیٹیاں آپ کے پاس بھی نہیں" داہم نے بھی ماتھے پر بل ڈالے دلشاد اور ڈیول کو جتاتے شرمندہ کرنا چاہا۔

"ہماری بیٹیاں نہیں تو کیا ہوا ہو جائیں گی جلد ہی انشاء اللہ۔۔ اور ہمیں امید تو تھی

اولاد آنے والی ہے ہماری اور تمہیں تو ابھی وہ امید بھی نہیں" دلشاد نے پہلے عنایہ کو دیکھتے آنکھ ونگ کرتے کہا اور پھر داہم کو تپایا دلشاد کی حرکت پر عنایہ شرم سے گلنار ہوئی تو ڈیول نے بھی دلشاد کی بات پر مسکراتے آیت کو دیکھا اور انکھ ونگ کی اشارہ صاف تھا خانزادے کو بہو دینی ہے یاد رکھنا جس پر آیت نے بھی رخ پھیرتے اپنا شرمانا چھپایا تو داہم تو ان لوگوں کو دیکھتا بل کھا کر ہی رہ گیا اور ہالے کو گھورنے لگا ہالے بیچاری خفیف سی ہو کر سر جھکا گئی ایک تو کچھ دنوں سے اس کی طبعیت ٹھیک نہیں تھی اور داہم بھی اسے ہاسپٹل میں زیادہ بزی ہونے کی وجہ سے صبح کا گیا رات کو گھر واپس آتا تھا تو ٹائم نہیں دے پاتا تھا۔

"یہ سب ناگن تمہاری وجہ سے ہو رہا ہے۔۔کس کس کی باتیں سننی پڑ رہیں ہیں مجھے" داہم نے ہالے کو سر جھکائے دیکھ کر کہا جبکہ ناگن لفظ پر ہالے کا چہرہ غصے سے سرخ ہوا تو دلشاد اور ڈیول نے بھی کس کس لفظ پر داہم کو خونخوار نظروں سے گھورا۔

"تم داہم۔۔" ہالے ایک دم سے انگلی اٹھاتی کاوچ سے اٹھی تھی کہ یک دم اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا ہالے لڑکھڑاتی گرتی کے دلشاد جو کہ عنایہ اور ہالے

کے پاس بیٹھا تھا ہالے کو تھام گیا جبکہ ہالے آنکھیں بند کیے لرزتی پلکوں سے سب کو دیکھنے کی جدو جہد میں تھی تو داہم بھی فاصلہ جلد طے کرتا فکر مندی سے دلشاد کی باہوں سے ہالے کو اپنی باہوں میں ڈالتا اس کا چہرہ اور جھکی پلکیں دیکھنے لگا داہم فوراً سنجیدگی سے شرارت بھولائے ہالے کو باہوں میں لیے روم سے باہر چیک اپ روم کی طرف قدم بڑھا گیا جبکہ سب لوگ ہی پریشان ہوتے ہالے اور داہم کو دیکھنے لگے عنایہ ،دلشاد، مہک ، نمل اور نوریز،ہشام داہم کے پیچھے گئے تو ڈیول اور آیت دلکش اور ماہر کے ساتھ ہی بچوں کے ساتھ وہی رکے۔عنایہ داہم کے ساتھ اندر روم میں گئی تو داہم کو ڈاکٹر فاطمہ نے جو وہاں پہلے سے موجود تھیں باہر جانے کا کہا جس پر داہم نے انھیں ناگواری سے سخت تاثرات لیے دیکھا تو ڈاکٹر فاطمہ شریر سے ڈاکٹر داہم کو پہلی دفعہ اس طرح سنجیدگی میں دیکھنے لگی تو عنایہ آگے ہوئی داہم ہم لیڈی ڈاکٹر ہیں کو پریٹ کرو پلیز۔۔اپنی بھابھی کی بات سنتے داہم لب بھینچ غنودگی میں گئی ہالے پر ایک محبت بھری فکرمندانہ نظر ڈالتا باہر آیا جسے دیکھتے آگے بڑھتے دلشاد نے اس کا کندھا تھپتھپایا "ٹینشن نہیں لو سب ٹھیک ہو گا "تو داہم بھی اثبات میں سر ہلا گیا۔

کچھ دیر بعد عنایہ باہر آئی تو اس کے چہرے پر افسوس کے تاثرات تھے عنایہ کو دیکھتے

داہم ایک دم اپنی بھابھی کے پاس آیا۔

"بھابھی ہالے کیسی ہے؟؟" داہم نے فکرمندی سے پوچھا جس پر عنایہ نے داہم کو افسوس سے دیکھتے داہم کے برابر میں کھڑے دلشاد کی طرف قدم بڑھائے اور اس کے سینے سے جا لگی۔

"بھابھی کیا ہوا ہے ہالے کو؟؟" داہم نے دلشاد کے سینے میں منہ چھپائی عنایہ سے پوچھا جس کی حرکت پر دلشاد بھی پریشان ہوتا اسے اپنے حصار میں لے گیا اور عنایہ کے بالوں پر بوسہ دیتا اسے خود سے الگ کر گیا اور شانوں سے تھام کر عنایہ کو دیکھنے لگا۔

"میری جان کیا ہوا ہے کوئی سریس بات ہے؟؟" دلشاد نے پریشانی سے پوچھا تو عنایہ نے نظریں جھکا لیں داہم کی تو جان پر بن گئی تھی تو باقی سب بے حد پریشان کھڑے تھے۔

"بھابھی فور گاڈ سیک مجھے بتائیں ہالے کیسی ہے وہ ٹھیک ہے نا؟؟ میں خود کو ختم کر لونگا پلیز" داہم یک دم غصے سے بے قابو ہوتا دبا دبا سا غراتے ہوئے بولا اس کا بس

نہیں چل رہا تھا وہ پتا نہیں کیا کر گزرے۔

"ہالے بلکل ٹھیک نہیں ہے" عنایہ کی آواز پر داہم کے قدم یک دم لڑکھڑائے ہالے ابھی کچھ دیر پہلے تو بلکل ٹھیک تھی داہم نے بے یقینی سے اپنی بھابھی کو دیکھا۔

"کیا ہوا ہے ہالے کو عنایہ" اب دلشاد نے بھی فکر مندی سے عنایہ سے پوچھا جس نے پلکیں اٹھاتے پہلے داہم اور پھر دلشاد کو دیکھا۔

"ہوا نہیں ہونے والا ہے" عنایہ نے افسوس ناک شکل بنائے کہتے ہوئے ان سب لی جان ہوا کی۔

"کیا ؟؟" دلشاد نے بھی پریشانی سے پوچھا۔

"آپ بڑے پاپا اور میں بڑی ماما بننے والے ہیں۔۔ اور داہم تم باپ بننے والے ہو" عنایہ کہتی یک دم خوشی سے چہکی تو دلشاد پہلے شاکڈ رہا اور پھر سمجھ آنے پر عنایہ کے گال پر کس کرتا اسے سینے میں بھینچ گیا دلشاد کی حرکت پر عنایہ چھیپ گئی تو نمل نور یز ہشام مہک میں خوشی کی لہر دوڑ گئی جبکہ داہم تو یہ سنتا اور مطلب سمجھ آنے پر وہی بت بنے کھڑا رہا پھر یک دم سب نے گرنے کی آواز سنی تو داہم کی طرف دیکھا

کیونکہ آواز وہی سے آئی تھی لیکن انھیں داہم کہی کھڑا نہیں ملا کیونکہ داہم صاحب فرش پر ہاتھ پاؤں پھیلائے چیت لیٹے تھے اور آنکھیں بند تھی آیت اور ڈیول تمام بچوں کو لیے اسی طرح آ رہے تھے کہ داہم کا سر ان کے رخ پر تھا جسے دیکھتے سارے بچے داہم سے ناراضگی بھولائے اس کے آس پاس کھڑے ہوتے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے اٹھانے لگے جو ان کی بات ہی نہیں سن رہا تھا جبکہ داہم کے گرنے پر خواتین نے بے ساختہ منہ پر ہاتھ رکھا تھا تو دلشاد بھی داہم کو آنکھیں سیکڑے دیکھ رہا تھا۔

"داتو دو دیا ہوا پاپا (چاچو کو کیا ہوا پاپا)" دآیان نے اپنے باپ کے پیر پر لپٹتے داہم کو نا اٹھتا دیکھ کر رونا شروع کرتے پوچھا تو داہم کو دیکھتے دلشاد نے دآیان کو گود میں اٹھاتے چپ کروایا۔

"کیا ہوا چھوٹے خانزادہ کو؟؟" ڈیول نے بھی فکر مندی سے داہم کو سہارا دیتے اٹھایا جو واقعی بے ہوش تھا تو ڈیول کی مدد کے لیے ہشام اور نوریز بھی آگے ہوئے۔

"کچھ نہیں ہوا باپ بننے کی خوشی میں خوشی سے بے ہوش ہوگیا" دلشاد نے اپنے بیٹے کو پیار کرتے مسکراتے ہوئے بتایا تو سب نے ہی داہم کو ہالے کے روم میں

لے جاتے بیڈ پر چت لٹایا اور ایک ڈاکٹر فاطمہ اور داہم کے دوست ڈاکٹر کو چیک اپ کے لیے بلایا ہالے جو ایکسپیکٹ کر رہی تھی کہ داہم خوشی سے اسے گلے لگائے گا اسے اپنے برابر بیڈ پر چت لیٹا دیکھ پریشان ہونے گی ہالے تو مکمل ٹھیک تھی بس کمزوری کے باعث اس کنڈیشن میں چکر آ گے تھے خطرے کی کوئی بات ہی نہیں تھی اب داہم کے بیڈ کے پاس چئیر پر بیٹھی فکر مندی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"ڈاکٹر داہم کا بی پی شوٹ کیو ہو گیا ہے اتنا زیادہ ایسی کیا بات ہوئی اتنا بی پی شوٹ وہ بھی ہمارے اتنے فٹ ڈاکٹر کا ؟؟" ڈاکٹر کامران نے چیک اپ کرتے فکر مندی سے ڈاکٹر فاطمہ اور دلشاد سے کہا تو سب ہی مرد حضرات قہقہہ لگا اٹھے۔ وہ دنیا کا واحد مرد تھا جو اپنے باپ بننے کی خبر سنتے نا صرف بے ہوش ہوا تھا بلکہ اس کا بی پی زندگی میں پہلی دفعہ شوٹ ہوا تھا وہ بھی بے انتہا خوشی سے۔۔۔ دلشاد نے ڈاکٹر کامران کو ساری بات بتائی تو ڈاکٹر کامران بھی نفی میں سر ہلاتے قہقہہ لگاتے وہاں سے نکلے۔

کچھ دیر بعد داہم کو بی پی نارمل ہوتے ہوش آیا تو سب ہی وہاں موجود تھے دلکش اور مہک کے علاوہ ماہر نے سب سے پہلے داہم کی پلکیں جھپکتی دیکھ اس پر جھکا۔

"ماہر بھائی ۔۔۔میں باپ بننے والا ہوں مبارک ہو آپ کی بہو آنے والی ہے" داہم پہلے ماہر کو دیکھتا آہستہ بولا اور پھر یک دم چیختے لیٹے ہی ماہر کو کالر پکڑ کر خود پر گراتے گلے ملتے مبارک بات دی کہ سب نے داہم کے چیخنے پر جہاں دل پر ہاتھ رکھا وہی ماہر نے ہڑبڑاتے خود کو داہم کے چنگل سے آزاد کروایا۔

"ہاں تو باپ بن رہا ہے ہمیں کیوں ہارٹ اٹیک دلا رہا ہے" نوریز نے داہم کی حرکت پر جل کر کہا تو داہم بیڈ پر آٹھ کر بیٹھا اور ہالے کو دیکھنے لگا جسے دیکھتے ہی پاس کھڑی ہالے شرم سے پلکیں جھکا گئی تو سب نے آگے بڑھتے باری باری ان دونوں کو مبارک بات دی تو داہم نے ہاتھ کے اشارے سے ہالے کو اپنے قریب بیڈ پر بیٹھنے کا کہا تو سب ہی مسکراتے ہوئے روم سے باہر نکل گئے اب ان میاں بیوی کو اکیلا وقت دینا تو بنتا تھا سب کے جاتے ہی داہم نے اپنے پاس کھڑی ہالے کا ہاتھ کھینچتے اسے خود پر گرایا ہالے سٹپٹاتی داہم کے چوڑے سینے سے جا ٹکرائی۔

"شکریہ میری جان ۔۔مجھے باپ کے عہدے پر فائز کرنے والی ہو میرا دل چاہ رہا تمہیں خود میں چھپا لو" داہم نے ہالے کے گرد حصار بناتے اسے کی پیشانی پر لب رکھتے

کہا تو ہالے مسکرائی جس کی مسکراہٹ دیکھتے داہم نے ہالے کے لبوں پر جھکتے اسے خود میں بھینچا پھر اس سے الگ ہوتے ہالے کے نچلے لب کو اپنے لبوں سے دباؤ دیا۔

"مبارک ہو پاپا ٹوبی" ہالے نے شرم وحیاء سے گلنار ہوتے ہونٹوں کو آزادی ملتے کہتے داہم کے سینے میں منہ چھپایا تو داہم ہالے کے شرم سے لال ہوتے چہرے کو دیکھتا قہقہہ لگا اٹھا۔

"خیر مبارک ماما ٹوبی" داہم نے کہا۔

داہم اپنی بیوی اور اپنے ہونے والے بچے کی ماں کو دیکھتا اب بلکل ٹھیک تھا وہ پہلا مریض تھا جو خوشی سے بیمار ہوا تھا۔۔داہم ہالے کو لیے دلکش کے روم میں آیا تو ماہر اور دلکش نے بھی انھیں مبارک بات پیش کی جسے دونوں نے الٹا انھیں ہی مبارک بات دیتے وصول کیا۔۔اب ان کی بھی تو بہو آنے والی تھی داہم نے تو اپنے کچھ منٹوں کے داماد کو بھی اس کی ہونے والی بیوی کی آمد پر مبارک بات دی تھی یہ الگ بات تھی کہ ماہ دِیر کو سمجھ شاید کچھ نا آیا مگر وہ یہ خبر سنتے مسکرایا پورے

دل سے تھا داہم کو محسوس ہوا جیسے سب سے زیادہ خوشی ماہ دیر کو ہی تھی اپنی ہونے والی بیگم کے آنے کی۔

"ویسے داہم بیٹا بھی تو ہو سکتا ہے" نوریز نے شرارت سے داہم کے بار بار بیٹی کو تصور کرنے پر کہا تو داہم نے نوریز کو دیکھتے پھر دلشاد کو دیکھا۔

"نہیں محبوبہ۔۔ انشاء اللہ بیٹی ہی ہوگی وہ بھی اپنے باپ کی پہلی اولاد کی پہلی بیٹی سے پہلے اور دیکھنا مافیا خاندان کی پہلی بہو میری بیٹی ہی ہوگی" داہم نے دلشاد کو جتاتے ہوئے نوریز کو جواب دیا داہم کی بات پر دلشاد مسکرایا۔

"اللہ سن سکتا ہے اس کی کیونکہ اللہ ترسے ہوئے کو اور نہیں ترستا" دلشاد کے طنز پر داہم روہانسا ہوا تو ڈیول ہشام ماہر اور نوریز قہقہہ لگاتے دلشاد کے طنز کو بھرپور انجوائے کر گئے جبکہ آیت دلکش کو سوپ پلاتی مسکراتی آنکھوں سے دیکھنے لگی جو ممتا کہ احساس سے روشناس ہوتی عنایہ کی گود میں اپنے بیٹے کو نظروں کے حصار میں لیے ہوئے تھی ماہ دِیر ماہر خلیل کی آمد سب کی زندگیوں میں خوشیاں بکھیر گئی تھی اور ایک نئے کردار کی آمد کی خوشخبری نے اسی خوشی کو مزید دوبلہ کر دیا تھا۔

"ڈیول جیک کو بھی سمجھاؤ۔۔نو ماہ گزر گئے ہیں" نوریز نے ڈیول کو دیکھتے افسوس سے جیک کو یاد کرتے کہا تو سب نے اپنے اس دوست کو یاد کیا جو کبھی ہر خوشی میں سب سے آگے ہوا کرتا تھا۔

"میں نے جتنی دفعہ عائشہ کا اس سے ذکر کیا اس نے بات ہی ٹال دی۔۔مجھے لگا وقت کے ساتھ اس کا غصہ کم ہو جائے گا لیکن مزید بڑھتا جا رہا ہے" ڈیول نے سب کو حقیقت بتائی۔

"تو اب کیا کرے گے زین بھائی" داہم نے اپنے پٹواری دوست کو یاد کرتے ڈیول سے پوچھا جس پر ڈیول مسکرایا۔

"کچھ نہیں اس کا دماغ درست کرنا ہے جس کی شروعات عائشہ آج سے ہی کرے گی" ڈیول نے کہا تو سب نے ناسمجھی سے ڈیول کو دیکھا جیک تو عائشہ سے فون پر بات نہیں کرتا تو عائشہ کیسے کرے گی سب کی نظروں کا مفہوم سمجھتے ڈیول نے داہم کے لندھے پر ہاتھ رکھا۔

"میں عائشہ کو لے کر آج امریکہ جا رہا ہوں۔۔جیک کو بنا بتائے اور اب عائشہ جانے

اور اس کا شوہر "ڈیول نے کہا تو سب کو ہی ڈیول کا فیصلہ درست لگا کیونکہ جیک کو اتنا وقت وہ لوگ دے چکے تھے اور پاکستان آنے پر بھی زور دے چکے تھے جس پر جیک ہر دفعہ اپنا دامن بچا لیتا تھا تو دوسری طرف عائشہ اس انتظار کے گھونٹ زہر کی طرح پل پل پی رہی تھی۔

ماہ دِیر ماہر خلیل کا استقبال کرتے عائشہ نے جہاں بے تحاشہ خوش تھی جو اس شہزادے کے استقبال کے لیے ہی جنت بیگم اور زریش بیگم کے ساتھ پیلس میں موجود تھی تو وہی نو ماہ بعد اپنے شوہر کو دیکھنے اس کی آواز سننے کے لیے انتہائی بے چین دل میں سو سوال تھے کہ کیا وہ ستمگر اسے معاف کر پائے گا کیا وہ اپنے محبوب شوہر کو واپس اپنی زندگی میں لا پائے گی اس کی ناراضگی ختم کر پائے گی آج رات اسے ڈیول کے ساتھ امریکہ کے لیے نکلنا تھا لیکن اسنے خود کو ہر طرح مضبوط رکھتے عظم کیا تھا کہ کچھ بھی ہو جائے وہ اپنے شوہر کے بنا تو واپس پاکستان کبھی نہیں آئے گی۔زریش اور جنت بیگم تو جہاں ماہ دِیر کو دیکھ کر اس پر نثار ہو گئیں تھیں وہی ہالے کی پریگنینسی کی خبر سنتے اس پر صدقہ واری ہو رہیں تھی وہاب صاحب، کاشان صاحب اور احان صاحب نے بھی داہم کے شوہر سے باپ بننے کے پرموشن پر اس کی ٹانگ کھینچتے

خوب مبارک باد دی جسے داہم نے بھی بنا شرمندہ ہوئے کھلے دل سے وصول کیا سب نے ڈنر ساتھ کرتے اب عائشہ کو ہمت دیتے ڈیول کے ساتھ امریکہ کے لیے رخصت کیا تھا ہشام نوریز اور دلشاد انھیں چوپر تک چھوڑنے ساتھ آئے تھے عائشہ بھی دل میں اپنی زندگی کی خوشیوں کی واپسی کی امید لیے ڈیول کے ساتھ پاکستان کی سرحد کو خیر آباد کہ گئی تھی۔

****

یہ منظر تھا امریکہ کے ایک اپارٹمنٹ کا جہاں ڈیول ڈور اوپن کرتا عائشہ کو اپارٹمنٹ میں چھوڑتا خدا حافظ کے کلمات ادا کرتا جیک کو بنا اپنی آمد اور واپسی کی خبر دیے اپنے چوپر میں پاکستان کا رخ کر گیا تھا وہ اپنی فیملی کی حفاظت پر کسی بھی قسم کا رسک نہیں لے سکتا تھا اسی لیے تو عائشہ کو امریکہ چھوڑنے وہ خود آیا تھا تو عائشہ اس نفیس سے فلیٹ کو دیکھتی جیک کے ریکشن کا سوچ رہی تھی پھر سر جھٹک کر اپنا سامان جیک کے روم میں سیٹ کرتی اب کچن میں آتی وہاں موجود چیزوں سے اپنے اور جیک کے لیے کھانا تیار کرنے لگی کھانا تیار کرنے کے بعد عائشہ روم میں واپس گئی

اور فریش ہوتی جیک کی پسند کا سوٹ پہنے ہلکے میک اپ میں خود کو تیار کیے اپنے شوہر

کا انتظار کرنے لگی رات کافی گہری ہو چکی تھی شاید اتنی کہ کچھ دیر میں صبح کی آمد کی

روشنیاں وہاں ہر سو پھیلنے والی تھیں اور عائشہ جیک کا انتظار کرتی لاونج میں ہی

صوفے پر کب سو گئی تو جیک جو کرائم آفس سے اس وقت اپنے اپارٹمنٹ میں

داخل ہوا تھا ہوا میں آج عجب خوشبو محسوس کرتے ٹھٹکہ تھا اور آہستہ سے دروازہ

بند کرتے الرٹ ہوتا اندھیرے میں ہی دشمن کو تلاش کرنے لگا لیکن اسے کہاں علم

تھا کہ وہ دشمن نہیں بلکہ اس کی دشمن جان تھی اندھیرے میں ڈوبا پورا گھر چیک

کرتے جیک اب لاونج کے صوفے کی طرف بڑھا تھا کچھ دیر وہاں سکون سے بیٹھ کر

سونے کا ارادہ کرنے کے لیے نیند تو اس سے جیسے پاکستان سے یہاں آتے ہی روٹھ

چکی تھی اور اس ظالم کے خیالات اسے نیند میں بھی سکون نہیں کرنے دیتے تھے

لیکن وہ پھر بھی خود پر جبر کرتا عائشہ کے دیئے زخموں کو ہر رات کریدتا تھا ہر روز خود کو

زندہ لاش کی طرح گھسیٹتا اپنوں کے لیے مردہ سانسیں لے رہا تھا۔۔جیک اسی

صوفے پر قدم بڑھانے لگا جس صوفے پر عائشہ نیند کے مزہ لوٹ رہی تھی یہ تو شکر تھا کہ

جیک نے کشن کو صوفے کے سرے پر رکھ کر گردن سہلانے کی نیت سے صوفے پر

ہاتھ مارا اگر وہ سیدھا بیٹھ یا لیٹ جاتا تو عائشہ اج ہی اس باڈی بلڈر کے نیچے دب کر ہمیشہ کے لیے نیند کی وادیوں میں سو جاتی ۔۔جیک نے صوفے پر ہاتھ کو کشن کی تلاش میں حرکت دی جب جیک کا ہاتھ عائشہ کی کمر پر حرکت کرنے لگا نسوانی کمر کو محسوس کرتے جیک کچھ لمحے ساکت رہا یہ کون لڑکی ہے جو اس وقت اس کے اپارٹمنٹ میں اس کے صوفے پر اس کی ہی مرضی کے بنا یوں آرام فرما رہی ہے جبکہ جیک کا لمس اپنی کمر پر محسوس کرتے عائشہ زرا سا کسمسائی تو جیک نے اپنا ہاتھ فورا کھینچا اس لڑکی کا چہرہ دیکھنے کے لیے اس کے قریب ہوا عائشہ کروٹ کے بل لیٹی تھی جب جیک کے لمس پر سیدھی ہوئی جیک عائشہ پر جھکتا موبائل کی روشنی سے اس کا چہرہ دیکھنے لگا جو چہرہ اس کے دل ودماغ میں ہمیشہ سفر کرتا رہتا تھا موبائل کی روشنی میں عائشہ کا حسین چہرہ دیکھتے جیک کو کئی لمحے اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہیں ہوا اور پلکیں تو جیسے جھپکنا ہی بھول گئیں تھیں جیک عائشہ کے چہرے کے ہر نقش کو اپنے دل میں اتارنے لگا جب خود پر کسی کی نظروں کی تپش کو محسوس کرتے عائشہ نے موبائل کی روشنی میں کسمسا کر آنکھیں کھولیں ۔۔جیک کی آنکھیں عائشہ کی آنکھوں سے ٹکرائیں نظروں کا وہ تصادم ان دونوں کے دل کو یک دم دھڑکا یا بھول گیا ۔۔جیک نے ہاتھ

عائشہ کے چہرے پر لے جاتے بے خودی میں عائشہ کے گال پر پھیرا شاید وہ یہ ایک خواب تصور کر رہا تھا جبکہ عائشہ اپنے چہرے پر اپنے شوہر کی انگلیوں کا لمس محسوس کرتی نم آنکھوں سے جیک کو دیکھتی جیک کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ گئی اور اس لمحے جیک جیسے حقیقت میں واپس آیا اور اپنا ہاتھ عائشہ کے چہرے سے یک دم کھینچا۔

"تم یہاں ۔۔"جیک نے سیدھے ہوتے یک دم صوفے سے فاصلہ قائم کرتے کہا اور چہرے پر پتھریلے تاثرات قائم کیے تو عائشہ جیک کے اچانک ہاتھ کھینچنے پر نم آنکھوں سے خود کو سہارا دیتی صوفے پر سیدھا ہو کر بیٹھی تو جیک نے بھی لاونج کی لائیٹ ان کرتے عائشہ کو دیکھا جیک کے پسند کے مہرون کلر کے سوٹ میں وہ جیک کو بلکل نئی نویلی دلہن کی طرح لگی جس کے ہاتھوں سے مہندی کی بھینی بھینی خوشبو آرہی تھی ہالے نے عائشہ کے ہاتھوں پر مہندی سجائی تھی کیونکہ سب کو پتا تھا جیک کو عائشہ کے ہاتھوں میں مہندی اور چوڑیاں بہت پسند ہیں مہرون کلر کی ہی کلائیوں میں بھر کر چوڑیاں پہنے کالے گھنے سیدھے بالوں کو پشت پر ڈالے جن کی آوارہ لٹیں عائشہ کے چہرے پر جھول رہیں تھیں اور کانوں میں جیک کے ہی پچھلے سال عید پر دیے ڈائمنڈ ایرنگ پہنے وہ سیدھا جیک کے دل میں اتر رہی تھی جیک نے دل کو قابو کرنے

عائشہ سے نظریں ہٹائیں تھیں اور بالکونی وال سے نظر آتے چاند کے عکس کو دیکھنے لگا جبکہ عائشہ جیک کو دیکھتی ہی پھر ندامت کا شکار ہو کر رہ گئی بڑھی شیو اور بڑھے بال جن کو جیک نے پشت پر ڈھلکی پونی میں قید کر رکھا تھا جن کی ایک لٹ جیک کے چوڑے بے داغ ماتھے پر تھی چہرے پر پتھریلے تاثرات سجائے گرے تھری پیس سوٹ میں وہ صدیوں کا غم زدہ انسان لگ رہا تھا عائشہ کے دل نے بے ساختہ خود پر لعنت بھیجی کیا کر دیا تھا عائشہ نے ایک ہنستے مسکراتے شخص کے چہرے سے مسکراہٹ چھین لی تھی۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو" جیک نے عائشہ کو اپنے آپ کو دیکھتا پا کر ضبط سے غصے سے سرخ ہوتی آنکھوں سے پھر سخت لہجے میں پوچھا تو عائشہ کے دو آنسو ٹوٹ کر اس کے گال پر بہہ گئے جنھیں عائشہ نے سر جھکائے ہتھیلی کی پشت سے رگڑ کر صاف کیا یہ لہجہ بھی عائشہ نے خود ہی چنا تھا تو آنسو بھی تو خود ہی صاف کرنے تھے۔

"تم سے پوچھ رہا ہوں میں" جیک اب کی دفعہ عائشہ کو مسلسل چپ دیکھتا عائشہ کے بازوں سے اسے پکڑتا سامنے کرتا اس کے چہرے پر دھاڑا جس پر عائشہ نے خوف

سے آنکھیں میچ لیں۔

"آپ کے۔۔لیے آئی۔۔آئی ہوں" عائشہ نے جیک سے لڑکھڑاتی آواز میں کہا تو جیک کے ماتھے پر بل پڑے۔

"ہنہ۔۔کس کے ساتھ آئی ہو یہاں" جیک نے عائشہ کے جواب پر تلخی سے مسکراتے پھر غراتے پوچھا تو عائشہ کو جیک سے خوف محسوس ہوا عائشہ نے بولنے کے لیے منہ واہ کیا مگر جیک کے غرانے پر جیسے زبان تالوں سے چپک گئی اور نفی میں سر ہلانے لگی جسے دیکھتے جیک کو مزید غصہ آیا تو وہ اب جھوٹ بھی بولے گی جیک سے۔

"تم یہاں اکیلی آئی ہو ناممکن۔۔ڈیول یا پھر ہشام یا ماہر لے کر آیا ہے تمہیں یہاں میں ڈیول کو اچھے سے جانتا ہوں بتاؤ کہاں ہیں وہ لوگ" جیک پھر عائشہ کے چہرے پر خوف دیکھتا غرایا۔

"وہ نہیں میرا مطلب۔۔مطلب میں اب اکیلی ہو یہاں۔۔زین بھائی آئے تھے۔۔چلے گئے مجھے یہاں چھو۔۔چھوڑ کر واپس پاکستان" اس دفعہ ہمت کرتے عائشہ

نے جیک کو بتایا تو جیک نے جھٹکا دیتے عائشہ کا بازو چھوڑا جس سے عائشہ لڑکھڑاتی صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھی۔

"کیوں آئی ہو یہاں" پھر ایک سوال پوچھا گیا۔

"آپ کے لیے" جواب فورا دیا گیا۔

"میرے لیے ؟؟۔۔" جیک ہنسا اور اتنا ہنسا کہ اس کے آنکھوں کے کنارے بھیگنے لگے اور عائشہ نم آنکھوں سے اس کی مزاق اڑانے والی ہنسی کو دیکھتی گئی۔

"یہ بولو میری محبت کی تزلیل کرنے آئی ہو" جیک نے عائشہ پر نظریں جماتے ایک پاؤ صوفے پر رکھ کر کہنی اس پر اڑساتے کہا۔

"میں اپنی محبت پھر حاصل آئی ہوں" عائشہ نے اب جیک کی آنکھوں میں دیکھتے اپنا مقصد بتایا۔

"محبت ہے عائشہ بی بی تمہاری جائیداد نہیں جس سے جب دل چاہا دستبردار ہو گئیں اور جب چاہا ملکیت کا اعلان دوبارہ کردیا" جیک نے عائشہ کی تھوڑی پکڑتے اس کا چہرہ اپنے بے حد قریب کرتے مدھم آواز میں کہا جیک اور عائشہ کا چہرہ اس قدر

نزدیک تھا کہ جیک کے بولنے پر اس کی سانسوں کی تپش عائشہ کو اپنے لبوں پر محسوس ہو رہی تھی۔

"میری محبت میری ملکیت ہے۔۔نا میں پہلے اس سے دستبردار ہوئی تھی نا کبھی ہونگی" عائشہ نے بھی پر اعتماد لہجے میں جیک سے کہا جیک تو عائشہ کے جھوٹ پر بل کھا کر رہ گیا اور یک دم عائشہ کی تھوڑی کو جھٹکا دیتے اچھوت کی طرح عائشہ سے دور ہوا۔

"عائشہ بی بی ابھی تو سال نہیں گزرا طلاق کا لفظ بھول گئیں جو تم نے اپنے منہ سے ادا کیا تھا" جیک تمسخرانہ انداز لیے بولا عائشہ جو کے لڑکھڑا کر صوفے کے سرے کا سہارا لیے کھڑی تھی جیک کے اس رویئے پر بے آواز آنسو بہانے لگی۔

"ارسلان۔۔" عائشہ اپنی جگہ سے اب سسکیاں بھرتی جیک کے سینے سے جا لگی جیک محسوس کر سکتا تھا کہ وہ کانپ رہی ہے عائشہ کا لرزتا وجود جیک کو تکلیف کے احساس میں جکڑنے لگا مگر آج بھی عائشہ کی دی تزلیل اس کی تکلیف سے زیادہ تھی جیک نے جھٹکے سے عائشہ کو خود سے علیحدہ کیا۔

"یہ نام لینے کا حق تم کھو چکی ہو عائشہ بی بی "جیک نے دو قدم کا فاصلہ قائم کرتے کہا۔

"میں تمہاری بیوی ہوں ۔۔مجھے ہر چیز کا حق ہے" عائشہ بھی خود کو سمبھالتی اس دفعہ چیخی تو جیک نے آگے بڑھتے عائشہ کے منہ کو دبوچا جیک کی پکڑ اتنی مضبوط تھی کہ عائشہ کو جیک کی انگلیاں اپنے گالوں پر دھنستی محسوس ہوئی۔

"وہی بیوی ہو نا میرے لیے ایک اور بیوی لانا چاہتی تھی جو اپنے حقوق میں کسی اور کو بھی شراکت دینے والی تھی" جیک نے مسکراتے زہر خند لہجے میں کہا تو عائشہ نے پوری طاقت لگاتے اپنے دونوں ہاتھوں سے جیک کے ہاتھ کو جھٹکا جس سے جیک بس بے تاثر آنکھوں سے عائشہ کو دیکھے گیا۔

"میں معافی مانگتی ہو تم سے ۔۔مجھے معاف کردو میں اولاد کی خواہش میں وہ سب بول لئی تھی ۔۔مگر تم مجھے ایسے تکلیف مت دو ارسلان میں مر جاؤں گی تمہیں دیکھنے تمہیں محسوس کرنے کے لیے ایک لمبی جدائی سہی ہے میں نے ۔۔پل پل تڑپی ہو سکی ہو تمہارے لیے پلیز مجھے معاف کردو" عائشہ نے جیک کے سامنے ہاتھ جوڑتے گھٹنے یک دم فرش پر گرائے وہ تھک گئی تھی یہ جدائی برداشت کرتے اور پھر اس ظالم کا

لہجہ۔۔ عائشہ کا ڈوپٹہ بھی ڈھلک کر زمین پر اس کے سامنے گرا عائشہ کی حالت دیکھتے جیک نے ضبط سے مٹھیاں بھینچی۔

"میرے پاس تمہیں دینے کے لیے نا محبت ہے اور نا معافی" جیک نے اپنا رخ عائشہ کے وجود سے پھیرا عائشہ نے پلکیں اٹھا کر پھر خود پر ستم ڈھانے والے ستمگر کو دیکھا وہ آج اگر ہار گئی وہ پھر کبھی جیت نہیں پائے گی آج اگر محبت نا پائی تو پھر کبھی محبت محسوس نہیں کر پائے گی عائشہ کو آج سنبھلنا تھا اس ستمگر کا ہر لفظ امرت کی طرح دل میں اتارنا تھا تاکہ وہ اس کے دل میں دوبارہ اتر سکے۔

"میں نے وہ سب بچے کے لیے کہا تمہیں پتا نہیں کتنی تکلیف ہوئی وہ الفاظ اپنے منہ سے نکالتے کتنی دفعہ مری میں وہ سب بولتے۔۔ کتنی مرتبہ اپنے کانپتے وجود کو سنبھالا تمہیں کسی اور کے ساتھ تصور کرتے صرف اس لیے کہ ہماری بھی اولاد ہو جیسے سب کی ہے میں اپنی ممتا کے ہاتھوں مجبور تھی ارسلان ۔۔۔" عائشہ سر جھکائے وہی بیٹھے آنسوؤں سے تر چہرے سے سسکتے ہوئے بولنے لگی جب جیک نے اس کے قریب پنجوں کے بل بیٹھتے اس کے چہرے کے نیچے شہادت کی انگلی کے

سہارے سے اس کا چہرہ اوپر کیا عائشہ نے پلکیں اٹھا کر جیک کو دیکھا جو سرخ ڈوریوں میں بندھی آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"اس سب میں بس تم ہو عائشہ بی بی میں کہی بھی نہیں ۔۔ تم نے ایک دفعہ بھی میرا سوچا میری اپنے لیے محبت کا سوچا میری چاہتوں کا سوچا جو تم سے شروع ہو کر تم پر ختم تھیں ۔۔ نہیں تم نے ایسا نہیں سوچا کیونکہ تمہیں تو اولاد چاہیے تھی جس کی چاہت میں تمہیں میرے احساسات کو کچلنے میں زرا سا بھی ملال نہیں ہوا تم تو الفاظ بول کر مر رہی ہو پل پل میں نے ان الفاظ کی تکلیف کو سینے پر اتارا ہے میں ہر لمحہ کتنا مرا ہو اندازہ ہے تمہیں؟؟ اوہ نہیں نہیں ۔۔ تم اپنا حق کسی اور کو دینے والی تھیں اور اب بات کرتی ہو اپنے حق کی ۔۔ کوئی حق نہیں اب تمہارا مجھ پر جیسے خاموشی سے آئی ہو ویسے ہی خاموشی سے یہاں سے کل پاکستان کے لیے روانہ کردی جاؤگی باحفاظت ۔۔ سمجھ آئی" جیک افسوس سے کہتا پھر مرنے والی بات پر نفی میں سر ہلاتا باقی الفاظ پھر کٹیلے لہجے میں عائشہ کے سماعت کرگیا عائشہ کے چہرے سے انگلی ہٹاتا اٹھنے لگا تھا کہ عائشہ جیک کے کالر کو اپنے دونوں نازک ہاتھوں سے دبوچتے اپنی

جگہ سے زرا سا اٹھتے ہوئے جیک پر جھکی۔

"میں یہاں سے کہی نہیں جاؤگی تمہارے بنا سنا تم نے اور بیوی ہو تمہاری ہر حق رکھتی ہو تم پر اور تم مجھے میرے حقوق سے دستبردار نہیں کر سکتے ارسلان میر" عائشہ نے کہتے ہی جیک کے لبوں پر اپنے کپکپاتے لب رکھے اور اس کے کالر چھوڑتی جیک کے گلے میں باہوں کا ہار ڈال گئی جیک عائشہ کی حرکت پر ساکت سا آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگا جو اپنی آنکھیں بند کیے جیک کے ہونٹوں پر اپنے چھوٹے چھوٹے دانتوں سے تشدد کرنے لگی تھی۔

عائشہ کی سانسیں اپنی سانسوں میں محسوس کرتا جیک بھی ایک گھٹنا زمین پر ٹکائے آنکھیں بند کیے بے خود ہوتا عائشہ کے لمس میں بہک کر اس کی گستاخی میں اس کا ساتھ دینے لگا خاموش فضا میں دو دھڑکتے دلوں نے اس فضا کو محبت کے شور میں گم کردیا عائشہ کے اپنے لبوں پر کاٹنے پر جیک عائشہ کی کمر پر دونوں ہاتھ رکھتا اسے اپنے مزید قریب کر گیا اتنا کہ ان دونوں کے درمیان ایسی خلا بھی باقی نہیں رہی جہاں سے ہوا اپنا راستہ بنا سکے عائشہ کی کمر پر گرفت سخت کرتے جیک نے دوسرا ہاتھ عائشہ

کے بالوں میں پھنسایا عائشہ کے سر کو اپنی طرف جھٹکا دیتے اب جیک نے عائشہ کے لبوں کو قید کیا تو عائشہ بھی مسکراتی آنکھیں واہ کرگئی آج اس کے شوہر نے اتنے دنوں بعد اسے بیوی کے مان سے چھوا تھا مسکرانا فرض تھا عائشہ پر جبکہ جیک نے عائشہ کے لبوں پر اتنا تشدد شروع کیا کہ عائشہ کو اپنے منہ میں خون کا ذائقہ محسوس ہونے لگا جیک تو جیسے صدیوں کا پیاسا ہر غم بھولائے خود کے تپتے وجود کو عائشہ کی سانسوں کو پیتے سیراب کرنے لگا تو وہی اپنے شوہر کے شدت بھرے لمس پر جہاں عائشہ اتنے دنوں بعد خود کو ہواؤں میں محسوس کررہی تھی وہی اپنے بکھرے تنفس کی وجہ سے جیک کی باہوں میں مزاحمت کرتی دونوں ہاتھوں کو جیک کے کندھوں پر رکھ کر دوری قائم کرنے لگی عائشہ کی مزاحمت سے جیسے جیک ہوش کی دنیا میں واپس آتے اپنی آنکھیں واہ کرگیا اور عائشہ کو دیکھنے لگا جو آنکھیں پھیلائے مزاحمت کرتی جیک کے لبوں کی قید سے اپنے معصوم سے ہونٹوں کو آزاد کروانے کی طاق میں تھی تو عائشہ کو جیک کی آنکھوں میں جزبات کا ٹھانٹے مارتا سمندر دیکھائی دیا پھر یک دم جیسے وہ سمندر غصّے اور بے یقینی کی ضد میں بہہ گیا جیک کو اپنی بے اختیاری پر شدید غصّہ آیا جیک نے عائشہ کو جھٹکے سے خود سے الگ کیا عائشہ اپنا تنفس بحال کرتی لمبے

لمبے سانس لے رہی تھی وہی جیک تیزی سے وہاں سے اٹھتا پلٹا جیک کا یک دم دوری قائم کرنا عائشہ کو تکلیف دینے لگا اسی لیے عائشہ جلدی سے اٹھتی روم میں جاتے جیک کی پشت کو اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کے حصار میں لیتی جیک کی پشت پر سر ٹکا گئی۔

"ارسلان۔۔میں بیوی ہو تمہاری مت جھٹکو بار بار مجھے خود سے دور میں یہاں ہمارے درمیان تمام دوریاں مٹانے اور تم پر صرف اپنا حق جتانے آئی ہوں تم مجھے میرے حق سے محروم مت کرو" عائشہ نے لمبے لمبے سانس لیتے کہا تو جیک نے عائشہ لی بات سنتے اس کے دونوں ہاتھوں کے حصار کو توڑتے عائشہ کے بازو کو تھامتے بنا اپنی جگہ سے ہٹے عائشہ کو اپنی پشت سے سامنے کیا۔

"تو میری بیوی یہاں اپنا حق لینے آئی ہے" جیک نے عائشہ کی آنکھوں میں دیکھتے پوچھا جس پر عائشہ نے جیک کی آنکھوں میں دیکھتے اثبات میں سر ہلایا تو جیک پل بھر ساکت نظروں سے عائشہ کو دیکھنے لگا جو اسے ہی دیکھنے میں مصروف تھی پھر جیک نے عائشہ کو گھوماتے عائشہ کی پشت کو اپنے فولادی سینے سے لگایا اور کندھے سے بال ہٹاتے

عائشہ کی گردن پر جھکتا عائشہ کے پیٹ پر حصار تنگ کر گیا عائشہ کی گردن پر اپنی محبت کے نشان بناتا جیک عائشہ کو باہوں میں اٹھاتے روم کے اندر آیا اور عائشہ کو بیڈ پر لٹاتے اپنا کوٹ اتار کر دور پھینکتا اپنی شرٹ کے بٹن کھولتا اسے بھی اپنے تن سے الگ کر گیا جبکہ عائشہ تو اپنے شوہر کے سسکس پیکس اور پہلے سے زیادہ توانا اور پھولے ہوئے مسلس کو دیکھتی آج رات جیک کی شدتوں کو سہنے کا سوچتی اپنا تھوک نگلنے لگی کے جیک نے عائشہ کے اعتراف میں دونوں بازوں ٹکائے اس پر گھٹا کی طرح چھاتا عائشہ کے بالوں میں منہ چھپا گیا عائشہ کی صراحی دار گردن کا جام پیتے اب جیک عائشہ کے لبوں پر جھکتا عائشہ کو اپنے ایک ہاتھ سے زرا سا اٹھاتا عائشہ کی قمیض کی زپ کو جھٹکے سے کھول گیا۔

"ارس۔۔ ارسلان" عائشہ جیک کی انگلیوں کا لمس اپنی کمر پر محسوس کرتی جیک کو گھبرا کر پکارنے لگی۔

"کیا ہوا بیوی بس اتنا ہی حق لینا تھا۔۔" جیک نے خمار آلودہ نگاہوں سے عائشہ کے لبوں کو آزادی بخشتے اس کے شرم و حیاء سے لال ہوتے چہرے کو دیکھتے پوچھا جس

پر عائشہ نے جیک کے الفاظ پر غور کیے بنا ہی نفی میں دھڑکتے دل کے ساتھ پلکیں جھکائے سر ہلایا تو جیک عائشہ کے چہرے کو غور سے دیکھتے اس کی قمیض کو کندھے سے سرکاتے وہاں اپنے لب رکھ گیا صبح کی پھیلی روشنیوں میں جیک کی محبت بھی عائشہ پر ٹوٹ کر برسی تھی جسے سہتے سہتے عائشہ پتا نہیں کب جیک کی باہوں میں آنکھیں موندھ گئی تو جیک بھی عائشہ کو خود میں بھینچے اپنی تمام شدتوں سے الگ روپ میں آج اسے روشناس کرواتا گیا۔

****

دوپہر کے دو بج رہے تھے جب عائشہ کی آنکھ کھلی اور خود کو جیک کی شرٹ میں پایا جیک کی شدتوں کو یاد کرتے عائشہ کا چہرہ پھر حیا سے گلنار ہوا تو وہ دونوں ہاتھوں میں اپنے چہرے کو چھپا گئی جیک جو کہ کچھ دیر پہلے اٹھتا فریش ہو کر بیڈ پر بیٹھا ٹانگیں پھیلائے لیپ ٹاپ پر مصروف تھا ایک نظر عائشہ کو دیکھتے تلخی سے مسکرایا جبکہ عائشہ اب اس پاس جیک کی موجودگی کا سوچتی فوراً ہاتھوں کو ہٹائے جیک کو دیکھنے لگی جو اسے اپنے سے کچھ فاصلے پر ہی لیپ ٹاپ میں مصروف نظر آیا عائشہ کو جیک

کا اس طرح لیپ ٹاپ میں مصروف رہنا پسند نہیں آیا وہ تو ہمیشہ صبح عائشہ کو اپنی باہوں میں لیے اٹھتا تھا اور آج تو اتنے عرصے بعد ان کا ملن ہوا تھا عائشہ سوچو ںمیں گھوم ہوئی جب جیک کی آواز نے اسے اپنی طرف مبذول کیا۔

"جلدی اٹھ گئیں" جیک نے ایک نظر پھر عائشہ کو دیکھتے مصروفیت سے کہا جبکہ عائشہ تو اس کے فریش سے چہرے اور پونی میں قید آدھے بالوں کو دیکھتی مسکرائی اور آگے ہوتی جیک کے بائیں بازو پر سر ٹکا گئی۔

"تمہاری باہوں میں قید ہوتی تو شاید کچھ اور دیر سو جاتی" عائشہ نے مسکراتے جیک کی بیرڈ پر اپنی انگلی پھیرتے کہا عائشہ کے الفاظ اور حرکت پر جیک کا دل جیسے دھڑکنا بھول گیا مگر پل میں وہ خود کو کمپوز کر گیا۔

"مجھے اس کے علاوہ بھی بہت کام ہیں خیر تم تیار ہو جاؤ میں ناشتہ بناتا ہوں تمہارے لیے" جیک نے مصروف سے انداز میں بنا عائشہ کو دیکھے لیپ ٹاپ پر نظریں جمائے کہا تو عائشہ کو لگا جیسے وہ اب بھی اس سے ناراض ہے۔

"تم نے بال کیوں بڑھائیں ہیں۔۔ ان میں اور ہینڈسم لگ رہے ہو شوہر جی۔۔میں

نہیں چاہتی یہاں کی میم میرے شوہر پر نیت خراب کریں تو تم اپنے بال پہلے جیسے کروا لو" عائشہ نے جیک کی بات کو اگنور کرتے اب جیک کے بال کی لٹ کو کھینچتے شرارت سے کہا تو عائشہ کی بات پر جیک کے سامنے پھر وہی منظر لہرایا جب عائشہ چیخ چیخ کر اس سے دوسری شادی کا کہ رہی تھی جیک نے عائشہ کے ہاتھ کو اپنے بالوں کی لٹ سے دور کرتے لیپ ٹاپ بند کیا اور سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور ایک پر سکون سانس لی۔

"میں کیسے رہتا ہوں یہ تمہارے حقوق میں نہیں آتا بیوی۔۔ اور کون مجھ پر نیت خراب کرتا ہے یہ تمہاری سر دردی نہیں ہے۔۔ تم فریش ہو تمہیں تمہارے حق سے نوازدیا ہے میں نے۔۔ ناشتے کرتے ہی تم واپس پاکستان کے لیے نکلوگی اور پھر کبھی اپنا حق لینا ہو تو کال کر دینا میں خود آجاؤ گا پاکستان تمہیں تمہارے حق سے نوازنے اور باقی حقوق تو وقت پر ہی ادا کرتا ہو ویسے ہی ادا کرتا رہو گا" جیک نے بے تاثر لہجے میں کہتے عائشہ کو ساکت کر دیا وہ سب جیک نے اس کے حق کی ادائیگی کے لیے کیا تھا وہ بس اپنا فرض نبھا رہا تھا جیک نے اسے صرف اس کی خواہش پر چھوا تھا عائشہ کی آنکھیں لبالب پانی سے بھر گئیں جبکہ جیک اپنی جگہ سے اٹھتا غور

سے عائشہ کے ساکت ہونے کو دیکھ رہا تھا۔

"یہ کیا مزاق ہے ارسلان۔۔ تم مجھ سے محبت کرتے ہو تم نے مجھے میرے کہنے پر نہیں چھ۔۔" عائشہ آس بھری نظروں سے جیک کو دیکھنے لگی جیسے یہ مزاق ہو اور جیک ابھی ہنس دے گا مگر جیک کے ہلتے نفی میں سر کو دیکھتے عائشہ کے آنسو گال پر بہنے لگے اور وہ بیڈ سے اٹھتی جیک کے سامنے کھڑی ہوئی۔

"تم نے بس اپنا فرض ادا کیا" عائشہ نے نم آواز میں دوبارہ پوچھا۔

"ہاں کیونکہ کل تم نے ہی اپنے حق کا نارا لگایا ہوا تھا اور اتنی دور حق لینے ہی تو آئیں تھیں تم۔۔تمہارے حق کی ادائیگی ہوچکی ہے اب تم پاکستان واپس جاؤگی" جیک نے عائشہ کی آنسوؤں سے بھری آنکھوں میں دیکھتے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا۔

"تم تم سمجھتے کیا ہو خود کو ارسلان میر۔۔میں کیا ہو جو تم میرے ساتھ یہ سلوک کر رہے ہو میں تم سے محبت کرتی ہوں بیوی ہو تمہاری تم کیوں مجھے تکلیف پہنچا رہے ہو" عائشہ جیک کی ٹی شرٹ دونوں مٹھیوں میں دبوچتی یک دم چیخی تو جیک کا قہقہہ گونجا جیک نے عائشہ کے دونوں ہاتھوں سے اپنی شرٹ کو غصے اور ناگواری سے چھڑوایا

اور ایک قدم پیچھے ہوا۔

"تم محبت نہیں کرتیں عائشہ ارسلان میر تم بس فرض اور حق ادا کرتی اور کرواتی ہو۔۔ محبت کرتی تو محبت کو باٹنے کا تصور بھی نا کرتیں۔۔ لیکن تم نے کیا تم نے میرے وجود کو میری محبت کو اپنے پیروں تلے روندا اور اب میں بھی تم سے صرف فرض اور حق کا ہی رشتہ رکھنے کا قائل ہو۔۔ اور یہ میرا گھر ہے جہاں میں دو پل سکون سے گزار لیتا ہوں تو تم یہاں مزید میرا سکون برباد کرنے کے لیے نہیں رہ سکتی آج ہی تم واپس پاکستان جاؤگی ورنہ میں ابھی اسی وقت تمہیں اس فرض اور حق کے رشتے سے آزاد کرونگا طلاق دے کر۔۔۔ ائی بات سمجھ میں" جیک نے زہر خند لہجے میں کہتے ورڈڈراپ کی طرف قدم بڑھاتے تھیری پیس سوٹ نکالا اور چینچنگ روم کی طرف قدم بڑھانے لگا لیکن پھر روکتے وہی سے رخ عائشہ کی طرف کیا جو سٹل ایک جگہ پر کھڑی شاکٹ آنکھوں سے آنسو بہانے کے ساتھ اپنے کپکپاتے خشک لبوں سے کچھ لفظ بھی ادا کر رہی تھی شاید کچھ بولنے کی ہمت یا خود سے کچھ کہ رہی تھی وہ بے یقینی کی حالت میں کھڑی تھی وہ یہاں اپنے شوہر کو منانے آئی تھی نا لہ اپنی تزلیل کروانے اور آج جیک نے ہر لحاظ بلائے طاق رکھتے عائشہ کے شاید مان

کو توڑ دیا تھا آج جیک نے غصے اور غم میں اپنا غبار نکالتے عائشہ کو کرچی کرچی کر دیا تھا جیک کا دل عائشہ کی حالت دیکھتے ایسا ہوا جیسے کسی نے مٹھی میں بھینچ لیا ہے لیکن وہ پھر اپنے پر ضبط کرتا چینچنگ روم میں گھسا اور یک دم دھاڑ کی آواز سے دروازہ بند کیا اور اس آواز پر عائشہ جیسے ہوش میں آئی۔

" ارسلان مجھے طلاق ۔۔میں پاکستان جاؤ۔۔" عائشہ نے یہ لفظ ادا کیے آج وہ اس طلاق کے لفظ سے شاید اتنا ٹوٹ گئی تھی اتنا بکھر گئی تھی کہ آج اسکے دل میں اس لفظ پر خوف در آیا جو آج سے نو ماہ پہلے خود یہ لفظ ادا کرتے کہی بھی نہیں تھا عائشہ کو اس وقت اتنی تکلیف نہیں ہوئی تھی ہوتی بھی کیسے اس وقت اس نے یہ لفظ ادا کیا تھا اور آج جیک نے۔۔۔ جیک کی زبان سے یہ لفظ سنتے عائشہ کو اپنی دنیا ختم ہوتی محسوس ہوئی۔

جیک چینج کرتا جیسے ہی باہر آیا بنا عائشہ کو دیکھے کہ وہ روم میں موجود ہے یا نہیں ڈریسنگ لی سمت قدم بڑھا گیا ڈریسنگ کے ڈرار سے پسٹل نکالتے لوڈ کر کے اپنی پینٹ میں اڑسائی اور پھر واچ اٹھاتے اسے محسوس ہوا کہ عائشہ روم میں موجود نہیں ہے

جیک نے ڈریسنگ مرر سے روم میں نظریں دوڑائیں وہ واقعی روم میں موجود نہیں تھی جیک نے واچ اپنی مردانہ کلائی میں اڑساتے ہی قدم بالکونی کی سائیڈ لیے لیکن وہاں بھی اسے عائشہ کہی نظر نا آئی پھر جیک نے لاونچ میں آتے نظریں دوڑائیں اسے مین ڈور کھلا نظر آیا جیک نے آن چاہے یقین کے تحت کہ عائشہ اس حلیے میں تو کم سے کم باہر نہیں جا سکتی مین ڈور کو دیکھنے سے پہلے کچن کی سمت اور پھر لاونچ کی بالکونی کی سمت قدم بڑھائے لیکن اسے عائشہ وہاں بھی نظر نا آئی جیک کے ماتھے پر بے تحاشہ بل پڑے اور رخ مین ڈور کی جانب کیا جیک نے اپنے اپارٹمنٹ سے باہر نکلتے ہی لیفٹ کو دیکھا جو بند تھی اور پھر جیک نے اپنا رخ سیڑھیوں کی جانب کیا جیک تیزی سے سیڑھیاں اتر رہا تھا اور دماغ میں عائشہ کا وجود گھوم رہا تھا جس میں عائشہ نے صرف اس کی گھٹنوں سے زرا نیچے آتی شرٹ پہنی ہوئی تھی اور عائشہ کا سراپا صاف عیاں ہو رہا تھا جیک کا بس نہیں چلا آج وہ اپنی محبوب بے وقوف بیوی کو جس کی محبت آج بھی اس کے سینے میں دھڑکنوں کی جگہ دھڑکتی تھی زندہ ہی دفنا دے وہ صرف اسے تکلیف پہچانے کے لیے اپنی من مانی کرتی اس کی عزت کا جنازہ نکالنے کے لیے ایسے ہی باہر نکل گئی مانا وہ آزاد سوچ رکھنے والے باشندوں کا ملک تھا مگر

ارسلان میر کو کہا گوارہ تھا اس کی عزت کو کوئی اس حلیے میں دیکھے جیک کے زہن میں بدگمانیاں پھر عروج پر ہوئی سیکنڈ فلور سے آخری زینے پر قدم رکھتے جیک نے اعتراف میں نظریں دوڑائیں جہاں جیک کو عائشہ بلڈنگ سے باہر نکلتی نظر آئی جیک لی شرٹ میں کمر پر جھولتے بالوں میں ننگے پیر وہ بلڈنگ کے فلور کو عبور کرنے والی تھی مگر عائشہ کے حلیے کو دیکھتے جیک کے عصاب پر غصّہ بری طرح حاوی ہوا جیک نے تین منٹ کے فاصلے کو تین سکینڈ میں طے کرتے عائشہ کا بازو دبوچتے اس کا رخ اپنی طرف کیا عائشہ کٹی ڈور کی پتنگ کی طرح جیک کے کھینچنے پر اس کے سینے سے جا ٹکرائی جیک نے عائشہ کو شانوں سے تھامتے پتھریلے تاثرات کے ساتھ خونخوار لہو دیتی نظروں سے دیکھا عائشہ کا آنسوؤں سے تر چہرہ اس کے ٹوٹے دل کی صاف عکاسی کر رہا تھا مگر یہاں تو اپنی عزت کو اس حلیے میں دیکھتے جیک کا بس نہیں چلا کہ وہ عائشہ کو ابھی زمین میں دفنا دے جو کہ خالی خالی نظروں سے ہڑبڑاتی ہوئی جیک کی غصے سے سرخ ہوتی آنکھوں میں دیکھنے لگی جیک لب وا کرنے لگا مگر سامنے سے آتے گارڈ پر اس کی نظر پڑی جو اسی سمت قدم بڑھا رہا تھا جیک نے اپنا کوٹ اتارتے عائشہ کے شانوں پر سیکنڈز میں پھیلاتے عائشہ کو اپنے چوڑے وجود کے پیچھے کیا تو وہ معصوم

نازک جان جیک کی کاروائی کو دیکھتے پوری جیک کے پیچھے چھپ گئی یہاں تک کے جیک نے عائشہ کے پیروں کے آگے اپنے پیر کر لیے وہ خون سے کھیلنے والا شخص مجرموں کی چمڑیاں ادھیر دینے والا اپنی بیوی کے پیر پر بھی کسی نا محرم کی نگاہیں تک برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

"Get out" جیک پوری قوت سے اس گارڈ کی طرف دھاڑا جو بیچارہ سیکیورٹی روم کی طرف جا رہا تھا کہ اچانک جیک کی دھاڑ پر نا سمجھی سے جیک کو دیکھنے لگا اس بلڈنگ کا ہر رہائشی جانتا تھا کہ یہ آدمی خاموش طبعیت رکھتا ہے اور سخت مزاج کا مالک ہے مگر سب جانتے تھے کہ وہ بلا وجہ کسی سے کچھ نہیں کہتا اور سیکیورٹی گارڈ نے تو عائشہ کو دیکھا بھی نہیں تھا اور اگر دیکھ بھی لیتا تو اس کی نظر میں یہ بات اتنی قابل اعتراض بھی نا ہوتی کہ جیک اس پر اتنا غصہ کرے مگر جیک اس کی آنکھیں ضرور نکال لیتا کیونکہ یہ بات جیک کے لیے ہر صورت قابل قبول نا تھی تو عائشہ پہلے بیچاری جیک کے اچانک نمودار ہونے پر اور پھر اس کی غصّے میں ڈوبی آنکھیں دیکھتی خوف سے کانپ رہی تھی۔

"I said get out from here" جیک بت بنے گارڈ کو دیکھتا غصے سے پاگل ہوتا

پہلے سے بھی زیادہ قوت سے دھاڑا تو جہاں گارڈ گدھے کے سر سے سینگھ کی طرف

غائب ہوا وہی عائشہ کانپتی ہوئی خوف سے جیک کی کمر سے اس کی شرٹ کو مٹھیوں

میں بھینچ گئی گارڈ کے جاتے ہی جیک نے عائشہ کے کپکپاتے ہاتھ جو اسے اپنی کمر پر

محسوس ہو رہے تھے تھامتے اسے اپنے سامنے کیا اور بنا سمجھنے کا موقع دیے اسے

اپنی باہوں میں اٹھاتا پانچ منٹ میں اپارٹمنٹ کے اندر داخل ہوا اپارٹمنٹ کا

دروازہ پیر سے لاک کرتے عائشہ کو لیے اپنے روم میں آیا اور آتے ہی عائشہ کو اپنی

باہوں سے اتارتے اپنے سامنے کھڑا کیا اور ایک تھپڑ اس کے منہ پر دے مارا عائشہ

جیک کے تھپڑ کی تاب نا لاتے ہوئے اوندھے منہ زمین بوس ہوئی عائشہ کا وجود جہاں

پہلے کانپ رہا تھا اب مزید کانپنے میں شدت اختیار کر گیا جبکہ جیک لمبی لمبی سانسیں

لیتا اپنا غصہ کم کرنے کے لیے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو بالوں میں پھیرنے لگا مگر

غصہ تھا کہ کسی صورت کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا عائشہ کو اب بھی اوندھے

منہ گرے ہوئے کانپتے دیکھتا جیک گھٹنوں کے بل عائشہ کے قریب بیٹھا اور اس

کے بازوں کو اپنی ہتھیلی میں دبوچتا عائشہ کا رخ اپنی طرف کر گیا جیک کی نظر عائشہ

کے منہ سے نکلتی خون کی لکیر پر گئی جیک کو محسوس ہوا کہ اس کے جسم سے سارہ خون نچڑنے لگا ہے۔

"اس حلیے میں نیچے جانے کا کیا مقصد ہے تمہارا۔۔کیا ثابت کرنا چاہتی ہو "جیک عائشہ کے ہونٹوں کے نیچے بہنے والی خون کی لکیر پر انگوٹھا مس کرتا ہوا غصے سے گرجا کہ عائشہ نے زور سے آنکھیں میچی۔

"بولو۔۔"جیک عائشہ کو مسلسل چپ دیکھتا پھر دھاڑا۔

"تم تم۔۔۔مجھے طلاق "عائشہ نے کپکپاتی آوازمیں کہنا چاہا جب جیک نے نا سمجھی سے اسے دیکھا اس کی بات کا ادھورا مطلب سمجھتے جیک کی رگیں پھر تن گئیں۔

"تمہیں طلاق۔۔۔اب بھی تمہیں طلاق چاہیے۔۔ٹھیک ہے پھر "جیک نے عائشہ کے بالوں کو مٹھی میں جکڑتے اس کے چہرے پر غراتے کہا تو عائشہ کی جان ہوا ہوئی عائشہ نے جیک کی بات سنتے پوری قوت سے جیک کو پیچھے کی جانب دھکا دیا جیک اس عافت کے لیے تیار نا تھا تبھی عائشہ سے پیچھے ہوا جیک کے پیچھے ہوتے ہی اس کی پینٹ میں اڑسائی گن بھی دور جا گری عائشہ اپنی جگہ سے کھڑی ہوتی جیک کو غصے

اور بے بسی سے دیکھنے لگی وہ کل سے ہر طرح اس ظالم کو اپنی محبت کا یقین دلانے لی کوشش کر رہی تھی اور یہ شخص صبح اس کے مان کو توڑتا طلاق کی بات کر گیا اور اب بھی عائشہ کی ادھوری باتوں کا مطلب طلاق پر ہی نکال رہا تھا عائشہ کی نظر جیک سے ہوتی اس گن پر گئی اور فوراً ہی عائشہ گن تھامتی واپس اپنی جگہ پر کھڑی ہوئی یہ سب اتنی اچانک ہوا کہ جیک کچھ سمجھ ہی نا سکا اور جب سمجھ آیا تو یہ کہ عائشہ کے ہاتھ میں اس کی بولٹس سے بھری گن تھی۔

"بہت ہو گیا ہے ارسلان" عائشہ یک دم چیخی جیک سیدھا کھڑا ہوتا عائشہ کے پاس قدم بڑھانے لگا کہ عائشہ نے گن اب سر پر تانی اور جیک سے مزید نفی میں سر ہلاتی دور ہوئی۔

"کیا بے وقوفی ہے یہ۔۔نیچے کرو" جیک عائشہ کے سر پر گن دیکھتا غصّے سے بوکھلایا ہوا غرایا۔

"بے وقوفی ہی ہے۔۔جو یہاں آئی تمہیں منانے جبکہ تم مجھے تو چھوڑنے کے لیے تیار بیٹھے ہو۔۔مجھے معاف تک نہیں کر سکتے میں نے بس ایک اولاد کی خواہش میں

نا سمجھی میں بولا تھا جس کی سزا میں نے جدائی کی صورت میں کاٹی ہے میں تو بے وقوف تھی مگر تم تو سمجھ دار تھے تم مجھے معاف نہیں کر سکتے تھے ؟؟۔۔۔مجھے تمہارے ساتھ رہنا ہے تمہاری معافی تمہارا ساتھ تمہاری محبت چاہیے مجھے ۔۔ اور اگر نہیں تو میرے زندہ رہنے کا کوئی جواز نہیں" عائشہ نے کپکپاتے ہوئے غصّے بے بسی سے آنکھوں میں محبت اور بے تحاشہ آنسو لیے اپنا دل کا حال بیان کیا تو جیک کے اعصاب ڈھیلے پڑے جیک تو سوچ بھی نہیں سکتا عائشہ کے بنا جینے کا اور آج وہ اسی کی وجہ سے اپنی جان لینے کے لیے تیار بیٹھی ہے جیک نے ایک قدم آگے لیا تو عائشہ نے دو قدم پیچھے لیے جس سے عائشہ کی پشت ورڈڑاپ سے جا لگی اور ایک آواز پیدا ہوئی ۔

"عائشہ ۔۔" جیک کی آواز کپکپائی کس قدر تکلیف دہ منظر تھا کہ وارڈڑاپ سے ٹکرانے کی آواز پر بھی جیک کو لگا کہ اس کی سانسیں مدھم ہونے لگیں ہیں۔

"نہیں ۔۔میں تمہارے بنا نہیں جی سکتی ۔۔ اور عائشہ کی زندگی کا کیا فائدہ جس میں ارسلان میر نا ہو" عائشہ نے جیک کو دیکھتے آنسوؤں سے تر چہرے سے کہا اور ٹر گر

دبانے لگی ہی تھی کہ عائشہ کا ارادہ سمجھتے جیک کی جان ہوا ہوئی جیک دونوں گھٹنے زمین پر فوراً ٹیک گیا۔

"میں۔۔میں تمہیں معاف کرتا ہوں۔۔میں آج بھی تم سے محبت کرتا ہوں میں کبھی تمہیں طلاق نہیں دوں گا وہ سب میں نے بس غصے میں کہا تھا۔۔ تم مر گئی تو میں جی کر لیا کرو گا تم میں میری جان بستی ہے۔۔مجھے بے انتہا محبت ہے تم سے عائشہ ارسلان میر" جیک نے زمین پر دونوں گھٹنے ٹیکے عائشہ کے لیے باہیں پھیلائے نم آنکھوں سے اسے دیکھتے کہا تو عائشہ کی انگلی ٹرگر سے ہٹی اور گن زمین بوس ہوئی عائشہ روتی سسکتی پل میں جیک کی باہوں میں سما گئی یہی سننے کے لیے تو اب تک زندہ تھی ورنہ جیک کے جانے پر ہی مر جاتی جیک نے عائشہ کو خود میں بھینچا۔

"مجھے بھی بے انتہا محبت ہے تم سے ارسلان میر" عائشہ ہچکیاں بھرتی جیک کے سینے سے لگی اس کے پشت پر دونوں بازو پھیلائے اظہار محبت کر رہی تھی کئی لمحے وہ دونوں ایک دوسرے کی دھڑکنوں کو محسوس کرتے رہے کتنا سکون تھا ایک دوسرے کی قربت میں ان کے لیے۔

"کیا حرکت تھی یہ ایک اس حلیے میں باہر نکلی کوئی اگر تمہیں دیکھ لیتا تو میں اس کی آنکھیں نکال لیتا اور پھر خود تمہیں شوٹ کر دیتا۔۔ اور اوپر سے یہ گن خود پر تان لی ٗولی چھو کر بھی گزرتی تو میں جان سے مار دیتا تمہیں" جیک عائشہ کو خود سے الگ کرتا شانوں سے تھامتے ہوئے پھر غصے سے دھاڑا جیک کی آنکھوں سے دو موتی ٹوٹ کر اس کی بڑھی ہوئی شیو میں جذب ہوئے جو عائشہ نے باخوبی دیکھے تھے جیک کا تو سوچ سوچ کر برا حال ہو رہا تھا جس کی جان کے لیے وہ اپنی جان قربان کر سکتا تھا غصّہ بے بسی اور خوف میں اسی کی ہی جان لینے کی بات کر رہا تھا۔

"تم مجھے مجھے طلاق دے دیتے۔۔میں تم سے اس لیے دور دور جا۔۔رہی تھی" عائشہ جیک کی دھاڑ پر سرخ آنکھوں سے اسے دیکھتی ہوئی بے بسی سے بولی عائشہ کی سرخ آنکھیں، خون کی بوندوں میں نہائے ہونٹ اور چہرے پر مٹے مٹے اور تازہ بہتے آنسو دیکھ جیک کا دل تڑپا وہ اس خوف سے اس سے دور جا رہی تھی کہ وہ اسے طلاق نا دے۔۔ کتنی چاہت کے حصار میں رکھا تھا جیک نے اسے ہمیشہ پیار سے محبت سے مان سے اور آج اسی مان کو توڑ دیا جیک نے۔۔ کیسی محبت تھی اس کی جب وہ عائشہ کی ایک غلطی معاف نا کر سکا وہ غلطی بھی کیا تھی اس کو ہی اولاد دینے کے لیے

وہ کیا کیا کر رہی تھی صرف اسے بے اولاد نا ہونے دینے کے لیے خود پر سوتن بھی برداشت کرنے کو تیار تھی جیک کا غصہ پل میں ہوا ہوتا احساس ندامت اور اپنے عائشہ کے ساتھ رویئے پر شرمندگی کا روپ اختیار کر گیا۔

"اب بھی دور جاؤ گی۔۔؟؟" جیک نے عائشہ کے آنسوؤں کو اپنے دونوں ہاتھوں کی پشت سے صاف کرتے کہا تو عائشہ کا دل پھر بھر آیا عائشہ مضبوطی سے جیک کے دونوں ہاتھوں کو تھام گئی جبکہ جیک اپنی صرف اس کے لیے بے حال ہوتی بیوی کو محبت سے دیکھتا رہا عائشہ نے نفی میں سر ہلاتے مسلسل آنسو بہائے کہا تو جیک نے عائشہ کو اپنے سینے میں پھر بھینچا۔

"دوبارہ مرنے کا نام لیا تو تمہیں شوٹ کرنے کے بعد خود کو شوٹ کر لونگا" جیک نے عائشہ کی کپکپاتی پیٹھ کو سہلاتے محبت بھرے لہجے میں کہا جیک کی جان بار بار عائشہ کے گن تھامنے والے منظر کو سوچتے اور مرنے کی بات کو یاد کرتے ہلکان ہو رہی تھی۔ اس کا دل اب بھی وہ لمحہ یاد کرتے کانپ رہا تھا جسے عائشہ نے باخوبی محسوس لیا تھا تو عائشہ بھی جیک کے دل کے مقام پر اپنے لب رکھتی اسے پر سکون کرنے لگی

ان کی زندگیوں سے بدگمانی، جدائی، تکلیف کے بادل چھٹ گئے تھے اب وہاں بے پناہ محبت تھی صرف اور صرف بے انتہا محبت۔

جیک اور عائشہ اب ساتھ پاکستان آنے والے تھے کچھ دنوں میں تو سب پاکستان میں ان دونوں کا بے صبری سے انتظار کر رہے تھے جبکہ داہم اور ہالے کی زندگی میں آنے والے نئے مہمان کے لیے بھی سب بہت خوش اور ایکسائیٹڈ تھے تو وہی دلکش اور ماہر کے نئے مہمان ماہ دیر کو بڑے تو بڑے چھوٹے بھی پیار کرنے کے لیے مجبور ہو گئے تھے سب کو وہ مسکراتا پیارا سا بے بی بہت پسند تھا ضیغم تو جیسے حمامہ کے لیے بوڈی گارڈ بنا ہوتا تھا بلکل ویسے ہی وہ ماہ دیر کو بھی ضیام کی شرارتوں سے محفوظ رکھتا تھا کیونکہ ضیغم کا ماننا تھا وہ اس کا بڑا بھائی ہے تو ماہ دیر کی حفاظت کی زمیداری ضیغم کی ہے جبکہ ضیام کو تو اپنے ٹھرک پن سے ہی فرصت نہیں تھی تو حمامہ کو اپنے بھائیوں کی چاکلیٹ چوری کرتے ماہ دیر کے ساتھ شیئر کر کے کھانے کا شوق چڑھا تھا کیونکہ اس کا ماننا تھا کہ ماہ دیر اس سے چھوٹا ہے تو اسے اپنے بھائی کے ساتھ ہر چیز شیئر کرنی چاہیے اگر نہیں کرے گی تو وہ حمامہ سے پیار نہیں کرے گا جبکہ ضیغم تو حمامہ کو ماہ دیر کے پاس پیروں اور ہاتھوں کے بل چل کر جانے سے روک

روک کر تھک گیا تھا تو دآیان کو بھی اپنے بہن (داہم کے مطابق) کے آنے کا بے

صبری سے انتظار ہونے لگا پیلس میں تو ضیغم ضیام اور حمامہ کے ساتھ ساتھ ماہ دیر

بھی آچکا تھا وہ چار بہن بھائی ہو چکے تھے تو اسے بھی اب وہاب ولا میں اپنا بہن یا

بھائی چاہیے تھا جو جلد ہی آنے والا تھا جبکہ نوفل نے تو جنت ولا گلا پھاڑ پھاڑ کر سر پر

اٹھایا ہوا تھا کہ اسے بھی بہن یا بھائی چاہیے جس پر نوریز کا دل چاہا کہ اپنے بیٹے کو ایک

لگا کر بولے کہ تیری اور تیرے استادکی ہی وجہ سے کمینے ابھی تک وہ دوبارہ باپ نہیں

بنا مگر ایسا کر تھوڑی نا سکتا تھا تو بس چپ رہا مگر نوفل کے ہنگامے پر جنت بیگم نے تو

صاف نمل کو کہ دیا تھا کہ انھیں دوبارہ جلدی دادی بنائے کیونکہ وہ اپنے پوتے کو اداس

نہیں دیکھ سکتی جنت بیگم کی بات پر نمل جہاں نوفل کو پیٹنے کا موقع ڈھونڈ رہی تھی تو

وہی نوریز پھر باپ بننے کا نوریز کی معنی خیزی نظروں کو سمجھتے نمل نوریز سے بچنے کے

بہانے ڈھونڈنے لگی تھی جس پر نوریز صرف آہیں بھرتا ہی رہ گیا مگر آج نمل کو دیکھتے

اس کو اپنے جزبات پر قابو پانا مشکل لگنے لگا وہ احان صاحب نمل اور نوریز ایک

شادی کی تقریب میں گئے تھے جبکہ وہاب صاحب جنت بیگم اپنے پوتے کے ساتھ گھر

میں رکے تھے شادی کی تقریب میں تمام عورتیں نمل کی تعریف کرتی نہیں تھک رہیں

تھی وہ ایک تیرہ ماہ کے بچے کی ماں ہوتے ہوئے خود کم سن لڑکی لگ رہی تھی جو بلا کی خوبصورتی کی مالک تھی پیرٹ گرین کلر کی پیروں کو چھوتی فراک میں شانوں پر نیٹ کا ڈوپٹہ پھیلائے مناسب میک اپ اور کندن کی جیولری میں وہ بے انتہا حسین لگ رہی تھی جنت بیگم نے تو اپنے بیٹے اور بہو کی بار بار نظر اتاری تھی کیونکہ ان دونوں کا لپل نظر لگ جانے کی حد تک پرفیکٹ اور حسین لگ رہا تھا خواتین اور مرد حضرات کے بیٹھنے کا انتظام الگ کیا گیا تھا اور جب جب نوریز نمل کے پاس آکر کھڑا ہوتا اس وجیہہ مرد کو دیکھتے جس نے کریم کلر کے شلوار کرتے پر اپنی بیوی کے ڈریس کا ہم رنگ و اسکٹ پہنا تھا جیل سے سیٹ بال پشاوری ڈارک براؤن چپل پہنے نوریز نے کتنی ہی لڑکیوں کی دھڑکنیں منتشر کیں تھیں وہ خود نہیں جانتا تھا تقریب ختم ہوتے ہی انھوں نے جنت ولا کی جانب رخ کیا جنت بیگم اور وہاب صاحب نوفل کو اپنے پاس سلا چکے تھے تو احان صاحب بھی سونے جا چکے تھے نمل نوفل کو دیکھتی اپنے روم میں داخل ہوئی روم کا دروازہ لاک کرتی پلٹی ہی تھی کہ نوریز جو کہ واسکٹ اتارتا بے چینی سے اپنی بیوی کا انتظار کر رہا تھا نمل کو دیکھتے اسے کمر سے پکڑتا بنا نمل کو سمجھنے کا موقع دیے اپنے حصار میں لے گیا نمل نوریز کی اچانک قید میں خود کو محسوس

کرتی گڑبڑائی جبکہ نوریز تو بے خود ہوتا نمل کی گردن میں منہ چھپا گیا۔

"نوریز کیا کر رہیں ہیں۔۔" نمل نوریز کی سلگتی سانسوں کو اپنی گردن پر محسوس کرتی ہوئی بولی تو نوریز نے نمل کی آنکھوں میں دیکھا۔

"پیار کرنے لگا ہوں اپنی بیوی سے" نوریز نے کہتے ہی نمل کے دائیں گال پر اپنے لب رکھے نمل کو نوریز کی آنکھوں میں صاف خمار کی ڈوریاں باندھتی نظر آئیں آج اس کی جان پھر اتنے عرصے بعد اپنے شوہر کے قید میں آنے والی تھی نمل نے سوچتے ہی تھوک نگلا۔

"نوریز پلیز آج نہیں میں تھک گئیں ہوں" نمل نے نوریز کے سلگتے لبوں کو اپنے دوسرے گال پر محسوس کرتے مزاحمت کی مگر نوریز تو آج نمل کو کوئی رعایت دینے کے موڈ میں ہی نہیں تھا۔

"تم آج میری اتنے عرصے کی تھکن کو خود میں اتار کر مجھے سکون دے دو پلیز۔۔میں بے خود ہو رہا ہوں تمہاری طلب میں بے قابو ہو رہا ہوں" نوریز نے خمار بھری نظروں سے نمل کے ہونٹوں کو فوکس میں لیتے اس کی کمر پر گرفت مضبوط کی نوریز

نمل کے ہونٹوں پر چھلکنے ہی والا تھا کہ اچانک روم میں موبائل فون کی رنگ گونجی یہ فون تھا نمل کا جسے رات کے اس وقت اس کا پندرہ ماہ کا بوائے فرینڈ یاد کر رہا تھا کیونکہ نمل نے پورا دن آج اس سے بات نہیں کی اور ضیام کا تو نمل سے بات کیے بنا دن ہی نہیں گزرتا تھا اس لیے وہ اپنے ڈیول کنگ باپ کا موبائل ان لاک کرتا نمل کا نمبر ملا گیا جو خونخوار نظروں سے ضیام کو ہی گھور رہا تھا جبکہ ڈیول اور آیت کے روم میں وہ بڑے مزے سے اپنے ماں باپ کے بیچ میں بیٹھا چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے ڈیول کا بڑا موبائل پکڑے کان سے لگائے ہوئے تھا آیت کا ماننا تھا وہ ٹھرکی باپ کی ٹھرکی اولاد ہے جو پندرہ ماہ کی عمر میں اپنی گرل فرینڈ کا نمبر نا صرف یاد رکھتا ہے بلکہ نمبر ڈائل کرتے پیار بھری باتیں بھی کرتا ہے جبکہ ضیغم آیت کی اولاد ہے جو نہایت شریف اور خوش مزاج بچہ ہے ضیام بڑے مزے سے اپنے ماں باپ کے بیچ پلوپیچھے سیٹ کیے بیٹھا دونوں پیر باندھ کر نمل کے کال ریسیو کرنے کا ویٹ کر رہا تھا جبکہ ڈیول دائیں جانب اور آیت بائیں جانب بیٹھے ضیام کو دیکھ کم گھور زیادہ رہے تھے تو ضیغم ضیام کے بلکل سامنے اسے تو کبھی اپنے ماں باپ کو دیکھ رہا تھا۔

"ڈیول اس تمہاری ٹھرکی اولاد کا کیا تک بنتا ہے اس وقت نمل کو کال کرنے کا"

آیت نے دانت کچکچا کر ڈیول کو گھورتے کہا۔

"میں نے دیواروں کے ساتھ رومینس نہیں کیا تو جو یہ میری ہی اولاد ہے" ڈیول آیت لی گھوری پر بے بس ہوتا دانت پیس کر جتا گیا۔

"تم نے پتا نہیں کتنی لڑکیوں کے ساتھ منہ کالا کروایا ہوگا تبھی تو تمہاری اولاد اتنی ٹھرک لیے پیدا ہوئی ہے" آیت نے ڈیول کی بات پر تپ کر کہا ڈیول تو بل کھا کر ہی رہ گیا۔

"نالائق گدھے کی اولاد اپنی حرکتوں سے میرے کیریکٹر کو مشکوک بنا رہا ہے۔۔
کاش میں تھوڑا کم پیار کرتا تیری ماں کو تو بس ضیغم ہی پیدا ہوتا تو نا آتا اس دنیا میں مجھے ذلیل کروانے" ڈیول نے ضیام کو سر پر ہلکی چت رسید کرتے کہا جو اب فون کان سے ہٹاتے اپنے باپ کو دیکھ رہا تھا تو دوسرے چھوٹے گولو مولو ہاتھ سے سر کو کھجا رہا تھا جبکہ آیت اور ضیغم کو ڈیول اور ضیام کو دیکھتے بے ساختہ ہنسی آئی۔

"ڈیڈ نمل بے بی کال نہیں اتھا رہی اور آپ مجھے مال لہیں ہیں میں پتا ہے کتنا سادھا پریشتگان ہوں ڈپریتھن میں دو (ڈیڈ نمل بے بی کال نہیں اٹھا رہی اور آپ مجھے مار

رہیں ہیں میں پتا ہے کتنا پریشان ہوں ڈپریشن میں ہوں)" ضیام نے خفا نظروں سے اپنے باپ کو دیکھتے معصومیت سے سر پر ہاتھ رکھتے کہا تو ڈیول اور ضیغم کے ڈمپل جہاں واضح ہوئے وہی آیت نے منہ پر ہاتھ رکھتے اپنی ہنسی روکی اس کا بیٹا تھا بڑا پیارا جو اپنی حرکتوں سے محفل لوٹ لیا کرتا تھا۔

"پہلی بات تو بیٹا وہ بے بی نہیں پھوپھو ہے تیری جیسے عنایہ پھوپھو ہیں اور دوسرا تو کیوں پریشان ہے؟؟ صبح بات کر لینا ایسی بھی کیا قیامت آگئی ہے جو تجھے ابھی بات کرنی ہے" ڈیول نے ضیام کو دیکھتے اپنی ہنسی چھپاتے اسے بتایا اور پریشانی کی وجہ پوچھی تو ضیام نے لمبی سانس لے کر اف کیا ضیام کی حرکت پر ڈیول اور آیت کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تو ضیغم نے نفی میں سر ہلایا وہ تھا اس کی عمر کا ہی مگر سب سہی کہتے تھے وہ سنجیدہ طبعیت کا مالک بچہ تھا۔

"داہم پھوا نے میلی ویدیو وائرل کردی ہے نا اس لیے" ضیام نے آنکھوں میں نمی لیے سب کو اپنی پریشانی کی وجہ بتائی تو ڈیول اور آیت کا منہ کھل گیا۔

"ویڈیو کیسی ویڈیو؟؟" آیت نے پوچھا۔

"میں نے نوفل کی دوشت کو کس تیا تھا نا تو داہم پھوا نے میری وڈیو بنائی اور وائرل کر دی نوفل دآیان اور کونگ (ضیغم) تے پاس بھی تے سب نے دیکھتی ہے عنایہ پرنسس اور مما کے موبائل سے اور اب نمل بےبی کے موبائل میں بھی تو ہودی نا (میں نے نوفل کی دوست کو کس کیا تھا نا تو داہم پھوپھا نے میری ویڈیو وائرل کردی نوفل، دایان اور کونگ کے پاس بھی ہے سب نے دیکھی ہے عنایہ پرنسس اور مما کے موبائل سے تو اب نمل بےبی کے پاس بھی تو ہوگی نا)" ضیام نے نچلا ہونٹ باہر لٹکاتے روہانسا ہوتے بتایا تو ڈیول اور آیت نے ایک دوسرے کو دیکھا جب کہ ضیغم تو اس ٹھرکی آتما کو دیکھتا رخ پھیر گیا وہ پندرہ ماہ کا بچہ تھا جو اپنی ویڈیو (کس کرتے ہوئے) وائرل ہونے کی وجہ سے ڈپریشن میں تھا۔

"تو نالائق کس کیوں کی تھی؟؟ میری عزت کو خاک میں ملائے گا کسی دن۔۔" ڈیول نے ضیام کی بات سنتے مصنوعی غصّے سے اسے گھورتے ہوئے کہا تو ضیام نے اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھوں کو ماتھے پر رکھے باپ کو دیکھا۔

"تھیی یہ متھے ہی کہیے گا اپنے توتے تا ندازے کو تو کتھ نہیں کھتے آپ پتا ہے یہ کرائم

ہے میری ودیوبنائی انھوں نے (صحیح ہے مجھے ہی کہیں گا اپنے چھوٹے خانزادے کو تو کچھ نہیں کہتے آپ پتا ہے یہ کرائم ہے میری ویڈیو بنائی انھوں نے)"ضیام نے اپنے معصوم غصے سے باپ کو جتایا جس پر ضیام کی داہم کے لیے جیلسی صاف عیاں ہو رہی تھی آیت اور ضیغم بے ساختہ مسکرائے جبکہ ڈیول تو اپنے سپوت کی جیلسی پر خاصا محفوظ ہوا تھا تو کرائم والی بات پر ڈیول کا دل عش عش کر اٹھا وہ امریکہ کے ڈون کا سپوت ! ! اپنے باپ کو پندرہ ماہ کی عمر میں کرائم سے آگاہ کر رہا تھا۔

"میرے چھوٹے خانزادہ کے بارے میں کچھ مت کہنا گدھے کی اولاد۔۔۔ وہ بہت معصوم اور اچھا ہے اور اس کے ویڈیو بنانے پر کرائم کے بارے میں پتا ہے اپنی لفنگوں والی حرکتوں پر بھی غور دو"ڈیول نے ضیام کو تپانا چاہا۔

"بلکل چھوتے سسر جی بہت اتھے ہیں (بلکل چھوٹے سسر جی بہت اچھے ہیں)" ضیغم نے بھی کھلے دل سے اپنے چھوٹے سسر کی تعریف کی تو ضیام تو اپنے باپ اور بڑے بھائی کو دیکھتے بے ہوش ہونے کے در پہ تھا کہاں سے معصوم ہیں معصوم ہوتے

تو اس کی کس کی ہوئی ویڈیو نا بناتے اور بنا ہی لی تھی تو بلیک میل کرتے ہوئے ہالے کو ہالے پھوپھو نا بلواتے اور اگر وہ بھی کر ہی لیا تھا اور ضیغم کے بقول اچھے تھے تو ویڈیو وائرل تو نا کرتے خاندان میں۔

"ہاں بہت اتھے اور معتھوم ہیں بلتل لومدی کی ترح (ہاں بہت اچھے اور معصوم ہیں لومڑی کی طرح)" ضیام نے جل کر کہا تو آیت کا ہنس ہنس کر پیٹ میں درد ہونے لگا جبکہ ڈیول اور ضیغم نے ضیام کو خونخوار نظروں سے دیکھا ڈیول اپنے چھوٹے خانزادہ کے خلاف تو ایک لفظ بھی نہیں سن سکتا تھا تو ضیغم تو اپنے چھوٹے سسر جی کے لیے اپنی چھوٹی سی جان اس عمر میں بھی دینے کا حوصلہ رکھتا تھا ضیام اپنی ماں کو دیکھتے جہاں مسکرایا تھا وہی اپنے باپ اور بھائی کی خونخوار نظروں کو خود پر محسوس کرتے تھوک نگل گیا۔

"سوری۔۔پل ڈیڈ اگل اس ویدیوتی وجہ سے نمل بے بی نے مجھ سے بریک اپ تیا تو میں بتا لہا ہوں میں پیلس تھول کر چلا جاؤ تا (سوری۔۔پر ڈیڈ اگر اس ویڈیو کی وجہ سے نمل بے بی نے مجھ سے بریک اپ کیا تو میں بتا رہا ہوں میں پیلس چھوڑ کر چلا جاؤ

گا)"ضیام نے سوری بولتے ہی اپنے نازک سے دل میں بریک اپ کا صدمہ برداشت نا کرتے ہوئے اپنے ارادوں سے ڈیول کو آگاہ کیا تو ضیغم کی آنکھیں چمکی تو ڈیول نے بھی پر سکون سانس لیتے ڈمپل کی نمائش کی جبکہ آیت تو اپنے ٹھرکی بیٹے کی بات پر نفی میں سر ہلاتی سائیڈ ٹیبل سے پانی گلاس میں ڈالتی منہ سے لگا گئی مافیا خاندان کے توپ کا کوئی کیا کرے جو اتنی سی عمر میں بریک اپ کے ڈر کی وجہ سے وہ پیلس چھوڑنے تک کی بات کر گیا تھا مطلب مافیا خاندان کے سربراہ ڈیول کنگ کو دھمکی اس دھمکی پر ڈیول بھی صرف سر ہی جھٹک سکتا تھا۔

"وعدہ تلو واپس نہیں تاؤ گے (وعدہ کرو واپس نہیں آؤ گے)" ضیغم نے سب سے پہلے چھوٹے ہاتھ کو گھٹنوں کے بل بیڈ پر چلتے ضیام کے پاس آتے پھیلایا تو ضیام نے پھر ہونٹ بلکاتے اپنے بھائی کو جہاں گھورا وہی ڈیول ضیغم کی حرکت پر قہقہہ لگا اٹھا اب اس کے گھر میں بھی ایک دلشاد اور ایک داہم والی کہانی چل گئی تھی۔

"شاباش وعدہ کرو اور تم فکر نہیں کرنا میں تمہیں پوکٹ منی کے ساتھ چاکلیٹز بھی بھیجتا رہوں گا" ڈیول نے بھی ضیغم کی حرکت میں ساتھ دیتے شرارت سے کہا تو

ضیام نے اپنی چھوٹی آنکھوں میں سوچنے والا تاثر سجایا کہ یہ دونوں تو اسے پیلس سے بے دخل کرنے کے لیے تیار بیٹھے ہیں اب وہ کیا کرے گا اور اتنی بڑی بات بھی بول دی اگر پیلس ہی نہیں رہے گا تو نمل بے بی سے کیسے ملا کرے گا اور پیلس چھوڑ کر جائے گا کہا؟؟ضیام کا دل اپنے بھائی اور باپ کے چھوٹے اور بڑے پتھر دل کو دیکھتے ڈوبا ضیام نے اب اپنی ماں کو دیکھا جو اسے دیکھتے مسکرا رہی تھی اور ڈیول اور ضیغم کی شرارت پر ہنسی روکے ہوئے تھی جس سے ضیام کے تو چودہ طبق روشن ہو چکے تھے۔

"میلی بوٹھیفل ماما۔۔میں آپ تو تھول کر نہیں تاؤ گا متھے پتا ہے آپ متھ مس کلے لی ہیں نا بتھ آپ تے لیے لوک لہا ہو (میری بیوٹی فل ماما۔۔میں آپ کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤ گا مجھے پتا ہے آپ مجھے مس کرے گی ہیں نا بس آپ کے لیے رک رہا ہوں)" ضیام نے فوراً اپنی جگہ سے اٹھتے آیت کے چہرے کو اپنے چھوٹے ہاتھوں کے پیالے میں لیتے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر کہا تو آیت کو اپنے بیٹے پر جہاں ٹوٹ کر پیار آیا وہیں ڈیول اور ضیغم نے سر جھٹکا "نوٹنکی" تو ضیغم بھی اپنے

باپ کی گود میں چڑھ کر بیٹھ گیا۔

"تھینک یو سو مچ میری جان ۔۔ اور میں تو اپنے ہینڈسم بیٹے کو کبھی بھی کہیں نہیں جانے دوں گی" آیت نے محبت بھرے لہجے میں کہتے اپنے بیٹے کا مان رکھا تو ضیام کا ڈمپل واضح ہوا اور وہ جھکتا اپنی ماں کے گال پر کس کر گیا جسے دیکھتے ضیغم نے اپنے باپ کو دیکھا ڈیول نے ضیغم اور ضیام کو اپنی ماں کو کس کرنے سے ہمیشہ منع کر رکھا وہ کبھی برداشت ہی نہیں کرتا تھا کہ آیت کو اس کے علاوہ کوئی چھوئے یہ آیت ہی تھی جس میں اتنی ہمت تھی کہ وہ ڈیول کے سامنے اپنے بیٹوں کو کس کر لیا کرتی تھی جس کا حساب ڈیول رات کو اپنی بے باکیوں سے لیتا تھا۔ مگر ضیغم اور ضیام کو ہرگز اجازت نہیں تھی ضیغم اپنے باپ کی غیر موجودگی میں اپنی ماں کو پیار کرتا تھا تو ضیام پر ڈیول کی خاص نظر ہوا کرتی تھی (بقول سب کے وہ ٹھرکی جو تھا) جس کی وجہ سے ضیام کبھی بھی آیت کو کس نہیں کر پاتا تھا۔ ضیغم نے دیکھا اس کے باپ کا چہرہ یک دم سرخ ہوا وہ اب خونخوار نظروں سے آیت اور ضیام کو دیکھ رہا تھا کیونکہ ضیام کی کس پر آیت نے بھی اپنے بیٹے کو ریٹن کس جو دی تھی۔

" گدھے کی اولاد بیوی ہے میری دور رہ ۔۔میں تیرا خون کردو گا "ڈیول ضیام پر گرجا جو اپنے باپ کی گرجدار آواز سنتا اپنی ماں سے لپٹا کیونکہ اب وہی ہستی تھی جو اسے جلالی باپ سے بچا سکتی تھی ضیام نے معصوم شکل بنائی ۔

"زین خبردار جو میرے بیٹے سے ایسے بات کی تو ۔۔ اور میرا بیٹا ہے مجھے کس نہیں کرے گا تو کسے کرے گا" آیت کی ممتا تڑپی اپنے بیٹے کی معصوم شکل دیکھتے جبکہ ڈیول نے پہلے آیت اور پھر اس کے سینے سے لگے اپنے دشمن کو دیکھتے جبڑے بھینچے ۔

"جن کو کرتے ہوئے اس کی ویڈیو وائرل ہو جاتی ہے ۔۔ ٹھرکی کہیں کا "ڈیول لفظ چبا چبا کر بولتا آیت کو گھورنے لگا ۔

"تم پر ہی گیا ہے" آیت نے بھی ڈیول کو گھورتے دو بدو ک کہا تو ڈیول کا تو بس نہیں چلا ضیام کا گلا ہی دبا دے ڈیول کر بھی دیتا جس لحاظ سے اسے ضیام پر اس وقت غصہ آرہا تھا مگر پھر آیت بھی تو ڈیول کا گلا دبانے میں دو سیکنڈ نہیں لگاتی اس لیے مظلوم شوہر بنا اپنے ٹھرکی سپوت کو گھورنے لگا ۔

"ڈیڈ سوری ۔۔ اپ غصّہ نا ترے "ضیام نے معصومیت سے آنکھیں ٹپٹپاتے پہلے

اپنی ماں پھر اپنے باپ کو دیکھتے کہا تو ڈیول نے آنکھیں سکیڑتے اپنے نالائق ٹھرکی اولاد کو کیونکہ اس کے چہرے سے شرمندگی کہی سے، عیاں نہیں ہو رہی تھی تو آیت تو اپنے بیٹے کی معصومیت پر صدقہ واری ہوئی۔

"تمہیں برا لگا اس لیے دیکھو فورا معافی مانگ لی میرے معصوم بچے نے" آیت نے ضیام کو پھر گال پر پیار کرتے ڈیول سے کہا تو ڈیول ضیام کو دیکھنے لگا جو اپنی ماں کی پھر کس ملنے پر نظریں نیچے کیے مسکرا رہا تھا اس مسکراہٹ میں اپنے باپ کو تپانے کے لیے جان بوجھ کر کس کرتے انجام بننے کی حرکت بھی صاف عیاں ہو رہی تھی ڈیول نے اس شیطان کو دیکھتے لب بھینچے۔

"ماما میلی نمل بے بی۔۔" ضیام کو پھر اپنا مین مدعا یاد آیا تو آیت نے اپنا فون اٹھاتے نمل کا نمبر ملایا اور ضیام کو تھمایا جبکہ ضیغم تو اپنے ٹھرکی بھائی کی پھر ٹھرک شروع ہوتے دیکھ بے زاریت سے نیند سے ستایا ہو اپنے باپ کی گود میں ڈیول کے سینے سے سر ٹکا گیا جس پر ڈیول نے ایک نظر ان دونوں ماں بیٹے کو دیکھتے ضیغم کے سر میں انگلیاں چلاتے اسے تھپکی دی۔

نمل کے بجتے فون کی دو رنگ کو بڑی مشکل سے نوریز نے اگنور کرتے پھر نمل کو قابو لیا تھا جو فون کی رنگ سنتے ہی نوریز کی باہوں سے فرار کا راستہ دیکھ نو دو گیارہ ہونے والی تھی نوریز نمل کے ڈوپٹے کو دونوں ہاتھوں میں لپیٹتے اس کے لیے رستہ چھوڑتے اسے جانے کا اشارہ کرتا مسکراتے ہوئے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے نمل سے دو قدم پیچھے ہوا تھا جبکہ نمل تو راہِ فرار دیکھتی وہ بھی نوریز کی خود کی طرف سے نا سمجھی سے ہی پلٹتی دو قدم نوریز سے دور ہوئی تھی کہ نوریز نے دونوں ہاتھوں میں نمل کا ڈوپٹہ گھوماتے نمل کے پیٹ پر باندھا تھا اور جھٹ سے نمل کی کمر کو اپنے چوڑے سینے سے لگایا تھا نمل کے ڈوپٹے کو چھوڑتے جو اب نمل کے پیروں میں جا گرا تھا نوریز نمل کے پیٹ پر اپنا ایک ہاتھ پھیلاتے اسے خود میں بھینچ گیا نمل تو نوریز کی چلاکی پر گڑبڑائی تھی نوریز نے دوسرے ہاتھ سے نمل کی فراک کی ڈوری کو جھٹکے سے کھولا۔

"نوریز پلیز۔۔" نمل نے نوریز کی شیو کو اپنی گردن پر محسوس کرتے اور اپنی گردن کی پشت پر نوریز کے سلگتے ہاتھ کی انگلیوں کی بے باکی پر کہا جس پر نوریز نمل کی گردن پر دانت گاڑھ گیا۔

"کوئی مزاحمت نہیں جاناں ورنہ میری محبت سو گناہ زیادہ شدت بھی اختیار کر سکتی ہے" نوریز نے کہتے ہی نمل کی گردن کو اپنے لبوں سے چھوتے اپنا تشدد شروع کیا نمل نے نوریز کی جان لیوا قربت پر اپنے دونوں ہاتھوں کو نوریز کے ہاتھ پر رکھا کمرے میں شور مچاتی نمل کی دھڑکنیں نوریز کو مزید بے خود کرنے لگیں نوریز نے جھٹکے سے نمل کا رخ اپنی طرف کرتے اس کی کمر پر دونوں ہاتھ رکھے نمل کے لبوں کا جام پینا شروع کیا قطرہ قطرہ خود کو سیراب کیے نوریز نے نمل کی اکھڑتی سانسوں کی پرواہ کرتے نمل کے نچلے ہونٹ کو کاٹتے ہوئے اس کے لبوں کو آزادی بخشی نوریز کے اپنے لبوں پر تشدد محسوس کرتے نمل نے نوریز کے چوڑے سینے پر مکوں کی برسات لی نمل نوریز کے سینے سے سر ٹکائے لمبے لمبے سانس لینے لگی۔

"آج رات بھر میری محبت کی وادی میں گم رہنا ہے تمہیں میری جاناں۔۔دھڑکنوں کا رقص کم کرو ورنہ آج یوسفزئی بے خودی میں کہی تمہاری جان ہی نا لے لیے" نوریز نے نمل کی پیٹھ کو سہلاتے کہا تو نمل نے چہرہ اٹھائے خفگی سے نوریز کو دیکھا جو اس کی حالت سے محفوظ ہوتا مسکرا رہا تھا۔

"یہ خفگی بھی ختم ہو جائے گی جب میرے بیٹے کی خواہش پوری ہوگی "نوریز نے نمل کی پیشانی پر اپنے سلگتے لب رکھتے کہا تو نمل شرم سے گلنار ہوئی نوریز کی انگلیاں نمل کی کمر پر رقص کرنے لگی جسے محسوس کرتے نمل نے پھر شرم سے خود کو نوریز کے سینے میں چھپانا چاہا۔

"نوریز آپ بلکل بھی سوبر نہیں ہیں ۔۔ آپ بہت برے ہیں" نمل نے نوریز کی شکایت اسی سے کی تو نمل کی شکایت پر نوریز کا قہقہہ گونجا۔

"سب کے لیے سوبر ہی ہوں بس تمہارے لیے تھوڑا سا شریر ہوں "نوریز نے کہا اور جھکتے نمل کو اپنی باہوں میں لیا نمل کو بیڈ پر لیٹائے نوریز نے کرتا اتار کر دور اچھالا اور نمل کے نازک وجود کے اوپر سایہ فگن ہوا نمل کے چہرے کے ہر نقوش کو چومتے نوریز نے نمل کی گردن سے اپنے لبوں سے سفر کرتے نمل کے دل کے مقام پر اپنے لب رکھے تھے کہ نمل نے نوریز کے برہنہ سینے پر اپنی ہتھیلیاں پھیلائیں۔

"نوریز۔۔مجھے چینج کرنے دے پلیز" نمل نے تیز ہوتی دھڑکنوں سے اپنے یوسفزئی کی

قربت سے بچنے کی کوشش کی مگر نوریز نے نمل کی بات سنتے ہی نمل اور خود پر کنفرٹ اچھے سے پھیلایا۔

"میں ہو نا جاناں ابھی کچھ پل میں چینج کرواتا ہوں۔۔مگر تمہیں اوڑھنا مجھے ہی پڑے گا" نوریز نے معنیٰ خیزی میں کہتے ہی نمل کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں پھنساتے انھیں بیڈ کروان سے پن کیا اور نمل کے چہرے پر جھکنے لگا جب ایک دفعہ پھر نمل کے فون کی رنگ کمرے میں گونجی نوریز نے خمار آلودہ نظروں سے فون کو گھورا جو سائیڈ ٹیبل پر ہی پڑا بجے جارہا تھا جبکہ نمل نے ایک ہاتھ نوریز کے ہاتھوں سے نکالتے فوراً فون کو تھاما نوریز اب فون کے ساتھ نمل کو بھی گھورنے لگا جو معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتی نوریز کے سامنے موبائل کی اسکرین کر گئی جس میں آیت کا نام جگمگا رہا تھا نوریز نے اس وقت آیت کے فون کرنے پر کوئی ضروری بات ہوگی۔۔سوچتے نمل کو کال سننے کی اجازت دی اور سائیڈ پر بیٹھتا بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گیا اور نمل کو اپنے حصار میں لیتا کنفرٹ درست کرتا اس کے کندھے پر اپنا چہرہ ٹکا گیا۔

"ہیلو آیت " نمل نے کال ریسیو کرتے کہا۔

"ہیلو بے بی۔۔میں ضیام بول لہا دو (میں ضیام بول رہا ہوں)" ضیام نے نمل کی آواز سنتے ہی اپنے ایک ڈمپل کی نمائش کرتے خوشی سے بتایا ضیام کی آواز سنتے نمل بھی بے ساختہ مسکرائی۔

"کیسا ہے میرا پیارا سا ضیام" نمل نے محبت میں چور لہجے میں کہا تو ضیام کا نام سنتے نوریز کے ماتھے پر بل پڑے وہ اس وقت نمل کو کال کر رہا تھا اور صرف کال کرتا بھی ٹھیک تھا مگر اس نے نوریز کے رومینس کی بھی ایسی کی تیسی کردی تھی مانا نوریز کو نمل اور ضیام کے ریلیشن شپ سے کوئی پرابلم نہیں تھی مگر اب اس کے رومینس میں بھی ان کا ریلیشن شپ آنا لازمی تھا کیا۔

"میں ڈپریتھن میں دو (میں ڈپریشن میں ہوں)" ضیام نے معصومیت سے آیت کی گود میں بیٹھتے اپنے ایک گھٹنے پر ہاتھ ٹکا کر اس پر اپنا چھوٹا سا چہرہ رکھتے اور دوسرے ہاتھ سے موبائل تھامے کہا تو آیت کو جہاں ہنسی آئی وہی ڈیول کے بھی ڈمپل واضح ہوئے تھے مگر وہ چھپا کر پھر چہرے پر بے زاریت سجائے ماں بیٹے کو دیکھنے لگا۔

"آوو۔۔کیوں کیا ہوا جو میرا بے بی ڈپریشن میں کیوں ہے" نمل نے مسکراتے

ہوئے پریشانی سے پوچھا تو نوریز کے ماتھے پر پھر بل پڑے وہ نمل سے موبائل لیتا سپیکر پر ڈال گیا وہ بھی تو سنے مافیا خاندان کے سپوت کی ڈپریشن کی وجہ۔

"وہ داہم پھوا میلے ہید سم ہونے تھے چلتے ہیں نا تو انھوں نے میلی ویدیوٴ وائرل تردی

(وہ داہم پھوپھا میرے ہینڈسم ہونے سے جلتے ہیں نا تو انھوں نے میری ویڈیو وائرل کردی)" ضیام کی بات پر ڈیول نے ضیام کو جہاں گھورا وہی آیت نے نمل کا جواب سننے کے لیے موبائل سپیکر پر ڈالا اور اپنے منہ پر ہاتھ رکھتے مشکل سے اپنے بیٹے کی شرارت پر ہنسی روکی جبکہ نمل اور نوریز نے پریشانی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"ویڈیو کیسی ویڈیو میری جان" نمل نے پوچھا۔

"وہ میں نوفل دی دوشت دو کس کل رہا تھا مگر وہ کس تو بٹ فرینڈشپ کس تھا مگر داہم پھوا نے غلت ودیو بناتے اسے خوب تھارا ایدیت کیا اور وائرل تردی ۔۔بے بی آپ تو پتا کے نا میں ایتھا نہیں کر سکتا تو نتک میں تو ترف آپ تھے پار کرتا دوں تے نا

(وہ میں نوفل کی دوست کو کس کر رہا تھا مگر وہ کس تو فرینڈشپ کس تھا مگر داہم

پھوپھانے غلط ویڈیو بناتے اسے خوب سارا ایڈیٹ کیا اور وائرل کردی۔۔بے بی اپ کو پتا ہے نا میں ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ میں تو صرف آپ سے پیار کرتا ہوں)"

ضیام نے ایک سانس میں جلدی جلدی کہا اور دوسرے ہاتھ کی ایک انگلی کو اپنے گال پر رکھتے فورا آنکھیں گھومانے لگا کہ اب نمل کیا جواب دے گی اس کی بات کا یقین تو کرے گی نا جبکہ نمل کو ضیام کے ڈپریشن کی وجہ پر بے تحاشہ ضیام پر پیار آیا اور بات کرنے کے سٹائل اور گھبراہٹ پر ہنسی جبکہ نوریز نے تو ضیام کی بات سنتے آنکھیں پھیلائے موبائل کو دیکھا جیسے وہ موبائل نہیں خود ضیام ہو اس ٹھرکی نے نوفل کی دوست کو بھی نہیں چھوڑا اور اپنے کیے کو ماننے کے بجائے داہم پر ہی سارا الزام لگا رہا تھا۔

"تم نے میرے علاوہ کسی کو کس کیا ضیام" نمل نے ہنسی چھپاتے اداسی سے ضیام کو کہا جس پر ضیام کی جان گلے میں ہٹکی۔

"نہیں نہیں بے بی میں نے تھا نا داہم پھوانے خوب سالا ایدیت کیا میں تو پھسل دیا تھا نوفل کی دو پانیوں والی دوست پر۔۔میلا متلب وہاں پانی بہت تھا اور آپ تو پتا

متھے لگ دیی بھی تھی (نہیں نہیں بے بی میں نے کہا نا داہم پھوپھا نے خوب سارا ایڈیٹ کیا میں توپھسل گیا تھا نوفل کی دو پونیوں والی دوست پر۔۔ میرا مطلب ہے وہاں پانی بہت تھا اور آپ کو پتا مجھے لگی بھی تھی)"ضیام نے گڑبڑاتے ہوئے بات سنبھالی اور اپنا ہاتھ دل پر رکھا آج یہ معصوم اس کی زبان کی ہی وجہ سے بریک اپ کا شکار ہوجاتا مگر ڈیول کی تو آنکھیں پھیل گئیں وہ واقعی ٹھرکی تھا اور صرف ٹھرکی نہیں اپنا کیا دوسرے پر ڈالنے میں ماہ ڈھیٹ بھی تھا جبکہ نوریز نے تو بے ساختہ کانوں کو ہاتھ لگائے یہ ابھی سے اتنا ٹھرکی ہے پتا نہیں جوانی میں کیا گل کھلائے گا۔

"نمل بے بی آپ متھ سے بلیک اپ تو نہیں ترے تی دی تیوتہ میں آپ تے بنا مرجاؤ گا اور یہ سب تو ظاام داہم پھواچاہتے ہیں وہ نہیں دیتھ سکتے متھے خوبصورت لڑکی تے تھاتھ (نمل بے بی آپ متھ سے بریک اپ تو نہیں ترے دی کیونکہ میں آپ کے بنا مرجاؤ گا اور یہ سب تو ظالم داہم پھوپھا چاہتے ہیں وہ نہیں دیکھ سکتے مجھے خوبصورت لڑکی کے ساتھ)"ضیام کی اگلی بات سنتے تو ڈیول اور نوریز کو داہم سے بڑا شیطان تو یہ ڈیڑھ فٹ کا لگا اور حسن پرست ہونے میں تو داہم سے بھی دس قدم آگے۔

"اووہ میں سمجھ گئی ۔۔میں بلکل نہیں کرونگی آپ سے بریک اپ اور زیادہ تو نہیں لگی میری جان کو" نمل نے ضیام کے بات سنبھالنے اور اس قدر سنگین دشمن کی آگاہی ملنے پر جلدی سے بولا اب جو بھی ہو اسکا بندہ اس سے ڈرتا اور اتنا پیار کرتا تھا اتنا ہی چاہیے ہوتا ہے ایک لڑکی کو اور ضیام تو نمل کا دل دکھانے سے ڈرتے ہوئے اتنا کیوٹ بھی لگتا تھا تو نمل کو اور کیا چاہیے تھا۔

"نہیں میں تو سترونگ بوائے ہوں ۔۔میں بلکل تھیک ہو میری تان آپ فکر نہیں کلیے (نہیں میں تو سترونگ بوائے ہوں ۔۔میں بلکل ٹھیک ہو میری جان آپ فکر نہیں کریں)" ضیام نمل کی بات پر خوش ہوتا ڈمپل کی نمائش کرتا فورا آنکھیں پٹپٹا کر بولا لیا چمک تھی آنکھوں میں ڈیول نے اپنے بیٹے کو دیکھتے سر جھٹکا اور نیچے جھکتا ضیغم کے سر پر بوسہ دے گیا جبکہ آیت کا دل اپنے بیٹے کی خوشی میں بے تحاشہ خوش تھا تو نوریز تو اس ڈیڑھ فٹیا عاشق پر عش عش کر اٹھا۔

"آپ کیتھی ہے بےبی اور آپ تے متھ کو کال بھی نہیں تری تبح سے (آپ کیسی ہیں بےبی اور آپ نے مجھ کو کال بھی نہیں کی صبح سے)" ضیام نے اب نمل سے

پوچھا۔

"میں ٹھیک ہوں میں بزی تھی اور ایک شادی میں جانا تھا تو وقت نہیں ملا سوری" نمل نے ضیام سے کہا تو ضیام کی آنکھیں فورا چمکی۔

"توئی بات نہیں ۔۔ اپ تیال دے توتھے ودیو کال ترے میں دیکھنا چاہتا دو اپنی بےبی دو تیار ہوتر کتنی بیو تھیفل لگ لہی تے (کوئی بات نہیں ۔۔ اپ تیار ہیں تو ویڈیو کال کرے میں دیکھنا چاہتا ہوں اپنی بےبی کو تیار ہو کر اور کتنی بیوٹی فل لگ رہی ہے)" ضیام نے کہا تو نوریز کو اب نمل کی شکل دیکھتے ہنسی آئی کیونکہ نمل کی تیاری کو تو نوریز نے دیکھانے لائق ہی نہیں چھوڑا تھا اب کیا کرے گی نمل جبکہ ضیام تو بے صبری سے نمل کی ہاں کا انتظار کر رہا تھا۔

"وہ میں نے تو چینج کر لیا" نمل نے گڑبڑاتے ہوئے نوریز کی مسکراہٹ کا مطلب سمجھتے کہا تو ضیام کو مایوسی ہوئی۔

"کیا نہیں ہے۔۔ ابھی کرنا باقی ہے" نوریز نے نمل کے کان میں سرگوشی کرتے اس کی فراک کو کندھے سے سرکاتے اپنے لب رکھے نمل نوریز کی بات اور بے باکی

پر مضبوطی سے فون تھام گئی۔

"اوہ۔۔نمل بے بی آپ متھ بہت پیالی لگتی ہیں میں آپ تے بڑے ہو تر شادی تروتا پھر آپ میرے تھاتھ رہیں گا تب آپ تیال ہونتی تو میں رود اپنی بیو تھیفل بے بی تو دیکھوتا (نمل بے بی آپ مجھے بہت پیاری لگتی ہیں میں آپ سے بڑے ہو کر شادی کرونگا پھر آپ میرے ساتھ رہیے گا جب آپ تیار ہونگی میں روز اپنی بیوٹی فل بے بی کو دیکھوگا)"ضیام نے ایک نئی امید کے ساتھ خود کو اور نمل کو کہا جبکہ ضیام لی بات سنتے نوریز نے اپنی بیوی کے کندھے پر دانت گاڑھتے اس بات کی ناپسندیدگی کا اظہار کیا تو نمل نے اپنی سسکی لب بھینچے دبائی ضیام کو اعتراض تھا کہ نمل بے بی اسکے ساتھ کیوں نہیں رہتی جس پر اس کی کرسٹل باربی پھوپھو نے ضیام کو سمجھایا تھا کہ ان کی شادی ہوئی ہے نا نوریز پھوپھا سے اس لیے جب آپ کی شادی ہوگی تو آپ کے پاس بھی ایک نمل بے بی جیسی وائف ہوگی جو ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے لی۔

"اوکے۔۔میں آپ کے بڑے ہونے کا انتظار کرونگی میری جان" نمل نے بھی

ضیام کی بات پر مسکراتے چور نظروں سے اپنے میاں کو ایک نظر دیکھتے ہامی بھر لی تو نوریز تو اپنے بیوی کے ڈیڑھ فٹیا عاشق کے ارادوں پر اپنی بیوی اور موبائل کو گھور کر ہی رہ گیا جو فیوچر میں شادی کرنے کا ارادہ کر رہے تھے۔

"ڈون کی ٹھرکی دنیا۔۔یہ میری بیوی ہے آپ سے شادی نہیں کر سکتی کیونکہ الریڈی ہماری شادی ہو چکی ہے "نوریز نے اب موبائل کو گھورتے کہا جبکہ نوریز کی بات سنتے آیت اور ڈیول کا قہقہہ گونجا مطلب نوریز پاس ہی بیٹھا ساری باتیں سن چکا تھا اور ضیام کی شادی والی بات پر ضرور غصّے میں ہوگا تو نوریز کو ضیام کی دیدہ دلیری پر رشک ہوا مطلب وہ یہ پیار بھری باتیں اپنے ماں باپ کی موجودگی میں کر رہا تھا یوں ہی تو نہیں سب نے ضیام کو ٹھرکی لفظ سے نوازہ تھا اور ضیام کو سب سے پہلے اس لفظ سے نوازنے والا نوریز ہی تو تھا۔

"توتیا میں بھی تر لوتا نمل بے بی سے شادی (توکیا میں بھی کر لوگا نمل بے بی سے شادی)"ضیام کو اس بات پر اعتراض کی وجہ سمجھ نہیں آئی تو منہ بناتا کندھے آچکا کر بولا۔

"میں نے آپ کو اپنی وائف کے ساتھ افئیر چلانے دیا یہی کافی ہے شادی کے لیے کوئی اور لڑکی ڈھونڈو ٹھرکی دنیا" نمل ضیام کی بات سنتی اپنی ہنسی چھپانے لگی جبکہ نوریز تو سیدھا ایک ایک لفظ چبا کر ضیام کو باور کروا گیا۔

"آپ شادی بھی کرنے دو نا" ضیام نے معصومیت سے نوریز کی بات سنتے کہا۔

"وہ تو میرے مرنے کے بعد ہی ممکن ہے" نوریز نے ضیام کو جیلس کرتے نمل کے ہونٹ پر اپنا انگوٹھا مس کرتے کہا۔

"تو آپ تب مل لیے ہو؟ (تو آپ کب مر رہے ہو؟؟)" ضیام نے جیسے تحمل سے کام لیتے انتظار کرنا مناسب سمجھا جبکہ ضیام کی بات سنتے نوریز کا نمل کے ہونٹ رب کرتا ہاتھ یک دم ٹھر گیا تو آیت اور نمل کی جہاں ہنسی چھوٹی وہی ڈیول دوبارہ قہقہہ گا اٹھا۔

"ڈیول یہ تمہاری ٹھرکی دنیا مجھے مارنا چاہتی ہے بھری جوانی میں" نوریز نے دوہائی دی۔

"تم کیوں اس کی بات نہیں مان رہے۔۔ تم مان جاؤ نا اس کی بات" ڈیول نے

دوبدو ک کہا۔

"ہاں تاکہ یہ میرے تیجے پر میری بیوی سے ڈھول بجا بجا کر شادی کرلے "نوریز ڈیول کی بات پر دانت پیس کر بولا تو ڈیول کو اپنے پیٹ میں درد کی ٹھیسے محسوس ہوئیں ہنس ہنس کر ڈیول، نمل اور آیت کے پیٹ میں درد ہونے لگا تھا۔

"بیوی نہیں پھر تو بیوہ ہوگی نا نمل بھابھی "ڈیول نے مزید نوریز کو تپایا۔

"لاحولہ۔۔"نوریز ڈیول کی بات سنتے ہول گیا۔

"ویسے نوریز بھائی مجھے کوئی اعتراض نہیں نمل کو اپنی بہو بنانے میں" آیت نے بھی شرارت سے کہا۔

"مجھے بھی نہیں۔۔اور ویسے بھی جہاں میاں بیوی راضی وہاں کیا کرے گا قاضی" ڈیول نے بھی اپنی بیوی کی تائید کی۔

"کونسا میاں بھائی ؟؟میری بیوی اور تمہاری ٹھرکی دنیا "نوریز دانت کچکچا کر بولا تو پھر سب کو ہنسی آئی۔

"اچھا چلو صلح کر لو میرے معصوم ٹھرکی بیٹے سے تم اسے ایک چھوٹی سی وائف

لادو تو وہ تمہاری بیوی کی جان چھوڑ دے گا" ڈیول نے نوریز کو آفر کی تو ضیام کی چھوٹی وائف کے نام پر آنکھیں چمکیں اب ڈیول کب تک اپنے بیٹے کو ادھر ادھر منہ مارتا دیکھتا اور اپنی عزت کی دھجیاں اڑواتا تو ڈیول نے نوریز کو بھی بیٹی دنیا میں لانے کا مشورہ دیا نوریز کی اور اپنی دونوں کی عزت بچانے کے لیے۔

"یتھ ۔۔ متھے بھی وائف تھائیں (یس ۔۔ مجھے بھی وائف چاہیں)" ضیام نے نارا لگایا تو نوریز اپنی بیوی کو دیکھتا ڈیول کی بات اور ضیام کے نارے پر مسکرایا۔

" اوکے تو ضیام اپنی نمل بے بی کو بولو یہ بات کیونکہ میں تو راضی ہو ۔۔ اور میں اکیلا تو نہیں لا سکتا تمہاری وائف کو دنیا میں مجھے تمہاری نمل بے بی کی بھی مدد چاہیے ہوگی" نوریز نے باکی سے کہتے نمل کے پیٹ پر حصار تنگ کیا تو نمل کا چہرہ خون جھلکا دینے کی حد تک سرخ ہوا وہی آیت اور ڈیول بھی مسکراتے ضیام کو دیکھنے لگے جو نوریز کی بات سنتا کچھ سوچ میں تھا نوریز تو ویسے ہی اپنے بیٹے کے لیے بہن یا بھائی لانے کی پلیننگ میں تھا تو چلو کسی ٹھرکی معصوم کا بھی بھلا ہو جائے تو کیا برائی ہے۔

"نمل بے بی آپ کر دے نا نوریز پھو اتی مدد پلیز" ضیام نے نمل سے منت کرتے کہا

جبکہ نمل کو تو خاموشی کا کفیل لگا۔

"بولے نا نمل بےبی متھے اپنی وائف تائیے پلیز (بولے نا نمل بےبی مجھے میری وائف چاہیے پلیز)" ضیام نے نمل کو پھر خاموشی دیکھتے کہا تو نوریز نے نمل کے کان میں سرگوشی کی "اپنے بوائے فرینڈ کی بات مان لو نمل بےبی کیونکہ ارادے آج میرے پورے ہیں اور جب ارادے پورے ہیں تو کیوں معصوم کا دل توڑنا جاناں" نوریز نے کہتے نمل کے گال پر دانت گاڑھے نمل کی بے ساختہ سسکی نکلی۔

"تیا ہوا نمل بےبی؟؟" ضیام نے نمل کی سسکی پر پریشانی سے پوچھا۔

"کچھ ۔۔کچھ نہیں ضیام" نمل نے گڑبڑاتے ہوئے نوریز سے دوری بنانے کی کوشش میں کہا۔

"تو آپ تردے نا نوریز پھوادی مدد (تو آپ کردے نا نوریز پھوادی مدد)" ضیام پھر اپنے مدعی پر آتا ہوا بولا تو نمل نے بے بسی سے پہلے موبائل میں اپنی منتیں کرتے بوائے فرینڈ کو دیکھا اور پھر اپنے شوہر کے حصار میں قید خود کو۔

"اوکے" نمل نے کہتے ہی منہ نوریز کے سینے میں چھپایا تو نوریز بے ساختہ مسکرایا تو

وہی ڈیول اور آیت نوریز کی چلاکی پر عش عش کر اٹھے۔

"چلو تو پھر ڈن ہو ا یو سفزئی تم ہمیں ہماری بہو تو گے جلد" ڈیول نے شرارت سے کہا تو نوریز کا بے ساختہ قہقہہ گونجا۔

"نیکی اور پوچھ پوچھ "نوریز نے بے باکی سے کہا تو آیت نفی میں سر ہلاتی رہ گئی جبکہ نمل تو نوریز کے سینے میں جیسے چھپنے کا راستہ ڈھونڈ رہی تھی۔

"بہو نہیں میلی وائف "ضیام کو بہو کے نام پر صدمہ ہوا۔

"ہاں بھئی ہاں میری ٹھرکی دنیا تمہاری وائف "ڈیول نے ڈمپل کی نمائش کرتے ضیام کی بات پر ہاتھ آگے بڑھاتے ضیام کے بال بکھیرتے کہا تو ضیام نے اپنے ایک ڈمپل کی نمائش کرتے اپنے باپ کے ڈمپل پر کس کی۔

"چلو پھر بیسٹ اوف لک بو لو نوریز پھوا اور نمل بے بی کو تاکہ وہ جلدی تمہاری وائف لائیں "ڈیول نے ضیام سے کہا۔

"بیسٹ اوف لک "ضیام نے وائف کے نام پر کھلے دل سے کہا تو نوریز نے مسکرایا ڈیول نے کال ڈسکنیکٹ کرتے ضیغم کو ان کے روم میں سائیڈ پر اریج کیے بے بی بیڈ

پر لٹایا تو ضیام بھی خود چلتا اپنے بھائی کے پاس آکر لیٹ گیا۔

"ڈیڈ۔۔"ڈیول ان دونوں پر کنفرٹ صحیح کرتا جانے لگا جب ضیام نے ڈیول کو پکارا۔

"آئی لو یو"ضیام نے محبت بھری آنکھوں سے اپنے باپ کو دیکھتے کہا تو ڈیول نے جھکتے ضیام کا ماتھا چوما۔

"آئی لو یو ٹو مائے سن"ڈیول کہتا لائیٹس اوف کرتا بیڈ پر آیا جہاں آیت مسکراتی اپنے بیٹوں اور شوہر کو دیکھ رہی تھی ڈیول نے باہیں پھیلائے آیت کو اپنے سینے میں بھینچتے آیت کے بالوں میں بوسہ دیتے آنکھیں موندھ لی تو آیت بھی ڈیول کے سینے پر سر رکھے اللہ کا شکر ادا کرتی آنکھیں موندھ گئی۔ضیام سے جتنا سب پریشان تھے اتنی ہی سب کو ضیام کی باتیں اور حرکتیں پسند آتی تھیں ضیام پیلس کی جان جو تھا۔

"چلو نمل بے بی اپنے بوائے فرینڈ کی وائف لانے میں میری مدد کرو شاباش"نوریز نے نمل کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں کے پیالے میں لیتے اوپر کرتے کہا تو نمل نے نوریز کو خفگی سے دیکھا۔

"اب یہ خفگی بھی کام نہیں آئے گی جاناں آپ نے خود ضیام کو اوکے کہا ہے" نوریز نے کہتے ہی نمل کی ناک پر اپنے لب رکھے اور پھر نمل کے گلاب کی پنکھڑیوں جیسے لبوں کو اپنی دسترس میں دوبارہ لیا نوریز کی بڑھتی بے باکیوں اور راہ فرار کے تمام راستے مسترد دیکھتے نمل نے بھی اپنی باہوں کا ہار بنا کر نوریز کے گلے میں ڈالا آج نمل کو نوریز کی تھکن خود میں اتارتے نوریز کو سکون دینا ہی تھا نمل کی خود سپردگی پر نوریز نمل کو سیدھا کرتا نمل پر گھٹا کی طرح چھایا بڑھتی رات کے ساتھ نوریز کی شدتوں میں بھی اضافہ ہوتا گیا وہ اپنے ہر عمل سے نمل کو اپنی بے پناہ محبت سے ہمیشہ سے زیادہ سر شار کرتا اسے خود کو اوڑھنے پر مجبور کر ہی گیا اور صنف نازک نمل اپنے یوسفزئی کے سینے پر سر رکھے آنکھیں موندھ گئی۔

عائشہ اور جیک واپس پاکستان اچکے تھے اور سب لوگ ہی ان سے ملتے بے حد خوش تھے تو داہم اپنے پٹواری بھائی سے ملتا اور اس کے بڑھے ہوئے بالوں کو دیکھتا اچھا خاصا جیلس بھی تھا کیونکہ سب نے ہی جیک کی تعریف کی تھی اس کی پرسنیلٹی پر یہ ہیر کٹ سوٹ جو کر رہا تھا آج سب لوگ ہی پیلس میں موجود تھے جیک دلکش اور ماہر کے بیٹے کو باہوں میں لیتا بے تحاشہ پیار کیے جا رہا تھا جو اپنے چاچو سے

ملتا مسکرا رہا تھا۔

"بہت جلد میں بھی اپنی بیٹی آپ کو کھیلانے کا موقع دو گا پٹواری بھائی" داہم نے جیک کے برابر میں بیٹھتے ماہ دیر کو پیشانی پر کس کرتے کہا تو جیک مسکرایا۔

"میں انتظار کرو گا چھوٹے خانزادہ اپنی ماہ دیر کی بیوی کو کھیلانے کا" جیک نے کھلے دل سے کہا۔

"صرف ماہ دیر کی بیوی ہی نہیں مافیا خاندان کی پہلی بہو اور خانزادہ خاندان کی تین نسلوں کی پہلی بیٹی بھی" داہم نے سامنے صوفے پر بیٹھے دلشاد کو دیکھتے جتا کر کہا دلشاد داہم کی بات سنتا طنزیہ مسکرایا۔

"انشاء اللہ۔۔ لیکن اگر دوبارہ مجھے جتا کر یہ بات کہی تو میری بھتیجی اس دنیا میں آئے لی اور تو جائے گا میرے باپ کی آخری اولاد" دلشاد نے کہتے ہی جوس اپنے لبوں سے لگایا جبکہ دلشاد کی بات پر داہم نے منہ بسورا۔

"میں باپ بننے والا ہوں۔۔ کچھ تو عزت بنتی ہے میری بھی" داہم نے دوہائی دی۔

"عزت کمائی جاتی ہے باپ بننے کی۔۔ کسس بانٹ کر دوسروں کی لوٹی نہیں جاتی"

دلشاد نے داہم کی کس کو یاد کرتے جل کر پھر طنز کا تیر چلایا۔

"ہاں منحوس بہنوئی تیرہ شکوہ بنتا ہے تو کسی کو منہ دیکھانے کے لائق جو نہیں رہا" ڈیول نے دلشاد کے جلے پر نمک چھڑکا۔

"ہاں کیونکہ پہلی دفعہ لوٹی ہے۔۔مگر تجھے کیا معلوم سڑے ہوئے سالے تیری تو لوٹتی رہتی ہے تجھے عادت ہوگئی ہوگی" اب دلشاد نے طنز کا رخ اپنے برابر میں بیٹھے ڈیول پر کیا جو دلشاد کی بات سنتا اسے گھورنے لگا۔

"اپنی زبان کو لگام دے منحوس بہنوئی" ڈیول نے جبڑا بھینچے کہا۔

" وہ تو صرف تیری بہن دے سکتی ہے اور وہ اس وقت پتا نہیں کہا ہوگی جیسے ہی آتی ہے تمہارے سامنے تمہاری خواہش پوری کرتا ہوں سڑے ہوئے سالے" دلشاد نے ایک آنکھ ونگ کرتے مسکراتے ڈیول کو آگ لگائی دلشاد کی اتنی بے باک بات پر ڈیول کا چہرہ خون جھلکا دینے کی حد تک سرخ ہوا۔

"تو بے غیرت ہے ایک نمبر کا" ڈیول نے دلشاد کو مٹھیاں بھینچے ضبط سے غرا کر کہا۔

"دو نمبر کام ویسے بھی مجھے پسند نہیں سڑے ہوئے سالے اسی لیے تو بیٹا بھی اپنے

باپ کا پہلا ہو" دلشاد نے آنکھیں گھوماتے مغرورانہ لہجے میں کہا تو داہم تو ان ڈائریکٹلی خود کے دو نمبری خطاب پر صدمے میں چلا گیا جس کی شکل دیکھتے نوریز، ماہر، ہشام اور جیک کا قہقہہ گونجا لوگ ایک تیر سے دو شکار کرتے ہونگے مگر دلشاد وہاب خانزادہ تو باتوں میں بھی ایک طنز سے دو شکار کر لیا کرتا تھا۔

"کون سی منحوس گھڑی تھی جب تجھ سے پالا پڑا میرا" ڈیول نے دانت پیستے دلشاد کو کہا۔

" اسی گھڑی میں جس میں مجھے خوبصورت بیوی کے ساتھ تجھ جیسا غنڈہ، بدمعاش اور سڑا ہوا سالا ملا تھا" دلشاد نے بھی دوبدو کہا ڈیول کچھ کہتا ہی کہ دآیان منہ پھولے باہر لان سے پیلس کے لاونچ میں آتا ڈیول کے پاس رکا۔

"ڈون سسر جی متھے تب میلی وائف ملے دی آپ تی بیتی کب دائے دی (ڈون سسر جی مجھے کب میری وائف ملے گی آپ کی بیٹی کب آئے گی)" دآیان نے اپنی کالی بڑی بڑی آنکھیں ٹپٹپا کر ڈیول سے پوچھا دآیان کے اچانک آتے غیر متوقع سوال پر جہاں دلشاد کو جوس پیتے پھندا پڑا وہی ڈیول سمیت سب نے ہونک بنے دآیان کو

دیکھا۔

"میری پہلی اولاد پہلے اپنے چھلکے میں سے تو نکل جاؤ بیوی پہلے چاہیے تمہیں" دلشاد نے اپنے بیٹے کو دیکھتے خود کو کمپوز کرتے کہا تو دآیان نے اپنا رخ اپنے باپ کے کی طرف لیا۔

"تھیلکا پر میں نے تو کپلے پہنے ہے (چھلکا پر میں نے تو کپڑے پہنے ہیں)" دآیان نے نا سمجھی سے خود کو دیکھتے کہا تو ڈیول کو دایان پر پیار آیا اور ڈیول نے دآیان کو اپنی گود میں اٹھایا دلشاد نے نفی میں سر ہلایا۔

"بیٹا پہلے بڑا ہو جا پھر بیوی ملے گی۔۔مجھے بھی تیری ماں اٹھائیس سال کی عمر میں ملی تھی" دلشاد نے مسکراتے اپنے بیٹے کو سمجھایا جس نے دلشاد کی بات پر منہ بنایا۔

"تو آپ دی تلتی ہے اس میں میں تیا ترو مدھے تو ٹھرکی سالے کی ترح تلدی وائف تاہیے (تو آپ کی غلطی ہے اس میں میں کیا کرو مجھے تو ٹھرکی سالے کی طرح جلدی وائف چاہیے)" دآیان نے کہا تو دلشاد کی گردن کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں ڈیول کی گود میں بیٹھے دآیان کی سمت گھومی تو ڈیول سمیت اوردا ہم کے علاوہ سب کو ہی چار

سو چالیس و الٹ کا جھٹکا لگا۔

"تم نے مجھے اور ضیام کو کیا کہا ؟؟" دلشاد نے دانت پیستے پوچھا۔

"وہی تو آپ نے سنا اولڈ ڈیڈ" دآیان نے منہ بنائے کہا تو دلشاد کے چہرے سے ہوائیاں آڑی وہی داہم نے تھوک نگلا یا اللہ بس اس سے یہ کوئی نا پوچھے کس نے اسے یہ لفظ سیکھائے ہیں۔۔جبکہ دآیان کے اولڈ ڈیڈ بولنے پر ڈیول کا چھت پھاڑ قہقہہ گونجا تو سب ہی دلشاد کو دیکھتے قہقہہ لگا اٹھے دلشاد ابھی دآیان کو کچھ کہتا ہی کہ ضیغم بھی چہرے پر غصّہ لیے وہاں حاضر ہوا۔

"سسر جی خانزادے نے مجھے گالی دی" ضیغم نے سر جھکائے دلشاد کے پاس آتے احترام سے نظریں جھکائے کہا تو دلشاد نے ضیغم کو دیکھتے پھر اپنے سپوت کو آنکھیں سکیڑتے ہوئے گھورا۔

"کیا کہا اس سڑے ہوئے سالے کے داماد نے" دلشاد نے دآیان کو دیکھتے دانت پیستے ضیغم سے پوچھا جبکہ ڈیول بھی اب اپنے بیٹے کو دیکھتے اپنی گود میں بیٹھے داماد کو پریشانی سے دیکھنے لگا۔

"اس نے مجھے سالا کہا" ضیغم نے بتایا۔

"ہیدسم ڈون سسر جی کونگ تو میتا سالا ہی لدتا ہے نا۔۔ میں نے تو تالی نہیں دی

(ہینڈسم ڈون سسر جی کو نگ تو میلا سالا ہی لگتا ہے نا۔۔میں نے تو گالی نہیں دی)"

دآیان نے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کے پیالوں میں ڈیول کا چہرہ بھرتے کہا تو ڈیول نے دآیان کے دونوں ہاتھ چومتے اثبات میں سر ہلایا جس پر دلشاد نے ڈیول اور اس کے داماد دونوں کو گھورا ضیغم تو اپنے دشمن کے قریب اپنے باپ کو دیکھتا بل کھا کر رہ گیا۔

"ڈیڈ متھے بھی سالا تاہیے (ڈیڈ مجھے بھی سالا چاہیے)" نوفل جو کہ ابھی ابھی ضیغم کے پیچھے آیا تھا نوریز کے پاس کھڑا ہوتا پھولی ہوئی غصے سے سرخ ناک لیے بولا نوریز تو اپنے بیٹے کی بات پر عش عش کر اٹھا کل تک اسے بہن یا بھائی چاہیے تھا اور اب عام بچوں سے ہٹتے سالا چاہیے عام بچے بہن یا بھائی مانگتے ہیں مگر وہ سوبر یوسفزئی کی غنڈی اولاد تھا جو اپنے باپ سے بہن یا بھائی کی جگہ سالا مانگ رہا تھا۔

"بیٹا تجھے سالا کہا سے لا کر دوں۔۔ سالے کے لیے بیوی بھی چاہیے ہوتی ہے" نوریز

نے نوفل کو دیکھتے اور پھر اپنی گود میں لیتے اسے سمجھانا چاہا۔

"بیوی تو خاندادے اور کونگ دے پاتھ نہیں اور ناٹھرکی دیام دے پاتھ ہیے تو پل یہ تب سالاکیوں تہ رتے ایک دوسرے تو(بیوی تو خانزادہ اور کونگ کے پاس بھی نہیں اور ناٹھرکی ضیام کے پاس ہے پھر یہ سب سالاکیوں ہے ایک دوسرے کے)"

نوفل نے اپنا چھوٹا سا دماغ لگایا جس پر نوریز سمیت سب کا قہقہہ گونجا۔

"وہ اس لیے کہ دلشاد چاچو اور زین ماموں کی جو بیٹیاں ہونگی وہ ان کی بیویاں ہونگی اس لیے وہ ایک دوسرے کے سالے ہوئے"نوفل نے اپنے بیٹے کے گال کو کھینچتے کہا جس پر نوفل نے سوچنے والے انداز میں سر اثبات میں ہلایا۔

"لیتن تھرتی دایام متھے سالابول لہا (لیکن ٹھرکی ضیام مجھے سالابول رہا)"نوفل نے پھر ایک اور دکھ سنایا۔

"کیونکہ ہم نے پرامس کیا ہے ٹھرکی ضیام کو کہ ہم اسے تمہاری بہن اور چھوٹی سی وائف لاکردے گے تو تم اس کے سالے ہوئے"نوریز نے نوفل کی چھوٹی سی ناک کھینچتے کچھ دیر پہلے والا ضیام اور نمل کا قصہ اور اپنا وعدہ سب کو بتایا تھا اس

سے اپنے بیٹے کو آگاہ کیا۔

"تو متھے بھی وائف تاہیے تور سالاتی (تو مجھے بھی وائف چاہیے اور سالا بھی)" نوفل نے ساری بات سنتے پھر منہ بناتے اپنا ارادہ بتایا۔

"تو میرے یوسفزئی آپ ایک کام کرو سب کے پاس سالا ہے پر وائف نہیں کیونکہ وائف سب کو بعد میں ملے گی۔۔ اپ وائف پہلے لے لو سالا بعد میں مل جائے گا آپ کو" ہشام نے نوفل کو اپنی گود میں لیتے آفر کی تو نوفل کی آنکھیں چمکی۔

"اوکے انکل تو دے میلی وائف" نوفل کو جیسے سب سے ہٹ کر یہ یونیک آفر پسند آئی اسی لیے فورا چھوٹی سی ہتھیلی ہشام کے سامنے پھیلاتے ہوئے بولا۔

"وائف ہے بیٹا چاکلیٹ نہیں" ہشام نے نوفل کی حرکت پر قہقہہ لگایا۔

"آپ حمامہ کو اپنی وائف بنا لو میں آپ کو پرامس کرتا ہوں چھوٹا سا سالا جلد ہی لا کر دوں گا آپ کو" ہشام نے نوفل کو اپنی بیٹی کے لیے راضی کرنا چاہا۔

"غلط ہے لالا۔۔ میرے بیٹے کے معصوم کندھے پر بندوق رکھ کر چلا رہے ہو" نوریز نے پٹھانی سٹائل میں ہشام کو مخاطب کیا تو ہشام سمیت سب کا قہقہہ گونجا۔

"حمامہ تو میرے ساتھ کھیلتی ہی نہیں اور متھے تو بڈا سالا تا ہیے (حمامہ تو میرے ساتھ کھیلتی ہی نہیں اور مجھے تو بڑا سالا چاہیے"نوفل نے مایوسی سے کہا تو ہشام نے اس کے پھولے ہوئے گال پر کس کیا۔

"جب آپ کی وائف بن جائے گی تو روز کھیلے گی اور بڑے سالے ہونگے دو دو وہ بھی آپ کے پاس اس لیے چھوٹا سالا لائیں گے ہم"ہشام نے نوفل کو پچکارہ۔

"بڑے سالے تا ہیں؟؟(بڑے سالے کہا ہیں؟؟)"نوفل نے آنکھوں میں چمک لیے پوچھا۔

"آپ کے کونگ اور ٹھرکی ضیام کی حمامہ بہن ہے تو وہ آپ کے سالے ہوئے نا" ہشام نے کہا تو ضیغم نے بے یقینی سے غنڈے یوسفزئی کو دیکھا اور پھر خانزادے کو ابھی ضیغم ایک کو بھلت رہا تھا دوسرا اور ٹپک گیا ضیغم نے اپنے ننھے دماغ میں سوچا جبکہ ضیغم کی شکل دیکھتے دآیان اور نوفل مسکرائے۔

"ییہہہہ"نوفل کو بات جیسے پسند آئی یک دم نارہ لگایا۔

"اور تم۔۔۔یہ کہا سے اتنی زبان چلانی سیکھی تم نے ہاں میری بیوی تو بڑی معصوم

ہے یہ ضرور اپنے اس قینچی جیسی زبان کے مالک ماموں+سسر سے سیکھی ہوگی"
دلشاد نے اپنا رخ دآیان کی سمت کرتے پوچھا۔

"مگل داہم پھوا نے تو تہا تھا قینتنی آپ تی دبان ہے وہ تی رہر لدی قینتنی (مگر داہم پھوپھا نے کہا تھا قینچی آپ کی زبان ہے وہ بھی زہر لگی قینچی)" یہ ضیام تھا جو لاونچ میں داخل ہوتے ہوئے صوفے پر اپنے چھوٹے چھوٹے پیروں سے دلشاد اورڈیول کے ہاتھوں کا سہارا لیتے چھڑتے دلشاد اورڈیول کے بیچ میں بیٹھتے ہوئے معصومیت سے بتانے لگا جبکہ ضیام کی بات پر داہم گڑبڑایا اور اپنے اس چھوٹے ڈیڑھ فٹیا دشمن کو گھورنے لگا۔

"کیا ضیام سچ کہ رہا ہے؟؟" دلشاد نے بے یقینی سے پہلے داہم اور پھر دآیان کو دیکھتے کہا جس پر دآیان نے اپنے اور داہم چاچو کی سیکرٹ باتیں فاش ہوتے دیکھ ضیام کو غصے سے دیکھا اور اپنے باپ کے گھورنے پر سر جھکا گیا تو وہی داہم نے بھی رخ پھیرا دلشاد ان چاچا بھتیجا کو دیکھتے دانت پیس گیا۔

"کیا غلط کہا صحیح تو کہتا ہے چھوٹا خانزادہ" ڈیول اپنے شرمندہ داماد، معصوم سے

چھوٹے خانزادے اور جلے ہوئے سمدھی کو دیکھتا قہقہہ لگا اٹھا جبکہ ضیام نے بہت غور سے اپنے باپ کو دیکھا۔

"دو ڈیڈ آپ تی ماما تھے پل مال کھاتے ہیں تو روتے دلام ہیے اول ہم پل روب جھارتے ہیں (تو ڈیڈ آپ بھی پھر ماما سے مار کھاتے ہیں جورو کے غلام ہیں ؟؟ اور ہم پر روب جھاڑتے ہیں)"ضیام نے معصومیت سے پوچھا اور پھر اپنی ماں کے قریب ناجانے دینے کو یاد کرتا منہ بنا کر شکوہ کر گیا جبکہ ڈیول کے چہرے کا رنگ فق ہوا تو ضیام کی بات پر دلشاد کا قہقہہ گونجا۔

"یہ تم سے کس نے کہا گدھے کی اولاد"ڈیول نے سرخ چہرے سے ضیام کے سر پر چپت رسید کرتے پوچھا۔

" متھے تو کسی نے نہیں دہا مگل داہم پھوا خاندادے تھے کہ لہے تھے تہ اپنے ڈن سسر تی ترح بیوی تھے مال مت تھانا اول تو روتا تلام مت بندنا (مجھے تو کسی نے نہیں کہا مگر داہم پھوپھا خانزادے سے کہ رہے تھے کہ اپنے ڈون سسر کی طرح بیوی سے مار مت کھانا اور جورو کا غلام مت بن جانا)"ضیام نے اپنے باپ کا ہتھوڑا جیسا ہاتھ پڑنے

پر معصومیت سے سر مسلتے ہوئے بتایا تو ڈیول نے داہم کو گھورا تو وہی دآیان مزید شرمندہ سا ہوا جبکہ ضیام کی بات پر سب نے قہقہہ لگایا۔

"تمہارا چھوٹا خانزادہ تمہارا ابھی سگا نہیں داماد کے سامنے ذلیل کر گیا تمہیں" ماہر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ دے دلیل ہونے دی تو داہم پھوا یو تقدی تو متال دیتے ہیں ماہر پھوا کہ کرستھل باربی آپ تو شادی سے پہلے دونہ نہیں لگاتی دی لیکن ان تی متبوری تھی کیونتے داہم پھوا نے شادی کرلی تھی تو آپ تانی آلو جیسی تھکل والے سے متبوری میں کرستھل باربی نے شادی کی (آپ کے ذلیل ہونے کی تو داہم پھوپھا یوسفزئی کو مثال دیتے ہیں کہ کرسٹل باربی آپ کو شادی سے پہلے منہ نہیں لگاتی تھیں لیکن اب ان کی مجبوری تھی کیونکہ داہم پھوپھا نے شادی کرلی تھی تو آپ یعنی آلو والی شکل والے سے مجبوری میں کرسٹل باربی نے شادی کی)" ضیام نے اب ماہر کو دیکھتے کہا تو ماہر نے داہم کو دیکھا کم گھورا زیادہ اسے یقین تھا جو اپنے کرش (زین بھائی) کا سگا نہیں اس کا کیا ہو گا جبکہ ماہر کے گھورنے پر داہم نے دانتوں کی نمائش کی۔

"بیٹا ماہر تیرا تو اللہ حافظ ہے تو نے تو سمدھی ہی پھپا کٹنا چنا ہے" جیک نے ہنستے ہوئے ماہر کو چھیڑا۔

"جیک چاچو آپ تتلے ہو گئیں ہیں نا تیرے نام جیسے سلمان تان دی طرح اول یہ وگھ ہے نا وتھے یہ تیرے نام مودی میں نے نہیں دیتھی اب تھیتھو دا (جیک چاچو آپ ٹکلے ہو گئے ہیں نا تیرے نا جیسے سلمان خان کی طرح اور یہ ویگ لگائی ہے نا آپ نے ویسے تیرے نام موی میں نے نہیں دیکھی اب دیکھو گا)" ضیام کو کچھ دیر پہلے والی داہم کی بات یاد آئی تو معصومیت سے جیک سے بولا جبکہ ضیام کی بات سنتے جیک کو صدمہ لگا تو سب حیران ہوئے یہ موی ضیام نے کہا دیکھ لی اور جب دیکھی نہیں تو اس موی کا نام کیسے لے رہا ہے۔

"میری جان رئیل بال ہیں آپ نے بھی تو ہاتھ لگا کر دیکھا تھا" جیک نے کمپوز ہوتے محبت سے اپنے بھتیجے کو دیکھتے سمجھایا۔

"داہم پھوا آپ دے روم میں مرر کے سامنے کھڑے ہوتے دہ رہے تھے تودھ سے کہ ان تے بال زیادہ ریتھم حسین ہیے اور آپ توٹلے ہو گئیں ہیں عائشہ جانو دی جدائی

میں تیرے نام تی سلمان تان دی ترح اور اب ویگ لگائی ہوئی آپ نے (داہم
پھوپھا آپ کے روم میں مرر کے سامنے کھڑے ہوتے کہ رہے تھے کہ خود سے ان
کے بال آپ سے زیادہ ریشم حسین ہیں اور آپ توٹکلے ہوگئیں ہیں عائشہ جانوکی
جدائی میں تیرے نام کے سلمان خان کی طرح اور اب ویگ لگائی ہوئی آپ نے)
ضیام نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا تو جیک کو سلمان خان کا فلم میں ٹکلا یاد کرتے
بے ساختہ ہاتھ اپنے ریشم حسین بالوں میں گیا جس کی تعریف ہر کوئی اسکی پرنسیلٹی پر
سوٹ کرتے ہوئے کر رہا تھا مگر یہ چھوٹا خانزادے کو کہا ہضم ہو کہ جہاں وہ ہو اس
لی تعریف کے علاوہ کوئی کسی کی تعریف کر دے اور اب تو بچوں کے سامنے بھی
جیک کو مشکوک بنا دیا تھا جیک کی حالت پر داہم نے مشکل سے اپنا قہقہہ ضبط کیا۔

"جیک تو اتنا پیار کرتا ہے عائشہ بھابھی سے" ہشام اور نوریز جیک کی حالت سے
محفوظ ہوتے ہوئے قہقہہ لگاتے بولے۔

"ہشام تاتو آپ کو مہک تا ارلنگ پسند نہیں ترتی نا بتپن کی شادی کو متبوری میں نبھا رہی
ہیں اور نوریز پھوا آپ تے تھاتی کر کے تو نمل بے بی نے احتھان تے بدلہ اتلادے

تیوتہ آپ نے انھیں غنڈوں سے بتایا تھا اور وہ غنڈے بھی آپ ہی دے تھے تو کونگ ،خنداد ے اوریوتقدی کو آپ تیسا نہیں بندا تیوتہ آپ تھپ تے کر تلیتریں کھوت ہے (ہشام چاچو آپ کو مہک ڈارلنگ پسند نہیں کرتی نا بچپن کی شادی کو مجبوری میں نبھا رہیں ہیں اور نوریز پھوپھا آپ سے شادی کر کے تو نمل بےبی نے احسان کا بدلہ اتارا ہے آپ نے غنڈوں سے بچایا تھا اور وہ غنڈے بھی آپ ہی کے تھے تو کونگ ،خانزادے اوریوسفزئی کو آپ سب جیسا نہیں بننا کیونکہ آپ سب کے کیریکٹر میں کھوٹ ہے)"ضیام نے طوطے کی طرح بولتے داہم کو دیکھا جو خونخوار نظروں سے ضیام کو ہی دیکھ رہا تھا کہاں سے آگیا یہ آگ لگانے داہم کی زندگی میں کتنے سکون سے داہم ان سب مرد حضرات کی ناک میں دم کر دیتا تھا اور ان کی اولادوں کی ٹرینگ بھی اچھی خاصی کر رہا تھا ضیام سے چھپتے چھپاتے مگر پھر بھی یہ بھوتیا کیسے سب معلوم کر لیتا تھا کہی یہ مجھ پر جنات سے نظر تو نہیں رکھواتا ؟؟۔۔۔داہم سوچ ہی سکا لیکن یہ داہم کا ٹھرکی دشمن آج ان سب کے ہاتھوں اسے ضرور مروائے گا اور بھوتوں میں داہم کا نام لازمی شامل کروائے گا داہم نے بے ساختہ رونہانسا ہوتے سوچا جبکہ نوریز اور ہشام کے تو پیروں پر لگی تو سر

میں بجھی ڈیول ،ہشام ،دلشاد،ماہر ،نوریز اور جیک داہم کو خونخوار نظروں سے نگلنے لگے تھے تو ضیغم ،دآیان اور نوفل نے ضیام کو گھور کر دیکھا جو ان کے اپنے استاد کے ساتھ سیکر ٹس کو مٹی میں ملا گیا تھا ضیام نے ان کی نظریں خود پر محسوس کرتے لندھے اچکائے بے شک ضیام زین کمال داہم وہاب خانزادہ سے بڑا کمینہ ثابت ہونے والا تھا۔

"اور کیا کیا کہتے ہیں داہم پھوپھا ؟؟" دلشاد نے داہم کو خونخوار نظروں سے دیکھتے ضیام سے پوچھا۔

"متھے تیا پتا متھے تو دشمن کہتے ہیں کہتے تے تیوتہ میں آپ سب تھے پیال کرتا دو اور ان تھے دو یادہ ہیدسم جودو اور ان دی بات بھی نہیں مانتا تو ان سب تھے دو یادہ بات ترتے ہیں تو بتھ اتفاد سے سن لیتا ہوں (مجھے کیا پتا مجھے تو دشمن کہتے ہیں کیونکہ میں تو آپ سب سے پیار کرتا ہوں اور ان کی بات نہیں مانتا اور ان سے ہینڈسم بھی جو ہو تو ان سب سے زیادہ بات کرتے ہیں میں تو بس اتفاق سے سن لیتا ہوں)" ضیام نے کندھے اچکاتے کہا جب کہ داہم کا دل کیا اس ہینڈسم ڈیڑھ فٹیا کا دنیا میں آنے کا

اتفاق ہی ختم کر دے کمینہ کہیں کا۔

"چھوٹے سسر جی اچھے ہیں ایسی توئی بات نہیں سسر جی" ضیغم نے اپنے چھوٹے سسر کی سائیڈ لی جبکہ دلشاد نے اب داہم سے نظریں ہٹاتے ضیغم کو دیکھا۔

"چپ" دلشاد نے ضیغم کو جھڑکا جس سے بیچارہ ضیغم نظریں جھکائے زمین کو دیکھنے لگا اور پھر ضیام کو غصے بھری آنکھوں سے اپنے ہاتھ کی چھوٹی چھوٹی مٹھیاں بھینچے دیکھا کیونکہ دلشاد کے جھڑکنے پر ضیام نے منہ پر ہاتھ رکھے اپنی ہنسی روکی تھی جبکہ اپنے کونگ کو شرمندہ ہوتے دیکھ داہم نے ضیام کو ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے دیکھا۔

"ہینڈسم ڈون سسر جی تاتو نے ایسا۔۔" دآیان نے بھی ڈیول کو معصومیت سے دیکھتے داہم کی صفائی پیش کرنی چاہی جس کے ارادے سمجھتے ڈیول نے اپنے داماد کے ہونٹوں پر انگلی رکھتے اسے خاموش رہنے کا کہا تو یوسفزئی کچھ بولتا کہ ہشام کا سرخ چہرہ دیکھتے اس نے خاموشی میں ہی عافیت سمجھی ہشام نے نوفل کو نیچے اتارا تو وہ ضیغم کے برابر میں آکر خاموشی سے کھڑا ہوگیا۔

"ہمارا کیریکٹر ڈھیلا ہے" ہشام نے شرٹ کے کف موڑتے داہم کو دیکھتے کہا تو نوریز

نے بھی کشن کو غصے سے ہاتھوں میں بھینچا۔

"میری آلو جیسی شکل ہے میری بیوی نے مجبوری میں مجھ سے شادی کی ہے ؟؟۔۔"
ماہر نے بھی گھڑی نکال کر سائیڈ ٹیبل پر رکھتے اپنے بھاری بھرکم ہاتھ کو چہرے پر پھیرتے غصے سے پوچھا جس پر داہم نے تھوک نگلتے نفی میں فوراً سر ہلایا۔

"میں ٹکلا ہوں" جیک نے ماہ دِیر کو صوفے پر لٹاتے سائیڈ پر کشن سیٹ کرتے تاکہ ماہ دیر نا گرے ،داہم کو گھورتے کہا۔

"میری زبان زہر لگی قینچی ہے اور میں بڈھا ہوں" دلشاد نے صوفے سے کھڑے ہوتے کہا نظریں داہم پر ہی تھیں جو دلشاد کی بات سنتا اور غصے سے لال چہرے کو دیکھتا پھر نفی میں سر ہلا گیا۔

"میں آیت سے مار کھاتا ہوں" ڈیول نے بھی دآیان کو ضیام کے پاس بیٹھاتے کھڑے ہوتے کہا تو داہم نے مسکراتے شرارت سے سر اثبات میں ہلایا جسے دیکھ ڈیول نے ہاتھ کا پنچ بنایا ڈیول کے ہاتھ کی پھولی رگوں کو دیکھتے داہم کا اثبات میں مسکراتا شرارت سے ہلتا سا فوراً نفی کا رخ کر گیا۔

"میرا کہنا تو اس ڈیڑھ فٹیا کی زبانی سن لیا مگر وہ نہیں سنا جو یہ آپ لوگوں کی بیویوں کو کرسٹل باربی، جانو، بے بی اور ڈارلنگ بول رہا تھا" داہم سب کو باری باری دیکھتا دہائی دے کر بولا تو سب نے اب یک دم گردن موڑے ضیام کو دیکھا جو آنکھیں سیکڑتے داہم کی بات سن اور اسے دیکھ رہا تھا۔

"میں نے تہا تلو مانتا ہوں سب تھے سامنے تہا آپ تی ترح دوسروں تو نہیں بھرکاتا اور میں نے تو آج تک تمام بیو تھیفل لیتیس کو روز نہیں دیا اور اپنے تو تبھی ان سب تو وہ گول گول روز دیے ہاتھون والے (میں نے کہا چلو مانتا ہوں سب کے سامنے کہا آپ کی طرح دوسروں کو نہیں بھڑکایا اور میں نے تو آج تک تمام بیوٹی فل لیڈیز کو روز نہیں دیا آپ نے تو ابھی ان سب لیڈیز کو گول گول روز دیے ہاتھوں والے)" ضیام نے بھی صوفے پر کھڑے ہوتے لڑاکا عورتوں کی طرح کمر پر دونوں ہاتھ ٹیکائے کہا تو سب مرد حضرات کو ایک اور صدمہ لگا کہ داہم نے ان کی بیویوں کو گجرے دیے سب نے اب ضیام سے نظریں ہٹاتے داہم کو گھورا جو اب پکا اپنی موت کنفرم ہوتے دیکھ موت کے فرشتوں کو ان چھ مرد حضرات کی صورت میں دیکھتے موت سے کسی بھی طرح بچنے کی تیاری میں تھا سب نے شرٹ کے بازو چڑھائے داہم کی

طرف قدم بڑھائے جس نے ایک جمپ کرتے صوفے کی پشت سے سب کو دیکھا۔

"میں باپ بننے والا ہوں ہائے میرے پیٹ میں درد ہو رہا۔۔" داہم نے پیٹ پکڑتے دہائی دی جیسے بچہ وہ ہی پیدا کرنے والا ہے۔

"تیری ڈیلوری کا وقت آگیا ہے نا ابھی کرواتے ہیں" دلشاد سمیت سب نے یک زبان کہا۔

"مجھے شرم آئے گی۔۔۔آئی ونٹ فیمیلز" داہم نے سب کو دیکھتے چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپاتے کہا داہم کی نوٹنکی پر سب کو ہنسی تو آئی مگر آج وہ اس بے شرم نوٹنکی خانزادے کو سبق سکھانا چاہتے تھے تو فوراً ہی خود کو کمپوز کر گئے۔

"تیری شرم کی ایسی کی تیسی" سب نے یک زبان کہتے ہی داہم کی طرف دوڑ لگائی جو بچاؤ بچاؤ کہتا وہاں سے ٹیرس کی طرف سیڑھیاں چڑھتا بھاگا تو دآیان اور نوفل بھی ان کے پیچھے دوڑ لگاتے بھاگے، خواتین بھی ڈرائینگ روم سے داہم کی پکار سنتی باہر آئی سب کو ٹیرس پر جاتا دیکھ اپنے بچوں سمیت ان کے پیچھے بھاگی تو ضیام میاں

کچن میں جاتے اپنی میڈ سے پوپ کارن لیتے مزے سے ٹیرس کی سمت بڑھ گئے تو دلکش جو ابھی لاونج میں آئی تھی ماہ دِیر کے پاس ضیغم کو کھڑا دیکھ ضیغم سے سب کے بارے میں پوچھتی جس نے فورا ساری بات اپنی کرسٹل باربی پھوپھو کو بتاتے اپنی پھوپھو کی گود میں ماہ دِیر کے ساتھ ٹیرس کا رخ کیا۔

اب ٹیرس کا منظر یوں تھا کہ داہم پیلس کے ٹیرس کے سرے پر کھڑا پہلے نیچے اور پھر دوسری جانب ان مرد حضرات کی فوج کو دیکھ رہا تھا۔

"میں بتا رہا ہوں میں جان دے دوں گا اپنی اگر میرے حسن پر سیاہ دھبے چھوڑے کسی نے مجھے ہاتھ بھی لگایا تو" داہم نے نیچے دیکھتے تھوک نگلتے سب کو دھمکی دی کیونکہ اگر داہم نیچے گرتا تو اللہ کے پاس سیدھا پہنچتا اور اگر ان مرد حضرات کے ہاتھ لگ جاتا تو ٹکروں میں جنت کی سیر کرتا۔

"اگر تو بچ گیا نا تیری شکل کالے توئے جیسی کر دے گے ہم تو بہتر یہی ہے جلدی مر" نوریز نے داہم کو گھورتے کہا۔

"میں نے تجھ سے پیار کیا تھا نوریز پیار۔۔۔" داہم کی آنکھوں میں نوریز کی سفاکیت

دیکھ مگرمچھ کے آنسو آئے۔

"ہاں مگر بچے کسی اور کے ساتھ کر رہا ہے مجھے نہیں چاہیے یہ تیرا کتا پیار" نوریز نے داہم کے ناٹک پر دانت پیستے کہا۔

"میں نے پٹواری بھائی آپ کو کتنا چاہا۔۔اپ بھی" داہم نے نوریز کی طرف سے ہری جھنڈی دیکھتے جیک کو دہائی دی۔

"تیری چاہت میری برداشت سے باہر ہو رہی ہے فسادی خانزادہ۔۔تو مر جا میں جی لو گا تیرے بغیر" جیک نے دانت پیستے داہم کی نوٹنکی پر کہا۔

"میرے باپ کی پہلی ہینڈسم اولاد۔۔" داہم نے دلشاد کو دیکھتے کہنا شروع کیا جس نے سرعت سے داہم کی کوشش ناکام کی۔

"میں اب اپنے باپ کی واحد ہینڈسم اولاد کا خطاب چاہتا ہوں یا تو تو کود ورنہ دھکا میں دے دوں گا" دلشاد نے غصے سے داہم کو آفر دی۔

"آپ تو میرا کرش ہیں زین بھائی مین نے آپ کو شدت سے چاہا ہے ۔۔" داہم نے ڈیول کو دیکھا۔

"میں تمہاری شدت جھیلتے جھیلتے تھک گیا ہوں چھوٹے خانزادہ اور تمہارے یہ الفاظ تاعمر یاد رکھو گا اب جلدی مرو مجھے کرائم آفس بھی جانا ہے" ڈیول نے جبڑے بھینچے گھڑی کو دیکھتے مصروفیت سے کہا۔

"ماہر بھائی میری کرسٹل باربی تو چھین لی مجھ سے اب اپنی بہو سے باپ کیوں چھین رہے ہے" داہم کا رخ ماہر کی طرف ہوا۔

"چھوٹے خانزادہ فکر نہیں کرنی میں اپنی بہو کو باپ اور سسر دونوں کا پیار دونگا" ماہر نے بھی ہری جھنڈی دیکھائی۔

"ہشام بھائی ۔۔میں بھی پٹھان ہو پٹھان پٹھان بھائی بھائی ۔۔پٹھان بھائی کے لیے کچھ تو کرو" داہم نے ہشام کو دیکھتے کہا۔

"میں پٹھان بھائی کے قل میں دنبا پلاؤ رکھواو گا۔۔ انشاء اللہ" ہشام نے خوش دلی سے کہا۔

"استغفرُللہ" داہم نے فوراً کانوں کو ہاتھ لگایا اور پھر ایک دفعہ نیچے دیکھتے "انا للہ" پڑھا۔

"ہالے میری جان مجھے بچا لو ورنہ تم بیوہ ہو جاؤ گی" داہم نے تمام خواتین کو مرد حضرات کے پیچھے دیکھتے ان کے بیچ میں کھڑی نا سمجھی سے داہم کو دیکھتی ہالے سے کہا تمام مرد حضرات نے گردن موڑے خواتین کو ایک ساتھ دیکھا اور پھر ان سب کے ہاتھوں کو جہاں داہم کے دیے گجرے خواتین نے اپنے ہاتھوں میں سجائے ہوئے تھے مرد حضرات کا چہرہ پھر خون جھلکا دینے والا ہوا اور وہ پھر خونخوار نظروں سے داہم کو دیکھنے لگے۔

"تم مجھے بیوہ کرنے والے کام کیوں کرتے ہو" ہالے نے تمام مرد حضرات کے چہرے کے تاثرات کو نوٹ کرتے دانت پر دانت جمائے اپنے شوہر سے کہا۔

"میں نے کچھ بھی نہیں کیا میں تو معصوم ہو" داہم نے بے چارگی سے کہا جبکہ داہم کی بات پر مرد حضرات کا دل کیا اسے بنا ایک سیکنڈ ضائع کیے دھکا ہی دے دیں۔

"ہاں تو نے کہا کچھ کیا ہے اور معصوم تو اتنا ہے یہ کہ ہم اسے یہاں جھولانے کے لیے قطار بنائے کھڑے ہیں" ہشام نے داہم کی بات پر جل کر کہا۔

"یار آپ لوگ تو سیریس ہو گئے یہ تو مزاق تھا بس ورنہ مانا آپ لوگ مجھ جیسے ہینڈسم

نوجوان قابل اور ایسی شخصیت نہیں رکھتے کے بچوں کی نظر میں مثال قائم کر سکے۔۔۔تو میں بس ان سب کو سکھا رہا تھا کہ اچھے بہترین اعلیٰ انسان (یعنی داہم وہاب خانزادہ) کو فولو کریں اور بھابھیوں کو گجرے میں نے اپنی بیوی کی وجہ سے دیے اب وہ پہن کر بھابھیوں کے سامنے جاتی ان کا بھی دل کرتا گجروں کے لیے تو بس پیاری بھابھیوں کا دل رکھ رہا تھا" داہم نے سب کو دیکھتے کہا تو جہاں داہم کی بھابھیوں کا دل اپنے معصوم دیور کو دیکھتے موم بن کر بنا جلے پگھلا وہی ان کے شوہروں کا آگ کے انگارے کی طرح جل کر راکھ ہوا۔

"تیری تو۔۔" دلشاد داہم کی بات سنتا ایک دم آگے بڑھا اور داہم لڑکھڑایا کہ عنایہ نے دلشاد کو روکا عنایہ دلشاد کے سامنے آئی دلشاد کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھے اپنے شوہر کو دیکھنے لگی۔

"پلیز چھوڑدیں نا" عنایہ نے آنکھیں پٹپٹاتے معصومیت سے کہا جبکہ دلشاد کا دل پل میں دھڑکنا بھول گیا مگر جیسے ہی دلشاد نے بے خودی میں عنایہ کے ہاتھ تھامے اور پھر نظر گجروں پر گئی دلشاد نے عنایہ کو جبڑے بھینچے دیکھا۔

"او منحوس بہنوئی نظریں نیچے ورنہ نظریں اٹھانے کے لائق نہیں چھوڑوں گا" ڈیول نے دلشاد کو اپنی بہن کو گھورتے پا کر کہا۔

"اچھا چلو نظریں نیچے کرنے والا ہی کام کر لیتا ہوں" دلشاد نے ڈیول کو طیش میں دیکھتے ہوئے کہا اور نظریں جھکائے عنایہ کی جبین پر بوسہ دیا جہاں عنایہ کا چہرہ شرم سے لال ہوا دلشاد کی بے باکی پر وہی ڈیول ، ماہر ، ہشام اور جیک کا غصے کی زیادتی سے سرخ ہوا جبکہ دلشاد سیدھا کھڑا ہوتا ڈیول کو دیکھتے آنکھ ونگ کر گیا ڈیول نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لی تو داہم نے اپنے بھائی کے رومینٹک سین پر ہونٹ گول کیے سیٹی بجائی جبکہ تمام خواتین نے اپنی ہنسی چھپائی دآیان اور نوفل تو ضیام کو گھورنے میں مصروف تھے تب ہی تو یہ سین مس کر گئے اور ہمارے ضیام میاں ان کی گھوریوں پر نفی میں سر ہلاتے پوپ کارن کھانے میں تو ضیغم دلکش اور ماہ دِیر ٹیرس پر پہنچے ہی نہیں تھے ابھی۔

"دل تو کرتا ہے تم خانزادوں کو کچا چبا جائیں" ماہر نے ضبط سے کہا۔

"ہضم کرنے کے لیے تیزاب بھی پینا پڑے گا" داہم نے لقمہ دیا تو دلشاد قہقہہ لگا اٹھا

جبکہ ماہر نے اپنا رخ دوسری طرف کیا یہ کمینے خانزادے مافیا خاندان کی بولتی بند کروانے اور کبھی ضبط نا کرنے والوں کو ضبط کے گھونٹ پلوانے ہی اس دنیا میں آئے تھے جبکہ نوریز نے مافیا خاندان کی بندوق سے زیادہ گرم چہرے دیکھتے اس سین پر بڑی مشکل سے اپنے قہقہہ پر ضبط کیا ہوا تھا۔

"ڈیڈ چھوٹے سسر جی تو اگر کچھ بھی کیا آپ نے تو میں دی اپنی تان دے تو گا" ضیغم جو ابھی دلکش کے ساتھ ٹیرس پر آیا تھا اپنے چھوٹے سسر جی کو ٹیرس کے سرے پر دیکھتے اپنے باپ کے پیروں پر لپٹتا ہوا بولا ڈیول نے دلشاد اور داہم سے نظریں ہٹائے اپنے بیٹے کو دیکھا جس کے لہجے میں ادب تھا مگر بات میں غصہ بھی تھا اور دھمکی کا کوئی تاثر نہیں تھا کیونکہ وہ دھمکی تھی ہی نہیں وہ رشتوں کا ادب کرتا تھا مگر جس بات پر اڑ جائے اسے پورے کرنے کا حوصلہ بھی رکھتا تھا وہ ضیغم زین کمال تھا مافیا ڈیول کنگ کا بیٹا پندرہ ماہ کی عمر میں جو کہتا اس پر کر گزرنے کا بھی جزبہ رکھتا تھا۔

" صحیح تو دو جان اپنی "ڈیول نے کچھ سوچتے ہوئے اپنے بیٹے کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھتے کہا جبکہ ڈیول کی بات پر آیت کے جہاں ہوش اڑے تو داہم سمیت سب

نے ڈیول اور ضیغم کو دیکھا ضیغم نے اپنے باپ کی بات سنتے صرف ایک لمحہ اپنے باپ کو بے تاثر آنکھوں سے دیکھا اور پھر اپنے قدم داہم کی دوسری سمت سرے پر بڑھائے آیت چیختی ضیغم کے پیچھے ہوئی جسے ڈیول نے اپنی باہوں میں قید کرتے روکا۔

"زین میرا بیٹا۔۔زین میں تمہیں جان سے ماردونگی میرا بیٹا۔۔" آیت ڈیول کی باہوں میں تڑپتی ہوئی چیخی جبکہ عنایہ اور دلکش ہواس باختہ ہوکر یک دم ضیغم کے پیچھے جانے لگی جنھیں دلشاد اور ماہر نے روکا تو داہم کی جان پر بنی مہک، نمل، عائشہ اور ہالے نے بے یقینی سے وہ منظر دیکھا تمام مرد حضرات چپ تھے وہ سمجھ رہے تھے کہ ڈیول نے ضیغم کا امتحان لیا تھا کہ وہ اپنے رشتوں کے لیے جان دے بھی سکتا ہے یا نہیں مگر وہ اس بات سے انجان تھے کی ڈیول نے ضیغم کا نہیں بلکہ ضیام، دآیان اور نوفل کا امتحان لیا ہے ڈیول اپنے بیٹے کو جانتا تھا وہ اپنے رشتوں کے لیے آج جان دے بھی سکتا ہے اور آگے چل کر کسی کی بھی جان لے بھی سکتا ہے اور ڈیول کو اپنے بیٹے پر غرور تھا۔۔پندرہ ماہ کی عمر میں اتنا بڑا امتحان سب نے سوچتے ہوئے لب بھینچے۔۔نوفل کی تو ضیغم کو دیکھتے آنکھیں ڈبڈبائی تو ضیام کے دل کی

رفتار کم ہونے لگی مگر دآیان چپ تھا بنا کسی تاثر کے ضیغم کو اور پھر ڈیول کو دیکھنے لگا ضیام ایک دم اپنے بھائی کے پیچھے بھاگا تو دآیان اور نوفل بھی ضیام کے پیچھے ہوئے۔

"کونگ نہیں میں تم تھے بات نہیں ترودا (کونگ نہیں میں تم سے بات نہیں کروگا)" ضیام چیخا آنسو پل پل اس کی آنکھیں سے گال پر گرنے لگے جبکہ ضیغم ایک ایک قدم اٹھاتا اسے سرے تک پہنچ رہا تھا بنا کسی کی آواز سنے۔

"کونگ میں تمہیں تالی تو کلیت دو گا تمہیں لدجائے دی نہیں تاؤ وہاں (کونگ میں تمہیں ساری چاکلیٹ دونگا تمہیں لگ جائے گی نہیں جاؤ وہاں)" نوفل بھی روتا ہوا چیخا۔

"سالے اگر تو نے ایت دی قدم بڑھایا میں تجھ خود دھکا تودا (سالے اگر تو نے ایک بھی قدم بڑھایا میں تجھے خود دھکا دوں گا) دآیان نے کہا تو ضیغم نے سالے لفظ پر چند لمحوں کے لیے ٹھہرتے اپنی چھوٹی مٹھیاں بھینچ لی مگر پھر اگلے لمحے ایک اور قدم آگے بڑھایا دآیان نے اس ضدی کونگ کو دیکھتے پھر نوفل اور ضیام کے ہاتھ پکڑتے انھیں روکا جو اسے ناسمجھی سے دیکھنے لگے دآیان نے ان کو پیچھے دیکھنے کا کہتے ان کے

ساتھ پیچھے دیکھا جہاں سب لوگ ہی بت بنے ان چاروں کا تماشہ دیکھ رہے تھے دآیان نے دونوں کا ہاتھ چھوڑتے فرتی سے بھاگتے ہوئے ضیغم کے برابر میں پہنچا تو ضیام اور نوفل بھی دآیان کے پیچھے بھاگے وہ چاروں ٹیرس کے سرے کے کونے پر بس دو قدم دور تھے ضیغم کے برابر میں دآیان تھا دآیان کے برابر میں نوفل تو ضیغم کی دوسری سائیڈ پر ضیام تھا۔

"تم سب دیاں کو ہو جاؤ یہاں تھے (تم سب یہاں کیوں ہو جاؤ یہاں سے)" ضیغم نے غصے سے ان تینوں کو گھورتے کہا۔

"میں تیلے بنا نہیں تاؤ دا کونگ (میں تیرے بنا نہیں جاؤ گا کونگ)" نوفل نے اپنی دونوں آنکھیں رگڑتے غصے سے سرخ ہوتی ناک سے کہا۔

" اور میں تیرے باپ تا داماد دوں تیرا نوتر نہیں تو تیری بات مانو (اور میں تیرے باپ کا داماد ہوں تیرا نوکر نہیں جو تیری بات مانو)" دآیان نے آنکھیں گھوماتے کہا تو ضیغم کا دل کیا اپنے باپ کے داماد جو آج قبر میں خود اتار کر قصہ ہی ختم کر دے۔

"کونگ میں تمہالے بنا نہیں دے دکھتا (کونگ میں تیرے بنا نہیں رہ سکتا)" ضیام نے

بھی چھوٹی سی رونے کی وجہ سے بہتی ناک کو اپنے شرٹ کے بازو سے صاف کرتے کہا۔

"تو مرو میرے تھاتھ (تو مرو میرے ساتھ)" ضیغم نے غصے سے کہتے بنا نیچے گہرائی اور چوٹ کا اندازہ لیے چھلانگ لگائی تو تینوں بھی ضیغم کے پیچھے دل تھامے کود گئے جبکہ پیچھے ڈیول کا قہقہہ گونجا تو آیت نے اپنے بیٹوں کو دیکھتے ڈیول کو کسی کی بھی پرواہ کیے بنا ایک کک دے ماری ان تینوں کے ضیغم کے پاس جاتے ہی ڈیول نے سکیورٹی گارڈ سے کہتے ٹیرس کے اس سرے کے نیچے جمپنگ پلوٹ لگوادیا تھا اور آیت سمیت سب کو بھی ریلیکس رہنے کا کہتے دآیان، ضیام اور نوفل کو آزمانے کی وجہ بتائی سب کو جہاں اپنے بچوں کے لگنے یا ذہنی طور پر اثر لینے کا خطرہ تھا مگر وہ جانتے تھے ڈیول نے اگر یہ قدم اٹھایا ہے تو پوری تیاری بھی کر رکھی ہوگی اور ان کے بچے جتنے شیطان تھے تو ذہنی دباؤ کا تو کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہونا تھا ڈیول آیت کی کک پر بلبلا اٹھا تو دلشاد کو یہ سین بڑا مزہ دے گیا تو وہی تمام مرد حضرات ڈیول کی درد برداشت کرتے ہوئے شکل دیکھتے اپنی ہنسی چھپانے کے لیے رخ دوسری طرف کر گئے جبکہ خواتین نفی میں سر ہلاتی ان مرد حضرات کو دیکھتی وہاں سے آیت اور ماہ دِیر سمیت

واک آؤٹ کر گئیں۔

"دیکھا میں نے صحیح تو کہا تھا بچوں سے آپ بھابھی کی بھابھی سے پیٹتے رہتے ہیں"

داہم نے قہقہہ لگاتے کہا تو سب لوگوں کو واپس مین مدعی اچانک یاد آیا ڈیول بھی داہم کی بات پر سرخ چہرے سے داہم کی سمت بڑھا اب سب نے بنا وقت ضائع کیے داہم کی طرف ہاتھ بڑھائے داہم بھی خوش دلی سے ان کے ہاتھ لگنے سے پہلے ہی باہیں پھیلائے ان سب کی طرف رخ کیے پیچھے قدم بڑھاتا ہوا ایں غائب ہوا داہم کے چہرے پر سکون تھا کہ جب ڈیول نے بچوں کے لیے جمپنگ پلوٹ لگوایا ہے تو اس کے لیے بھی لگوایا ہوگا لیکن افسوس یہ اس کی خوش فہمی ہی تھی۔

داہم دو سیکیورٹی گارڈز کو بستر بنائے ان پر الٹا لیٹا ہوا تھا داہم کے جسم میں درد کی ٹھیسیے اٹھ رہی تھیں تو وہی بیچارے گارڈز نیکی کے چکر میں خود بلڈوزر ہوتے اپنی کمر اس بلڈوزر سے تڑوا چکے تھے جبکہ تمام مرد حضرات جمپنگ پلوٹ میں اوندھے منہ لیٹے ضیغم، ضیام، نوفل اور دآیان کو دیکھ رہے تھے جو خود کو زندہ پا کر حیرانگی سے آنکھیں کھولے سست پڑے تھے۔

"میں دندہ دو؟؟(میں زندہ ہوں؟؟)"ضیام نے سیدھے ہوتے خود سے پوچھا۔

"خوش قسمتی سے"نوریز نے اپنے رقیب کو دیکھتے ہنسی چھپاتے کہا۔

"ڈون سسر جی تب مدنے نہیں دینا تھا دو تریا کو بنا دیا ہمدے(ڈون سسر جی جب مرنے نہیں دینا تھا تو چڑیا کیوں بنایا ہمیں)"دآیان نے بھی اٹھ کر بیٹھتے اپنے چہرے کے نیچے ہاتھ رکھتے ڈیول سے پوچھا ڈیول دآیان کو دیکھتے اس کے بکھرے بال مزید بکھیر گیا۔

"کیونکہ یہ آپ تینوں کا امتحان تھا کہ آپ اپنے بھائی کے لیے کیا کرتے ہیں"ڈیول نے دآیان کو سمجھایا تو ضیغم ضیام اور نوفل بھی اٹھ کر بیٹھے اور ڈیول کو دیکھنے لگے۔

"بھائی نہیں سالا"دآیان نے منہ بناتے تصحیح کی تو ڈیول نے ڈمپل کی نمائش کرتے اثبات میں سر ہلایا۔

"یہ میلا۔۔"ضیغم اپنے باپ کو دیکھتے پوچھنے والا تھا جس کے سوال کو سمجھتے دلشاد بولا۔

"نہیں برخوردار یہ تمہارا امتحان نہیں تھا کیونکہ ہم سب جانتے ہیں ضیغم زین کمال جو

کہتا ہے وہ کرتا ہے اور اپنوں کے لیے تو جان بھی دے سکتا ہے میرا داماد۔۔یہ ان تینوں کا امتحان تھا" دلشاد نے ضیغم کو گود میں لیتے اس کا ماتھا چومتے کہا۔

"پل متھے کتھ ہو داتا تو میلی گر لفرینڈ تا تیا ہوتا اور میلی چھوٹی وائف تا بھی (پر مجھے کچھ ہو جاتا تو میری گر لفرینڈ کا کیا ہوتا اور میری چھوٹی وائف کا بھی)" ضیام کو الگ ہی دکھ ہوا۔

"آپ کے ڈیڈ ضیام کو کچھ ہونے کیسے دے سکتے تھے اور مجھے آپ سے زیادہ آپ کی گرلفرینڈ اور چھوٹی وائف کی فکر تھی اسی لیے تو بچا لیا آپ کو" ڈیول نے اس وقت بھی ٹھرک جھاڑتے اپنے بیٹے کو دیکھتے پھر نوریز کے نفی میں ہلتے سر کو دیکھتے کہا تو ضیام نے ایک ڈمپل کی نمائش کرتے سر اثبات میں ہلایا وہ مافیا خاندان کا سپوت نوریز کاشان یوسفزئی کی بیوی کو گرلفرینڈ اور دنیا میں نا آئی بیٹی کو بیوی بنائے ہوئے تھا ضیام زین کمال کا سویگ۔۔۔۔

"پل متھے اب آپ سب تھے بات نہیں ترنی متھے غصہ ہے آپ سب پل بدے ہے اس لیے تپ دو (پر مجھے آپ سب سے اب بات نہیں کرنی مجھے غصہ ہے آپ

سب پر بڑے ہیں اس لیے چپ ہوں)" نوفل نے غصے سے سب کو کہا تو سب نے اس ڈیڑھ فٹیا غنڈے کو دیکھا جس کا دل اب بھی زور زور سے دھڑک رہا تھا۔

"سوری" سب نے یک زبان غنڈے یوسفزئی سے معافی مانگی تو اس نے بھی احسان کرنے والے انداز میں سب کو معاف کیا ماہر نے نوفل کی طرف باہیں پھیلائیں تو نوفل جھٹ سے اپنے انکل کی باہوں میں سما گیا۔

"جنت میں تو حور ملنی تھیں یہ جلاد کیوں نظر آرہے ہیں مجھے" دوسری طرف داہم ہوش میں آتا دونوں کہنیاں گارڈز کے سینے پر رکھے آنکھوں کو کھلونے کی کوشش کرتے ہوئے بولا۔

"کہی میں جہنم میں تو نہیں آگیا ؟؟ یا اللہ میں تو تیرا نیک بندا تھا بس ساٹھ ستر ہی تو افئیر چلائے تھے مگر کچھ بھی ایلو ایلو نہیں کیا میں نے اللہ جی قسم سے اپنے بھتیجوں کو سچ بتانے کی راہ میں راہِ حق میں شہید ہوا ہو یا اللہ جنت تو دینی تھی نا۔۔ اور ہالے ہائے اللہ میری ہالے اور میری بیٹی میں نے تو ابھی تک اپنی بیٹی بھی نہیں دیکھی اللہ جی" داہم اپنی ہی ہانکیں جا رہا تھا ان جلادوں میرا مطلب ہے بیچارے سیکیورٹی گارڈز کی

سنے بغیر جو اپنی ہڈیاں تڑواتے داہم کو بلبلاتے ہوئے خود پر سے اٹھنے کا کہ رہے تھے تمام مرد حضرات بچوں کو لیے داہم کی سائیڈ آئے انھیں امید تھی کہ ہینڈسم ڈاکٹر کی کم سے کم دو ہڈیاں تو ٹوٹی ہونگیں مگر یہاں تو ہڈیاں کسی اور کی ہی ٹوٹی تھیں قسمت ہو تو داہم وہاب خانزادہ جیسی۔۔۔سب نے داہم کو کسی گھیری سوچ میں خود سے بڑبڑاتے صحیح سلامت دیکھتے ہوئے سوچا ہشام اور جیک نے داہم کو شانوں سے تھامتے سیدھا کھڑا کیا اور پھر سیکیورٹی گارڈز کو سہارا دیتے اٹھایا جو بیچارے کمر تھامے ڈیول کے دوسرے گارڈز کو اشارہ کرنے پر ان کے سہارے چلتے ہوئے کوارٹر لی سمت جا رہے تھے داہم نے سیدھا کھڑے ہوتے ہی خود کو سینے پر ہاتھ مارتے اپنے دل کی دھڑکن چیک کرتے باری باری سب کو دیکھا اور پھر زور سے چیخا۔

"میں زندہ ہو۔۔۔میں زندہ ہو" داہم کے چیخنے پر سب نے داہم کو ناگواری سے دیکھا جب کے تمام بچے ضیام کے علاوہ داہم کو دیکھتے مسکرا رہے تھے۔

"ہاں۔۔بدقسمتی سے" جیک نے کہا تو تمام مرد حضرات نے جیک کی تائید کی۔

"جلنے والوں کا منہ کالا" داہم نے مسکراتے انھیں آگ لگائی تو سب نے ہی بچوں کو

نیچے اتارے داہم کو خونخوار نظروں سے دیکھتے داہم کی سمت دوڑ لگائی داہم ان سب کو پھر جلالی روپ میں دیکھتا الٹے پاؤں بھاگا۔۔

ان سب کی زندگیوں میں نوک جھوک تو بہت تھی تو وہی بے تحاشہ خوشیاں بھی وہ سب خوشی اور ایک دوسرے کے ساتھ خوش دلی سے اللہ کا بے تحاشہ شکر ادا کرتے اپنی زندگیوں کی طرف گامزن تھے اور اسی طرح نو ماہ بھی گزر گئے ان نو ماہ میں داہم نے جہاں ہالے کو بے تحاشہ پیار اور کئیر دی تو وہی زریش بیگم اور عنایہ نے ہالے کو ہاتھ کا چھالا بنا رکھا تھا وہاب صاحب اور دلشاد تو اپنے خاندان میں ہونے والے اضافے کے لیے بے حد ایکسائٹڈ تھے تو یہی حال پیلس اور جنت ولا کے مکینوں کا تھا سب کو ہی ہالے اور داہم کے ننھے مہمان کا بے صبری سے انتظار تھا تو وہی ماہ دِیر ماہر خلیل کے نو ماہ کے ہونے کے سفر کو سب نے بہت ہی چاہت سے انجوائے کیا تھا کرسٹل گرے آنکھوں والا شہزادہ بہت خاص تھا ان کی زندگیوں میں اور اس کی زندگی میں ایک خاص اور بے تحاشہ خاص وجود کی آمد ہونی تھی۔۔۔

خانزادہ ہاسپٹل میں مٹرنٹی روم کے باہر داہم عنایہ زریش بیگم اور وہاب صاحب بے حد بے چینی کے عالم میں ڈاکٹر کے باہر آنے کا انتظار کر رہے تھے تو دلکش بھی ماہ دِیر کے ساتھ وہی بیٹھی ہالے اور بیبی کو دیکھنے کے لیے بے چین تھی اتنے میں ہی داہم کو ایمرجنسی کیس کے آنے پر وہاں سے جانا پڑا تو ڈاکٹر فاطمہ نے بھی باہر آتے انھیں اطلاع دی تھی کہ ابھی کچھ وقت لگے گا آپ لوگ دعا کرے وہاب صاحب بھی نماز کے لیے چلے گئے زریش بیگم عنایہ اور دلکش بھی ہاسپٹل میں پرئیر روم کی طرف قدم بڑھا گئیں دلکش ماہ دیر کو ایک نرس کے پاس چھوڑتی ہوئی گئی تھی وہ نرس عنایہ کے انڈر کام کیا کرتی تھی تو دلکش بھی ماہ دیر کے حوالے سے پر سکون تھی ان کے جاتے ہی ڈاکٹر فاطمہ اور ایک نرس باہر آئی وہاں کسی کو نا دیکھتے ڈاکٹر فاطمہ حیران ہوئی کہ ان کے جتنے بھی بچے ہوئے تھے سب کی دفعہ کوئی نا کوئی حلہ گلا خانزادہ ہاسپٹل میں لازمی مچا ہوتا تھا اور ڈاکٹر داہم جتنے اپنی بیٹی کے انتظار میں گھلے جا رہے تھے تو اب اچانک سب کہاں گئے ڈاکٹر فاطمہ کی پریشانی وہاں بیٹھی نرس نے ماہ دِیر کو گود میں لیے دور کی تو ڈاکٹر فاطمہ نے ماہ دِیر کو دیکھا وہ جانتی تھیں وہ کون تھا وہ ماہ دِیر تھا داہم خانزادہ کا ہونے والا داماد اور آج اس بچے کی ہی بیوی پیدا ہوئی تھی ڈاکٹر فاطمہ نے کچھ

سوچتے ہوئے ماہ دیر کو نرس سے گود میں لیے اندر کا رخ کیا ہالے کو روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا جسے داہم خانزادہ نے پینک تھیم میں بلونز کے ساتھ ڈیکیور کروایا تھا۔۔بیبی کاٹ میں پنک بیبی مفلر میں لپٹی بچی آنکھیں کھولنے کی کوشش میں تھی جب ڈاکٹر فاطمہ نے ماہ دِیر کو کاوئچ پر بیٹھاتے اس بیبی گرل کو گود میں لیے ماہ دِیر کی سمت آئی ماہ دِیر نو ماہ کا بچہ پوری آنکھیں کھولے ڈاکٹر فاطمہ کی ہر مومینٹ کو دیکھ رہا تھا ڈاکٹر فاطمہ نے اس بیبی گرل کو ماہ دیر کی چھوٹی سی گود میں لٹایا تو ماہ دِیر نے بے ساختہ اس بیبی کے گال کو اپنے چھوٹے سے ہاتھ سے ٹچ کیا ماہ دیر کا لمس ملتے ہی بیبی گرل نے فٹ سے آنکھیں پوری کھولے ماہ دِیر کو دیکھا کرسٹل گرے آنکھیں سنہیری آنکھوں کو دیکھتے محوت سے مسکرائیں اتنے میں ہی ماہر، ڈیول، آیت، نوریز اور نمل روم میں داخل ہوئے ماہ دیر کی گود میں ڈاکٹر فاطمہ کے ہاتھوں کے سہارے لیٹی بیبی گرل کو دیکھتے سب ہی مسکرائے تو ڈاکٹر فاطمہ نے بیبی کو ڈیول کی گود میں دیا ڈیول نے مسکراتے ہوئے اس ننھی شہزادی کے کانوں میں اذان سماعت کی ماہ دِیر کی نظریں اب بھی اس بیبی گرل پر ہی تھیں۔

"داہم نے کہا تھا نام ماہر یعنی اس بچی کا سسر رکھے گا اب بتاؤ کیا نام ہے تمہاری بہو

کا" ڈیول نے ماہر کی گود میں اس بچی کو دیتے کہا۔

"داہلیہ داہم خانزدہ" ماہر نے اس پنک مفلر میں لپٹی بچی کو دیکھتے کہا جو سنہیری آنکھیں کھولے اپنے سسر کو دیکھ رہی تھی جسے سب سے پہلے چھونے والا شخص اس کی محبت میں بچپن سے ہی گرفتار ہونے والا تھا جو خانزادہ خاندان کی تین نسلوں میں پہلی بیٹی تھی جو داہم وہاب خانزادہ کی پہلی اولاد تھی وہ جو عشق صحرا میں ماہ دِیر ماہر خلیل کی پہلی اور آخری چاہت بننے والی تھی وہ جو مافیا خاندان کی پہلی بہو بننے والی تھی۔

سب لوگ ہی داہلیہ داہم خانزدہ کی آمد پر خوش تھے نمل اور آیت محوت سے شریر داہم اور پیاری سی ہالے کی ننھی شہزادی کو دیکھنے میں مگن تھیں جب عنایہ، زریش بیگم اور دلکش بھی وہاں آتی اس پری پر فدا ہونے لگیں تھیں زریش بیگم تو اپنی پوتی پر جہاں صدقہ واری ہوئے جارہی تھیں تو وہیں وہاب صاحب بھی پہنچتے خوشی سے جھوم اٹھے آخر ان کی مراد جو پوری ہوئی تھی خانزادہ خاندان میں تین نسلوں میں پہلی بیٹی نے دنیا میں قدم رکھا تھا وہی دلشاد نوریز کے ساتھ ہاسپٹل آتا اس ننھی شہزادی کی

محبت میں جکڑا تھا سب لوگ ہی ہالے اور داہلیہ سے مل چکے تھے اور خوش گپوں میں مصروف تھے جب داہم ایمرجنسی سے فارغ ہوتا سجدہ شکر دا کرتا فورا اپنی بیوی اور بیٹی سے ملنے پہنچا تھا آج ایک عجیب سی بے چینی داہم کے اعصاب کو جکڑے ہوئے تھی وہ آج شریر داہم نہیں بلکہ ایک سنجیدہ آنے والے طوفان سے ڈرنے والا شخص لگ رہا تھا آج اسے رہ رہ کر جمال حفیظ یاد آرہے تھے ان کے الفاظ، ان لی بددعائیں جس بیٹی کا وہ نو ماہ سے خواب دیکھ رہا تھا آج وہ حقیقت بن چکی تھی اور ایسی حقیقت جس پر داہم نے ڈاکٹر فاطمہ سے خوشخبری ملنے پر نا صرف اللہ کے حضور سجدہ شکر ادا کیا تھا بلکہ رو رو کر دعائیں بھی مانگیں تھی کہ جمال حفیظ کی بددعا کبھی سچ نا ہو وہ اپنی کچھ منٹوں کی پیدا ہوئی اولاد کے چھننے کا سوچتے ابھی سے تڑپ رہا تھا۔۔۔داہم روم میں داخل ہوا تو ہالے بیڈ کے سرے ٹیک لگائے اپنی اولاد کو باہوں میں سمائے بیٹھی تھی سب کی نظریں دروازہ بند کرتے داہم پر گئیں وہ شرارتوں میں مگن شخص آج انھیں برسوں کا ستا ہوا لگنے لگا داہم کی آنکھیں رونے کی شدت سے آخری حدود کو چھوتی لال تھیں داہم ہالے کے پاس بیڈ کے سرے سے ٹیک لگائے بیٹھا ہالے کو ایک ہاتھ کے حصار میں پشت سے لیتے داہم نے اس کے

بالوں پر لب رکھے ہالے کی آنکھوں میں سکون اور شفا کی لہر اتر گئی داہم کی نظریں گلابی بیبی مفرل میں لپٹی بچی پر گئیں کئی لمحے وہ سرخ آنکھیں اپنا رستہ بدلنا بھول گئیں وہ باپ بننے کا احساس داہم کو سرشار کر گیا داہم نے ہالے کی گود سے اپنی باہوں میں اپنی بیٹی کو بھرا وہ سنہیری آنکھوں والی گڑیا اپنے باپ کی جلتی لال آنکھوں میں دیکھتی انھیں برف سی ٹھنڈک دے گئی داہم نے عقیدت سے اپنی بیٹی کی ننھی پیشانی پر بوسہ دیا جس کا لمس داہم کے تپتے وجود کو ٹھنڈک دے گیا اس کی جدائی تو داہم وہاب خانزادہ کو مار ہی ڈالے گی داہم کی سوچ نے اپنی بیٹی کو سینے میں بھینچنے پر مجبور کر دیا۔۔۔داہم کی آنکھوں سے دو آنسو ٹوٹ کر شیو میں جذب ہوئے وہ کمزور مرد نہیں تھا جو اس طرح روتا مگر وہ آج باپ بنا تھا جس کو باپ بننے سے پہلے ہی اس کی بیٹی سے جدائی کی بددعا دی گئی تھی وہ کیسے نا روتا اولاد کا غم تو انسان کو خاک میں ملا دیا کرتا ہے تو اولاد سے جدائی کی تکلیف اذیت کی انتہا کو نا چھوئے ایسا کیسے ممکن ہے۔۔ سب نے داہم کو نم آنکھوں سے دیکھا وہ شاید باپ بننے کی خوشی میں آنسو بہا رہا ہے یا اپنی بیٹی کی خواہش پوری ہونے کی خوشی میں دلشاد نے آگے بڑھتے داہم کے کندھے پر ہاتھ رکھا داہم نے داہلیہ کو ہالے کو تھمائے اپنے بھائی کے گلے لگا ڈیول

بھی دلشاد اور داہم کے پاس آتا دلشاد کے کندھے سے لگے داہم کے شانے تھپتھپانے لگا۔۔داہم کے دل نے چاہا ہر خوف اپنے بھائی کو بتا دے اور زین بھائی کے سینے سے لگے اپنے ہر ڈر کو ختم کر دے مگر وہ آج جس ڈر میں جی رہا تھا شاید وہ اس کا وہم ہو یا بات اتنی بڑی نا ہو جتنا وہ سوچ رہا ہے تو اپنوں کو کیوں اذیت میں ڈالے کتنے برسوں بعد تو سب کو خوشیوں کے پل نصیب ہوئے تھے محبت اور خوشیوں نے ان کی زندگیوں میں قدم رکھا تھا بس یہی سوچتے ہوئے داہم نے مسکراتے سب کی پریشانی کو ہوا کیے ایک ایک کر کے مبارک بات وصول کی۔۔ داہلیہ داہم خانزادہ کی آمد نے سب کو جشن منانے پر جہاں مجبور کر دیا تو وہی ان کی زندگیوں میں اور خوشیوں نے آنے کے لیے بھی قدم اٹھائے ۔۔۔دلشاد اور عنایہ کے ہاں پھر سے خوشخبری کی جہاں آمد تھی تو وہیں ضیام کی چھوٹی وائف آنے کی امید بھی جگمگائی تو آیت بھی ماں کے رتبے پر دوبارہ فائز ہوتے اپنے کنگ کو ایک پرنسس دینے کی تیاریوں میں تھی تو ہشام نے نوفل کو ایک چھوٹا سالا دینے کے لیے اپنی بیوی کو ماں کے رتبے پر دوبارہ فائز کرتے اس کی ننھی سی جان کو مشکل میں ڈال دیا عائشہ اور جیک کی جھولی اولاد کی نعمت سے اب بھی خالی تھی مگر اب وہ مایوس نا

تھے بلکہ پیلس کے بچوں میں اپنی زندگی تلاش کر چکے تھے اللہ نے انھیں اولاد نا دیتے ہوئے بھی اولادوں سے نوازہ تھا۔۔

چھ ماہ بعد:-

ضیام نے روم میں آتے نمل کو نوفل کو کس کرتے دیکھا اور وہی لمحہ تھا جب ضیام کا دل کرچی کرچی ہوگیا آج جنت ولا میں دعوت رکھی گئی تھی جس میں خاص عزیز وہاب ولا اور پیلس کے مکین شامل تھے نمل جو چھ ماہ کے حمل کو لیے بھرے بھرے وجود کے ساتھ نوفل کو بیڈ پر بٹھائے اپنے بیٹے کی بہن اور چھوٹا سالا ملنے کی خواہش پر اس کے چہرے کی چمک پر صدقے واری ہوتی پیار کر رہی تھی کہ ضیام کو دیکھتے گڑبڑائی جبکہ نوفل نے اپنے سے دو ماہ بڑے ضیام کو دیکھتے آنکھیں گھمائی یہ ضرور اس کی ماں کو ہی ڈھونڈتے یہاں پہنچا ہوگا مجال ہے جو کبھی اس کی ماں کا پیچھا چھوڑے یہ ٹھرکی دنیا جبکہ ضیام نے اپنی پاک صاف (شادی شدہ ایک بچے کی ماں) گرلفرینڈ جو ہمیشہ نماز پڑھتی دیکھائی دیتی تھی اسے شکوہ کناں آنکھوں سے دیکھا نمل

نے ضیام کو دیکھتے اپنے بیٹے کو چھوڑتے اپنے تین سال کے بوائے فرینڈ کی طرف قدم بڑھائے جس نے اپنی گولو مولو دائیں ہاتھ کو ہوا میں لہراتے نمل کو اپنے پاس آنے سے روکا۔۔

"بتھ بھوت ہو دیا داپ نے دھوتا دیا متھے (بس بہت ہوگیا آپ نے دھوکا دیا مجھے) "ضیام نے جان بوجھ کر تتلاتے ہوئے الفاظ ادا کیے ورنہ بولنا سب بچوں کو صاف آگیا تھا ماہ دِیر اور داہلیہ کے علاوہ کیونکہ وہ دونوں خاص چھوٹے تھے ماہ دِیر پندرہ ماہ کا تھا تو داہلیہ چھ ماہ کی۔۔ ضیام نے سوشل میڈیا پر "میلے بابو نے تھانا تھایا" والا ٹرینڈ نمل بے بی کے ساتھ چلایا ہوا تھا ضیام کے مطابق یہ اس کا اپنی بے بی سے پیار کرنے کا طریقہ تھا خیر۔۔۔ضیام نے سامنے ٹیبل پر ٹشو باکس سے ٹشو نکالنے کی کوشش کرتے جس میں مدد نمل نے کی تھی اس ٹیشو سے اپنی آنکھیں رگڑتا کمرے سے باہر زخمی دل کے ساتھ نکل گیا نمل نے روہانسا ہوتے ضیام کی پشت کو دیکھا اور پھر اپنے بیٹے جو منہ بناتا بیڈ پر چت پشت گرائے یک دم ڈھ گیا نمل نے قدم لاونچ کی سمت لیے جہاں سب بزرگ اور نوجوان پارٹی خوش گپوں میں مصروف تھی دلشاد عنایہ کے پاس بیٹھے اس کے بھرے بھرے وجود کو اپنے ایک ہاتھ کے حصار میں

لیے ہوئے تھا تو ہشام تقریباً ڈھائی سال کی حمامہ کی پوکٹ سے چھوٹا سا چاقو (جو اس نے جیک کو امیوشنل بلیک میل کرتے ہوئے لیا تھا مگر اس چاقو کی رفتار نا ہونے کے برابر تھی جیک نے احتیاط سے جو بنوایا تھا) اس کے پاس سے کھسکانے کی فراغ میں تھا کیونکہ اس چاقو سے اس کی بیٹی کبھی بھی اس کے داماد پر وار جو کر سکتی تھی یہ چاکو حمامہ نے غنڈے یوسفزئی سے چاکلیٹ نکلوانے کے لیے خاص طور پر رکھا ہوا تھا اس کی ضرورت اسے صرف غنڈے یوسفزئی کے لیے ہی پڑتی تھی ضیغم اور ضیام تو اپنی بہن کے ان کی چوکلیٹ ان کے سامنے چوری کرنے پر بھی انجان بن جایا کرتے تھے وہ پیلس کی جان جو تھی تو ماہ دِیر بھی اپنی بہن کے لیے اپنی چوکلیٹ میں سے ایک حصہ لازمی رکھتا تھا۔۔۔مہک اپنے بھرے بھرے وجود کے ساتھ عائشہ اور رہالے سے باتوں میں مصروف تھی جبکہ ماہ دِیر نے شرارتی مگر بے حد معصوم چہرہ رکھنے والی سنہیری آنکھوں والی پریوں سے بھی زیادہ خوبصورت پری کو اپنی گود میں لیا ہوا تھا ماہ دِیر کو داہم ہمیشہ سمجھایا کرتا تھا کہ یہ تمہاری پرنسس ہے جبکہ ماہ دِیر کو پرنسس لفظ ڈیول کے منہ سے عنایہ کے لیے سنتے داہلیہ کو الگ نام دینا تھا جس نام سے داہلیہ کو کوئی بھی نا پکارے تو ماہ دِیر نے داہلیہ کو پری کا نام دیا اس

نام سے ماہ دیر کے علاوہ کوئی بھی داہلیہ کو نہیں پکارتا تھا بلکہ ماہ دِیر اتنا پوزیسو تھا داہلیہ کے لیے کہ اگر اس کے سامنے کوئی بھی یہاں تک کہ ہالے، دلکش، ماہر اور داہم میں سے بھی کوئی اسے کس کر لیتا تو ماہ دِیر پورا دن کسی سے بھی بات نہیں کرتا تھا گم صُم گارڈن میں بیٹھا رہتا پھولوں کو دیکھتا رہتا تھا یہ عادت ماہ دِیر کو داہلیہ کے آنے سے ہی شروع ہوئی تھی وہ جس حد تک اس عمر میں داہلیہ کے لیے پوزیسو تھا سب کو اس بات سے بے حد پریشانی ہوتی تھی کیونکہ ماہ دِیر داہلیہ کے پاس دآیان کو ہی نہیں بلکہ اپنے کونگ کو بھی برداشت نہیں کرتا تھا سب بڑوں نے ہی بچوں کو ماہ دیر کے سامنے داہلیہ کو ٹچ کرنے سے منع کر دیا تھا ماہ دِیر خاموش طبعیت بچہ تھا جو بچپن ہی سے بہت شدت پسند تھا وہ اپنے غصے کو کسی پر نکالنے کے بجائے تنہائی میں بیٹھ کر کم کرنے کی کوشش کرتا تھا ضیغم اسے ہر طرح ہیل کرنے کی کوشش کرتا مگر داہلیہ کے بارے میں ضیغم بھی ماہ دیر کو کچھ بھی سمجھا نہیں پاتا تھا۔

نمل سب کو دیکھتی آیت کی طرف قدم بڑھا گئی جو ڈیول کے ہاتھوں سے پزا کھانے میں مصروف تھی ڈیول ڈائینگ ٹیبل پر اپنی کوئین کے ساتھ بیٹھا اسے پزا کھلانے میں محبت سے دیکھتا مگن تھا کیونکہ آیت کی پریگنینسی میں اسے اس دفعہ بہت بھوک

لگتی تھی ڈیول جہاں آیت کو صرف بریک فاسٹ اور ڈنر اپنے ہاتھوں سے کرواتا تھا تو وہی اب دن میں چھ دفعہ آیت کو کچھ نا کچھ اپنے ہاتھوں سے کھلاتا رہتا تھا تو ضیغم اپنی ماں کا اپنے باپ کی غیر موجودگی میں اتنا خیال رکھتا کہ ڈیول کو آیت سے شکایت رہتی کہ ضیغم اس کے حصے کی بھی اٹینشن لے رہا ہے جبکہ ضیام میاں تو اتنے ٹھرکی نکلے کہ اپنی بہن کے آنے کی خوشی سے زیادہ اس کی نیت اور نظریں اپنی وائف پر ہوتی تھیں وہ دن میں نمل کو آٹھ دفعہ کال کرتا تھا اور اپنی گرلفرینڈ اور ہونے والی بیوی کے متعلق خیریت دریافت کرتا تھا جبکہ ماں سے ایک دفعہ بھی نہیں پوچھتا کہ ماں اور بہن کیسی ہیں اور اس بات پر ڈیول نے کئی دفعہ تو اسے ابھی سے رن مریدی کا طعنہ دیا تھا جسے ضیام نے ایسا وصول کیا جیسے اس کا باپ اسے اعزاز سے نواز رہا ہو ضیام زین کمال جسے تین سال کی عمر میں رن مریدی کے طعنے پڑنے شروع ہوئے تھے۔۔۔۔ ضیغم کی بات کریں تو وہ اپنی پرنسس ساسو ماں سے زرا دور ہی رہتا تھا کیونکہ اسے ان سے اب خطرہ کی بنا آواز کی گھنٹی بجتی محسوس جو ہوتی تھی ارے ارے غلط سمجھ رہیں ہیں آپ لوگ عنایہ کی وجہ سے نہیں بلکہ دلشاد وہاب خانزادہ کی دوسری پیدا ہونے والی اولاد کی وجہ سے جس کے بارے میں ضیغم پہلی بار سنتے ہی

محتاط ہو گیا تھا اور اب جب وہ طوفان افلاطون اس دنیا میں آنے والی تھی تو ضیغم اس کے سائے سے بھی دور رہنا چاہتا تھا۔

"آیت تم نے ضیام کو دیکھا؟؟" نمل نے آیت کے پاس آتے ہوئے پوچھا تو ڈیول نے بھی آیت سمیت نمل کو دیکھا۔

"تمہارے پاس ہی تو گیا تھا روم میں" آیت نے نا سمجھی سے جواب دیا۔

"وہ میں نوفل کو کس کر رہی تھی ضیام نے دیکھ لیا اور روتا ہوا کمرے سے نکلا ہے" نمل نے روہانسا ہوتے آیت کو پوری بات بتائی تو ڈیول کا قہقہہ بلند ہوا جبکہ نمل نے شکوہ کناں آنکھوں سے ڈیول کو دیکھا۔

"ارے بھابھی باہر گیا ہوگا اور فکر نہیں کریں سوسائیڈ نہیں کرے گا کہی دوسری جگہ منہ مار رہا ہوگا" ڈیول نے اپنی ہنسی پر قابو رکھتے کہا تو آیت نے ڈیول کو گھورا۔

"میرا بیٹا ایسا نہیں ہے اور شرم کرو اس کا دل ٹوٹا ہے اور تم ہنس رہے ہو۔۔پتا نہیں میرا بچہ کیا کر رہا ہوگا" آیت کی ممتا پل میں تڑپی جس پر ڈیول تو بل کھا کر ہی رہ لیا۔

"تمہارے بیٹے کا دل کسی دوسری لڑکی کو نظروں کے سامنے دیکھتے فوراً اجڑ بھی جائے گا ٹھرکی کہیں کا۔۔۔خیر بھابھی رشیدہ کے ساتھ اس کی بیٹی بھی آئی تھی نا دیکھ لے اس کے کندھے پر سر رکھ کر رو رہا ہوگا جب یہاں آئے تھے تب بھی گھور گھور کر اس معصوم کو دیکھ رہا تھا" ڈیول نے آیت کے منہ کے قریب ایک اور سلائس کرتے بے فکری سے کندھے اچکاتے کہا تو نمل سر اثبات میں ہلاتی رشیدہ کو ڈھونڈنے چلی گئی جبکہ آیت نے بائٹ لیتے ڈیول کی انگلی کو کاٹا ڈیول نے آیت کو گھور کر دیکھا جو اس تشدد کی بنا پر اپنے بیٹے کا بدلہ لے چکی تھی۔

"بیٹا ٹھرکی ماں غنڈی" ڈیول دل میں کہتا منہ بناتا اپنے کام میں مصروف ہوگیا جبکہ نمل ملازم سے پوچھتے ہوئے گارڈن کی طرف بڑھ گئی کیونکہ ملازم نے ضیام کو گارڈن کی طرف جاتے دیکھا تھا جبکہ گارڈن میں پہنچتے نمل کی چیخ نے لاؤنج میں بیٹھے سب کو ہولہ کر رکھ دیا سب فوراً سارے کام چھوڑتے ہڑبڑاتے ہوئے نمل کے پیچھے بھاگے سب کو لگا نمل گر گئی ہے نوریز کی تو جان گلے میں ہٹکی مگر گرنے تو کوئی اور والے تھے وہ بھی سب کی نظروں سے۔۔۔دلشاد عنایہ کو آرام آرام سے سہارا دیتا گارڈن تک پہنچا تو ڈیول بھی آیت کے دونوں ہاتھ تھامے اسے لیے گارڈن پہنچا ماہر بھی اپنی

بہن مہک کو ایک ہاتھ کے حصار میں لیے آہستہ سے تھامتا گارڈن تک پہنچا کیونکہ ہشام کے پاس تو مافیا خاندان کی لیڈی افلاطون تھی بزرگ افراد اور باقی نوجوان پارٹی بھی گارڈن میں ان سب سے پہلے پہنچے ماہ دِیر بھی نمل پھوپھو کی آواز پر داہلیہ ہالے کی گود میں جاتا دیکھ فوراً ضیغم، خانزادہ بھائی اور غنڈے یوسفزئی کے پیچھے بھاگا۔۔ گارڈن میں پہنچتے سب کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں وجہ یہ تھی کہ داہم میاں رشیدہ کو گھٹنوں کے بل بیٹھے پرپوز کر رہے تھے تو ضیام رشیدہ کی بیٹی انابیہ کو جو بہت ہی زیادہ کیوٹ اور ضیام کی ہی عمر کی تھی۔۔ داہم اور ضیام پہلے نمل اور پھر نمل کے پیچھے لگی قطار کو دیکھتے ہڑبڑاتے ہوئے کھڑے ہوئے مگر افسوس دیر سے کیونکہ سیدھے کھڑے ہونے سے پہلے سب کی نظروں سے گر جو گئے تھے۔۔ ہالے نے خونخوار نظروں سے جہاں داہم کو دیکھا تو داماد نے تو فوراً منہ پھیرا اسے اپنے سسر کا چھچھورپن اچھا نہیں لگا۔

"وہ میں وہ" داہم سر کھجاتا بہانے کی تلاش میں تھا جبکہ ضیام داہم سے چار قدم آگے۔

"نمل بے بی داہم پھوپھا یہاں آنٹی کو پرپوز کر رہے تھے تو میں تو بس بتا رہا تھا ایسے

نہیں ایسے کرتے ہیں" ضیام نے دو قدم آگے ہوتے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا تو جہاں داہم کا ہاتھ دل پر بائیں جانب گیا وہی رشیدہ کا منہ حیرت سے کھل گیا آنٹی لفظ پر۔۔۔

"آپ نے مجھے آنٹی بولا" رشیدہ چیخی تو داہم کا دوسرا ہاتھ کان پر گیا۔

"آنٹی کو آنٹی ہی بولو گا نا کترینہ تو بولنے سے رہا" ضیام نے ناگواری سے کانوں پر ہاتھ رکھے رشیدہ کو دیکھتے آنکھیں گھماتے کہا۔

"میری عمر ہی کیا ہے کترینہ سے دو تین سال بڑی ہونگی بس" رشیدہ نے منہ بناتے کہا۔

"جھوٹ بولنے سے عمر دوگنی بڑھتی ہے مجھ سے بھی عمر میں کافی بڑی عورت ہو تم رشیدہ بی بی" داہم کو بھی رشیدہ کا جھوٹ پسند نہیں آیا رخ رشیدہ کی طرف کرتے ہوئے بولا۔

"تو پرپوز کیوں کر رہے تھے مجھے" رشیدہ نے بھی آنکھیں ماتھے پر رکھتے گھورا۔

"دل ہے کہ مانتا نہیں۔۔۔" داہم نے سر لگایا جب وہاب صاحب نے اپنا جوتا

نکالتے داہم کا نشانہ باندھا اور اس عمر میں بھی وہاب صاحب کا نشانہ ٹھ کی طرح داہم کے دل پر بجا تو دلشاد، ڈیول، نوریز، ہشام، ماہر اور جیک کا کاشان صاحب اور احان صاحب سمیت قہقہہ گونجا۔

داہم کو جوتا پڑنے پر ضیام بھی کھلھلایا تو نمل بے بی نے بھی ضیام کو گھورا۔

"میں نے تو آپ کو دھوکا دیا تھا۔۔ اور آپ یہاں کونسا میری محبت میں آنسو بہا رہے تھے ؟؟" نمل کے پوچھنے پر ضیام گڑبڑایا تو داہم کو اب اس ٹھرکی دنیا کی شکل دیکھتے مزہ آیا۔

"میں تو داہم پھوپھا کی مدد کر رہا تھا مجھے کیا پتا تھا آپ کو مجھ پر یقین نہیں۔۔ ایک لڑکی کے ساتھ مجھے دیکھنے پر آپ نے میری محبت کو جج کر لیا۔۔ میں پوچھتا ہوں یہ ہے آپ کی محبت "ضیام نے خود کو کمپوز کرتے آنکھیں سکیڑتے کمر پر دونوں ہاتھ ٹکا کر اپنا شیطانی دماغ چلاتے جہاں سب کا حیرت سے منہ کھلوا دیا وہی داہم کو اس ٹھرکی دنیا کے شیطانی دماغ پر رشک ہوا۔

"نہیں۔۔ میں تو شک نہیں کر رہی بس آپ پرپوز سٹائل میں تھے تو بس پوچھ رہی تھی

لیا اب میں آپ سے کچھ پوچھ بھی نہیں سکتی" نمل کو ضیام کی چلاکی پر جہاں ہنسی آئی وہی خود کو کمپوز کرتی ضیام کی شرارت میں اس کا ساتھ دے گئی اور ضیام میاں کے لیے تو یہی کافی تھا جبکہ ۔

"نہیں میری جان ۔۔ آپ کا تو پورا حق ہے پوچھنے کا لیکن آپ نے بھی اس یوسفزئی کو کس کیا ۔۔ جو مجھے بلکل اچھا نہیں لگا آپ میری بے بی ہیں" ضیام نے محبت بھرے چاشنی کے لہجے میں کہتے اپنی ناراضگی جتانا ضروری سمجھا ۔

" اور میری ماما ہیں" نوفل کو بھی غصہ آیا اس کے سامنے اس کی ماں پر یہ ٹھرکی دنیا لائن مار رہا تھا ۔

" واٹ ایور" ضیام نے نوفل کو دیکھتے کندھے اچکائے اور نمل کے پاس آتا نمل کا ہاتھ تھامتا کس کرتا سوری بول گیا جبکہ نمل بے بی تو فورا پگھلتی اپنے بوائے فرینڈ کا سوری قبول کر گئی نوریز اور نوفل تو ان دونوں کی محبت دیکھتے منہ بنا کر ہی رہ گئے ۔

"تمہیں شرم نہیں آتی ایک بچے کے باپ ہو کر ایسے کام کر رہے ہو" ہالے داہم کو خونخوار نظروں سے گھورتی ہوئی بولی ۔

"تمہیں شرم نہیں آتی اس بچے کے باپ کو ٹائم نا دیتے ہوئے" داہم نے بھی ہاتھ جھلا کر ہالے کو جتایا جس پر ہالے گڑبڑائی۔

"کتنے دنوں سے کہہ رہا ہو ڈنر پر چلو یا پھر ہنی مون کے لیے تم نے سنی میری بات"

داہم نے اپنی شکایتوں کا پٹارا کھولا تو ہالے کو جہاں خفت ہوئی وہی سب ان دونوں لی سیچویشن سے محفوظ ہونے لگے۔

"داہم چپ ہو جاؤ ورنہ میں تمہیں ہنی مون تو نہیں جہنم کی سیر لازمی کروا دوں گی" داہم کی بات پر ہالے غصے سے چیخی۔

"میں نیک، شریف، فرشتہ صفت بندا ہو میں تو جنت میں ہی جاؤ گا مگر تم جو شوہر کی حکم عدولی کرتی ہو دیکھنا جہنمی عورت کا لقب حاصل کرو گی" داہم نے پھر اپنے معصومیت کے قصے جھاڑتے ہوئے ہالے کو تپایا۔

"داہمممم میں تمہارا خون پی جائوگی" ہالے چیختی ہوئی داہلیہ کو جیک کو تھماتی داہم کو غصّے سے سرخ ہوتی ناک کے ساتھ گھورنے لگی۔

"میرا خون پی کر بھی تم جنت میں داخل نہیں ہو پاؤ گی ناگن" داہم کی زبان پھر

پھسلی۔

"نیولے آج میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوگی" ہالے کہتی ادھر ادھر کچھ تلاشنے لگی جس پر ڈیول، جیک، ہشام، ماہر، دلشاد، نوریز، وہاب صاحب، کاشان صاحب اور احان صاحب نے ہالے کی مشکل آسان کی کیونکہ پاس میں دیوار کے ساتھ رکھے بیلچے پر سب نے ایک ساتھ ہاتھ ہوا میں کھینچتے انگلی سے اشارہ کیا داہم نے بھی سب کی انگلیوں کے سمت بیلچے کی طرف اشارہ پاتے ہی قدم پیچھے لینے کی تیاری کی تو ہالے نے بھی بنا وقت ضائع کیے بیلچہ کی طرف قدم بڑھائے۔

"ہالے اب تم ناگن سے عارف لوہار کا فیمیل ورژن لگ رہی ہو قسم سے" داہم ہالے کو بیلچہ تھامے دیکھتے قہقہہ لگاتا ہوا بولا تو ہالے جو پہلے ہی بیلچہ بہت مشکلوں سے تھامے ہوئے تھی اپنی گرفت بیلچے پر مضبوط کرتے داہم کی سمت بھاگی۔

"اور اب یہی ورژن تمہارا منہ عارف لوہار کے چمٹے جیسے کرے گا" ہالے بھی دوبدوک بولتی پھولی سانسوں سے داہم کو سبق سکھانے کے لیے داہم کے پیچھے ہو لی اب داہم آگے آگے اور ہالے اس کے پیچھے پیچھے جبکہ رشیدہ نے بھی ہالے کو

ہانک لگائی کہ ایک دو بیلچہ میری طرف سے بھی کیونکہ داہم صاحب نے مجھے بھی تو بڑی عمر کی عورت کہا تھا "ہننن" جبکہ رشیدہ کی بیٹی ضیام کو گھورتی ہوئی اپنی ماں کے ساتھ وہاں سے چلی گئی اور سب لوگ داہم کے بچاؤ بچاؤ کی پکار پر ہنستے ہوئے سر جھٹک کر لاونج کا رخ کر گئے۔

جنت ولا سے واپسی پر وہاب ولا کے مکین سب ہی اپنے روم میں تھے جب دآیان اپنے روم سے عنایہ اور دلشاد کے روم میں اپنے چھوٹے پلو کے ساتھ دستک دیتے اندر آیا جہاں دلشاد بیڈ پر بیٹھا لیپ ٹاپ لیے اپنے کام میں مصروف تھا تو عنایہ بھی وارڈروب سیٹ کرتی ابھی فارغ ہوئی تھی۔

"موم مجھے آج آپ کے پاس سونا ہے" دآیان نے اپنی ماں کو دیکھتے کہا دآیان کا اب اپنا روم تھا جو بہت ہی خوبصورتی سے ہالے اور داہم نے مل کر ڈیکور کیا تھا دآیان کو الگ روم میں شفٹ ہوئے چھ ماہ ہو چکے تھے لیکن وہ سوتا اپنے دادا دادی کے پاس تھا لیکن آج دآیان کو اپنی موم کے پاس سونا تھا چھ ماہ میں پہلی دفعہ دآیان نے کہا اور

دلشاد کے ماتھے پر بل پڑے۔

"دادو کے پاس جا کر سو۔۔ یا داھم چاچو کے پاس یہاں تمہارے لیے کوئی جگہ نہیں"

دلشاد نے دآیان کو دیکھتے لیپ ٹاپ بند کرتے کہا۔

"مجھے میری ماما کے پاس سونا ہے یہ میری ماما کا روم ہے "دآیان اپنی باپ کی بات سنتا منہ بنا کر بولا۔

"تیری ماں میری بیوی ہے۔۔ اور میں اپنی بیوی کے ساتھ اب تجھے ایک پل بھی برداشت نہیں کر سکتا اور اپنے روم میں تو بلکل بھی نہیں"دلشاد نے اپنے بیٹے کو اس کی بات پر گھورتے کہا دلشاد نے دآیان کو بہت کم عنایہ کے پاس رہنے دیا تھا اور وجہ دلشاد کی جیلسی تھی اسے برداشت ہی نہیں تھا کہ اس کی بیوی کے پاس کوئی ایسا ہو جسے عنایہ دلشاد سے بڑھ کر فوقیت دے جبکہ عنایہ تو ان دونوں باپ بیٹوں کے بیچ میں بے بس سی ان کی باتیں سنتی بیڈ پر آکر بیٹھ گئی ان دونوں خانزادے باپ بیٹوں نے عنایہ کو سہی تنگ کیا ہوا تھا اگر دلشاد کی بات نہیں مانتی تو دلشاد عنایہ کو سزا اپنی بے باکیوں سے دیتا اور اگر دآیان کی بات نہیں مانتی تو پورے گھر میں عنایہ کو اپنے

پیچھے دوڑائے رکھتا۔

"اور میں آپ کو اپنی ماما کے پاس ایک پل بھی برداشت نہیں کر سکتا اور آپ چلے جائیں میرے روم میں سونے میں تو یہی سوؤں گا اپنی ماما کے ساتھ "دآیان نے بھی دو بدوک کہتے اپنی ماں کے گھٹنوں پر سر رکھا تو دلشاد نے لب واہ کیے کہ عنایہ نے التجایا نظروں سے دلشاد کو دیکھتے کچھ بھی کہنے سے منع کیا دلشاد تو اپنی اولاد کی حاضر جوابی پر دانت پیس کر ہی رہ گیا اور دآیان کو اچھا طنزیہ جواب دیتا کہ اپنی بیوی کی نظروں کے سامنے بے بس ہو گیا عنایہ نے دآیان کے حصار سے پلو لیتے بیڈ پر رکھا اور اپنے بیٹے کے بالوں میں محبت سے انگلیاں چلانے لگیں جسے دیکھ دلشاد نے عنایہ کی پشت کو گھورا دلشاد بھی پل میں دآیان کے پلو کو زمین بوس کرتا عنایہ کے قریب پہنچتا اسے نرمی سے پشت کے بل اپنے حصار میں لے گیا عنایہ کی چلتی دآیان کے بالوں میں انگلیاں پل میں رو کیں عنایہ کے بھرے وجود پر دلشاد اپنی انگلیوں کا جان لیوا لمس چھوڑتا عنایہ کے گال پر اپنی بیرڈ مس کرنے لگا عنایہ کا چہرہ پل میں سرخ ہوا وہ جان لئی تھی وہ دآیان سے دور نہیں ہوئی تو دلشاد دآیان کی موجودگی کی بھی پرواہ نہیں کرے گا مگر وہ اپنے بیٹے کو بھی ناراض نہیں کرنا چاہتی تھی جو کئی دنوں سے اس کے پاس

سونے کی ضد کر رہا تھا وہ کیا کرے اس کشمکش میں تھی جب اس کی مشکل اس کی بیٹی نے حل کی۔

"آہہہ" عنایہ پیٹ پر ہاتھ رکھتی سسکی دلشاد جو عنایہ کی گردن پر اپنے ہونٹ رکھنے والا تھا عنایہ کی سسکی پر بوکھلایا تو دآیان کی جان گلے میں پھنسی دلشاد نے آگے ہوتے عنایہ کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالوں میں بھرا تو دآیان نے بھی اپنی ماں کو سر اٹھائے فکر مندی سے دیکھا۔

"کیا ہوا میری جان" دلشاد عنایہ کے چہرے کی تکلیف دیکھتا ماتھے پر بل ڈالے آنکھوں میں فکر مندی لیے پوچھنے لگا۔

"کچھ نہیں بس تکلیف ہو رہی ہے۔۔میں ٹھیک ہو" عنایہ نے تکلیف سے سرخ پڑتے چہرے سے اپنے سر پھرے خانزادے کو تسلی دینی چاہی دلشاد نے عنایہ کو غصّے سے دیکھا وہ یقیناً اپنی میڈیسن لینا پھر بھول گئی تھی دلشاد نے بیڈ سے کھڑے ہوتے عنایہ کو اس کی میڈیسن اور پانی پلاتے دآیان کی بھی پرواہ کیے بنا عنایہ کو اپنی باہوں کے حصار میں لیتے سیدھا لٹایا دآیان خاموشی سے اپنی ماں سے دور ہٹتا اپنے

باپ کی کارروائی کو دیکھنے لگا جو اس کی ماں پر کنفرٹ ڈالے اب عنایہ کی پیشانی پر لب رکھ رہا تھا دلشاد کی آنکھوں میں صاف ناراضگی تھی دلشاد نے عنایہ کے پیٹ پر نرمی سے ہاتھ پھیرا اور عقیدت سے بوسا دیا۔

"ڈیڈ۔۔" اپنی ماں کو دیکھتے دآیان کی آنکھیں ڈبڈبائی جسے دیکھے دلشاد نے لب بھینچے۔

"کچھ نہیں چیمپ آپ کی ماما کو نیند آرہی ہے اینڈ ڈونٹ وری آپ کی ماما بلکل ٹھیک ہیں" دلشاد نے دآیان کے پلو کو بیڈ پر رکھتے دآیان کو باہوں میں لیے سمجھایا تو دآیان نے ایک نظر اپنی ماں کو دیکھا جو اب باپ بیٹے کو دیکھتی مسکرا رہی تھی تو دآیان بھی سر اثبات میں ہلاتا اپنے باپ کی گردن میں دونوں ہاتھ ڈال گیا دلشاد عنایہ کے پاس دآیان کو لٹاتا خود اس کے ساتھ چت لیٹا دآیان اپنی ماں کی پیشانی پر اپنے باپ کی طرح لمس چھوڑتا پھر عنایہ کے بھرے وجود پر شفقت سے اپنے ننھے لب رکھ گیا عنایہ کے پیٹ پر ہاتھ رکھتا آنکھیں بند کر گیا دلشاد کی دآیان کی حرکت پر جہاں آنکھیں پھیلی وہی عنایہ کھلکھلائی اور اپنا دائیاں ہاتھ اپنے بیٹے کے حصار میں رکھ گئی جس سے دلشاد کی ناراضگی میں مزید اضافہ ہوا وہ دونوں ماں بیٹے کو جو ایک دوسرے کو حصار میں لیے

لیٹے تھے ایک نظر دیکھتا کروٹ بدل گیا کچھ دیر میں ہی دآیان سو چکا تھا مگر عنایہ نہیں جو اپنے خانزادے کو ناراض کرتے جیسے نیند ہی اس سے کوسوں دور ہو چکی تھی عنایہ نے ہاتھ آگے بڑھاتے دلشاد کے بازو کو ہلایا دلشاد جو کہ جاگا ہوا تھا خفگی سے عنایہ کی طرف پلٹا عنایہ نے لب دانتوں میں دبائے دلشاد کو آنکھیں ٹپٹپاتے ہوئے معصومیت سے دیکھا اور یہی پل تھا جہاں ہمارا سر پھرا خانزادہ پگھل گیا دلشاد دآیان کو اپنی جگہ پر لٹاتے خود باہیں پھیلائے عنایہ کے قریب ہوا عنایہ نے مسکراتے اپنے شوہر کے دل کے مقام پر لب رکھتے سر رکھا تو دلشاد کی خفگی پل میں اڑن چھو ہوئی۔

"میں بھول گئیں تھی" عنایہ نے وضاحت دی۔

"بھولنا نہیں چاہیے تھا" دلشاد نے وضاحت مسترد کی۔

"آئی ایم سوری" عنایہ نے معزرت کی۔

"ہمم اٹس اوکے ۔۔ اپنا خیال رکھا کرو اور اس افلاطون سے دور رہا کرو میرے سامنے میری بیوی کو کس کی اس نے ۔۔ ائیندہ ایسا ہوا نا تو اسے میں کچرے میں پھینک دو گا" دلشاد نے لب بھینچے عنایہ کو معاف کیا اور اپنے ارادوں سے آگاہ بھی

جس پر عنایہ کھلکھلائی تو دلشاد نے عنایہ کے چہرے کا رخ کرتے ائیبرو ریزکی تو عنایہ نفی میں سر ہلاتی دلشاد کے سینے پر سر رکھ گئی۔

"ہنس لو تم ایک دفعہ میری بیٹی اجائے جیسے تم مجھے بھول جاتی ہو اپنے بیٹے کے سامنے میں بھی بھول جاؤ گا تمہیں اپنی بیٹی کے سامنے۔۔جب پتا چلے گا کیسی تکلیف ہوتی ہے" دلشاد نے عنایہ کو جتایا تو عنایہ نے اپنی ہنسی چھپاتے دلشاد کو نم آنکھوں سے دیکھا۔

"آپ بدلہ لیں گے مجھ سے ؟؟" کیا معصومیت تھی دلشاد تو عنایہ کو دیکھتا ہی رہ گیا۔

"بلکل لو گا" دلشاد نے عنایہ کو ہری جھنڈی دیکھائی۔

"تو پھر میں بھی اپنے بیٹے کے روم میں شفٹ ہو جاؤگی آپ اپنی بیٹی کے ساتھ رہیں گا یہاں" عنایہ نے دھمکی دی۔

" اوکے" دلشاد نے اجازت دی تو عنایہ نے نازک سا مقعہ بناتے دلشاد کے سینے پر مارا جس سے دلشاد کا قہقہہ بے ساختہ گونجا جبکہ عنایہ ہنستے ہوئے اپنے بے حد ہینڈسم لگتے شوہر کو دیکھتی خود بھی کھلکھلائی دلشاد نے عنایہ کے ہاتھ کو اپنے لبوں سے چھوا اور بنا

سمجھنے کا موقع دیے عنایہ کو دیکھتا اسے نرمی سے سیدھا کرتے اس پر جھکا دلشاد مسکراتی ہوئی عنایہ کے لبوں کو فوکس میں لیے ان پر بے خود ہوتا جھکنے ہی والا تھا۔

"ڈیڈ موم میں بھی ہو یہاں۔۔۔آپ لوگ رومینس کل کے لیے پوسپون نہیں کر سکتے" دآیان کی آواز نے دلشاد کا خمار بھک کیا دآیان کی طرف دلشاد کی پیٹھ تھی وہ یقیناً دلشاد کے قہقہہ کی وجہ سے جاگا تھا دآیان کی نیند کافی کچی تھی زرا سی آواز پر وہ فورا جاگ جاتا تھا دلشاد نے لمبی سانس لیتے آنکھیں گھومائی اور عنایہ کی پیشانی سے اپنی پیشانی ملائی۔

"یہ میری پہلی اولاد میرے باپ کی آخری اولاد کے انڈر میں رہتے مجھ پر عزاب بن لیا ہے" دلشاد نے افسوس سے عنایہ کے چہرے پر سانسیں لیتے کہا تو جہاں اپنے بیٹے کے جاگنے اور اپنی پوزیشن پر عنایہ سرخ پڑ رہی تھی وہی دلشاد کی حالت پر عنایہ نے اپنی ہنسی چھپائی۔

"اور لے دا ہم بھائی سے پنگاہ" عنایہ نے دلشاد کے جلے پر نمک چھڑکنا ضروری سمجھا۔

"ڈیڈ۔۔۔" دآیان اپنے باپ کو ڈھیٹ بنا دیکھ پھر گویا ہوا تو جہاں دلشاد نے عنایہ کی بات پر دانت پیسے وہی اپنے بیٹے کی پکار پر اپنی بیوی سے دور ہوا۔

"کردیا پوسپون۔۔۔پتا نہیں کونسی غلطی ہوئی مجھ سے جو سزا کے طور پر تو میرا بیٹا بنا" دلشاد نے دآیان کو گھورتے کہا تو دآیان فورا جگہ ملنے پر اپنی ماں کے پاس کھسکا اور اپنی جگہ سنبھال گیا۔

"آپ میرا سوچے میں تو بنا غلطی کی سزا جھیل رہا ہوں ڈیڈ" دآیان نے کہا تو جہاں عنایہ کی ہنسی چھوٹی وہی دلشاد نے اپنے بیٹے کے سر پر چت رسید کرتے اسے گھورا جو زبان میں بلکل دلشاد جیسا تھا اپنے باپ کو اسی کی بات میں جواب دیتا اس کی ہی اولاد ہونے کا جتا دیا کرتا تھا دلشاد بڑبڑاتا کروٹ لیے لائٹ اوف کرتا چت لیٹ گیا تو عنایہ بھی مسکراتی آنکھیں موندھ گئی۔

دن اپنی رفتار پکڑتے گزر رہے تھے اتنی برق رفتاری سے کہ دلشاد اور عنایہ کی بیٹی اس دنیا میں اپنی طرف پوری توجہ مبذول کیے آہی گئی خانزادہ ہاسپٹل میں مٹھائیاں تقسیم کی جارہی تھیں بلکل اسی طرح جس طرح ضیغم ضیام، دآیان، نوفل، حمامہ، ماہ دِیر

اور داہلیہ کی پیدائش پر تقسیم کی گئیں تھیں اس شہزادی کی کان میں اذان جیک نے دی تھی دلشاد عنایہ کے ساتھ بیڈ پر بیٹھا اسے اپنے حصار میں لیے ہوئے تھا تو وہاب صاحب اور زریش بیگم، جنت بیگم اور کاشان صاحب کے ساتھ اس شہزادی کو نہارنے میں مصروف تھے تو دلکش ماہر جیک ہالے عائشہ سب خوش گپوں میں مصروف تھے اتنے میں ہی ڈیول اور داہم کی اینڑی ہوئی وہ دونوں ہی امریکہ سے پاکستان آئے تھے ڈیول بیس دنوں بعد تو داہم ایک ہفتے بعد اور آتے ہی رخ خانزادہ ہاسپٹل کا کیا تھا ڈیول امریکہ سرزش گینگ کا سر کچلنے گیا تھا تو داہم اپنا سیمینار اٹینڈ کرنے اکیلے کیونکہ ہالے تو عنایہ بھابھی کو کسی صورت اکیلا چھوڑنے کے حق میں نہیں تھی ایک تو دآیان اور داہلیہ کا خیال رکھنا تھا اور زریش بیگم ان دونوں کو اکیلے سنبھالتے ہوئے عنایہ کا بھی خیال نہیں رکھ سکتی تھیں تو داہم نے بھی ہالے کی بات ماننا ہی مناسب سمجھی جبکہ آیت کے دن پورے تھے ان کے ہاں کبھی بھی بیٹی کی آمد ہو سکتی تھی اسی لیے ڈیول بھی جلد از جلد کام ختم کرتا واپس ہوا تو نمل بھی احان صاحب کے ساتھ گھر میں موجود تھی نوریز اور نمل کے ہاں کسی وقت بھی نئے مہمان کی آمد ہو سکتی تھی۔

"میری بہو"ڈیول زریش بیگم سے اس شہزادی کو گود میں لیے محبت سے گویا ہوا دا ہم
لی آنکھیں بھی محوت سے اس شہزادی کے دیدار میں جمی ہوئیں تھیں۔

"میری بیٹی۔۔مبارک ہو سڑے ہوئے سالے ایک دفعہ اور ماموں بن گئے خوش تو
بہت ہو گئے آج ہے نا؟؟"وہ دلشاد ہی کیا جو ڈیول کو کبھی خوشی میں بھی طنز نا مارے
دلشاد ڈیول کے قریب ہوتا بولا تو ڈیول نے اپنی نیلی آنکھوں سے اپنے کالی آنکھوں
والے منحوس بہنوئی کو دیکھا اور جبڑے بھینچے۔

"خیر مبارک ہو منحوس بہنوئی۔۔ویسے اپنی منحوس شکل نا دیکھاتے مجھے تو میں
زیادہ خوشی محسوس کرتا"ڈیول نے بھی حساب بے باک کیا۔

"تیری خوشی کہا ہضم ہے مجھے سالے کہی زیادہ خوشی سے مر گیا تو میرا کیا ہو گا؟؟"
دلشاد نے ڈیول کے بھینچے جبڑے دیکھتے کہا۔

"میرے بغیر رہ نہیں سکتا تو ساتھ والی قبر میں بوکنگ کرواتے میرے ساتھ لیٹ جانا
"ڈیول نے دلشاد کی بات پر جل کر کہا۔

"مانا کہ محبت ہے اتنی بھی نہیں کہ تیری محبت میں زندہ دفن ہو جاؤ چاندنی" دلشاد نے

ڈیول کی بات پر قہقہہ لگاتے کہا دلشاد کی بات پر ڈیول کے تو تن بدن میں آگ لگ گئی وہ کچھ کہتا کہ وہاب صاحب نے دونوں کو جھڑکا۔

"اگر تم دونوں نے پھر اپنا سالا بہنوئی نامہ شروع کیا میں تم دونوں کو یہاں سے دھکے دے کر نکلوا دوں گا" وہاب صاحب کی دھمکی اتنی اثر دہ ثابت ہوئی کہ دلشاد اور ڈیول خاموشی سے ایک دوسرے کو گھورنے لگے کیونکہ ایک خانزادہ امپائر کا مالک ہوتے دھکے کھا کر زلیل نہیں ہونا چاہتا تھا وہ بھی اپنی بیٹی کی پیدائش پر تو دوسرا مافیا ورلڈ کا ڈیول کنگ ہوتے اپنی بہو کے سامنے بے عزت نہیں ہونا چاہتا تھا داہم نے اپنی ہنسی چھپاتے ان دونوں کی شکل دیکھتے رخ اپنی نئی شہزادی کی طرف کیا اسے گود میں لیتے بے انتہا پیار کیا جبکہ دلشاد نے داہم سے اپنی بیٹی واپس لی جس پر داہم نے نا سمجھی سے دلشاد کو دیکھا جو اسے ہی گھورنے میں مصروف تھا۔

"مجھے میری بھتیجی دے بھائی" داہم نے دوہائی دی۔

"تاکہ تو اسے میرے خلاف کر دے جیسے اپنے چمچے کو کیا ہوا ہے خبردار اپنی شہزادی پر تو میں تیرا سایہ بھی نہیں پڑنے دوں گا" دلشاد نے اپنی بیٹی کو سینے میں بھینچے ماہر کی گود

میں بیٹھے دآیان اور پھر داہم کو گھورتے کہا تو داہم نے جہاں منہ بسورا وہی دآیان اپنے لیے چمچہ لفظ سنتے منہ بنا کر رہ گیا۔

"میں چمچہ نہیں ہو اور میرے ہینڈسم چاچو کو کچھ نہیں کہیں دادا کہتے ہیں آپ کے جرمس(جراثیم)آئیں ہیں مجھ میں یو نو ڈی این اے کے ذریعے" دآیان نے کہا تو ڈیول تو اپنے داماد کی حاضر جوابی پر جہاں صدقہ واری ہوتا اس کے لیے باہیں پھیلا گیا وہیں دلشاد منہ کھولے اپنے باپ کو دیکھنے لگا جس پر وہاب صاحب نے ایک ائیبرو ریز کرتے جوتے کی طرف اشارہ کیا مطلب صاف تھا منہ بند کرو ورنہ جوتا ڈالنے میں دو منٹ نہیں لگاؤ گا جسے سمجھتے دلشاد نے اپنا رخ واپس داہم کی طرف پھیرا دآیان تو اپنے ہینڈسم مافیا سسر کی گود میں کھلکھلا رہا تھا۔

"یار بھائی اب تو دے دیں بس ایک دفعہ کس کرنے دیں یہ کتنی پیاری ہے پلیز بھائی" داہم منتوں پر اتر آیا مگر دلشاد داہم کی حالت سے محفوظ ہوتا اسے چڑانے کے لیے داہم کے سامنے اپنی شہزادی کو کس کرنے لگا ہی تھا کہ اتنے میں ہی ضیغم جسے بہت مشکلوں سے ضیام اور نوفل نوریز کے ساتھ ہاسپٹل لانے کے لیے راضی ہوئے تھے

روم میں داخل ہوا۔

"سسر جی ڈونٹ کس ہر۔۔شی از مائے گرل" ضیغم جو ابھی داخل ہی ہوا تھا اپنے سسر کو اس نیو بارن بیبی گرل کے چہرے پر جھکتا دیکھ انجانے خطرے میں الفاظ ادا کرگیا سب نے حیرت سے ضیغم کی طرف دیکھا آج تک اس نے کسی سے بھی ایسے بات نہیں کی تھی اور اپنے سسر جی سے تو کرنے کی ہمت کر ہی نہیں سکتا تھا دلشاد ضیغم کی آواز سنتا ٹرانس کی سی کیفیت میں اپنی بیٹی سے اپنا چہرہ دور کرگیا جبکہ ڈیول اپنے بیٹے کے چہرے پر سنجیدگی دیکھتا دلشاد کو دیکھنے لگا جو ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے ڈیول آیت کو کس کرنے سے ہمیشہ اپنے بیٹوں کو یہ کہتے منع کرتا تھا کہ ان کی ماں اس کی لیڈی ہے تو ڈیول کے علاوہ کوئی بھی اسے کس نہیں کر سکتا شاید یہ ہی وجہ تھی کہ ضیغم اپنی ہونے والی بیوی کو کس کرنے کا حقدار بھی خود کو ہی سمجھتا تھا۔

"یہ میری بیٹی ہے اور میں اسے کس کر سکتا ہوں" دلشاد نے ضیغم کو اپنے قریب آتا دیکھ ضیغم کی بات پر غصے سے مگر تحمل سے بولا۔

"یہ میری لیڈی بنے گی اور کونگ کی لیڈی کو اسکے علاوہ کوئی کس نہیں کر سکتا۔۔جیسے میری ماما کو میرے ڈیڈ کے علاوہ کوئی کس نہیں کر سکتا" ضیغم نے نظریں نیچے رکھتے اپنے سسر کی بات کو زندگی میں پہلی دفعہ مسترد کیا دلشاد کے الفاظ جیسے گلے میں پھنسے وہ چپ ہو گیا دلشاد نے جھکتے ضیغم کی طرف اپنی شہزادی کو کیا جسے صرف ایک نظر ضیغم نے دیکھتے اپنے باپ کی طرف قدم بڑھائے دلشاد اور ڈیول سمیت سب ہی ضیغم کی حرکت پر حیران ہوئے ڈیول نے دآیان کو نیچے اتارا اور ضیغم کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھا۔

"کیا ہوا کونگ آپ نے اپنی گرل کو کس نہیں کرنا؟؟"ڈیول نے اپنے بیٹے کے سیٹ بال دوبارہ سیٹ کرتے پوچھا وہ ڈیول کی ہی طرح بے حد نفاست پسند تھا۔

"ڈیڈ آپ نے کہا تھا ضیام کو کہ کس صرف بہن بھائی یا ہزبینڈ وائف کرتے ہیں اور ہزبینڈ وائف اللہ کا نام لے کر بنتے ہیں۔۔یہ ابھی بہت چھوٹی ہے اللہ کا نام نہیں لے سکتی جب لے گی میں پھر کس کر لو گا" ضیغم نے اپنے باپ کو وضاحت دی تو دلشاد کا دل کیا ڈیول کو شوٹ کر دے یہ سیکھا دیا کہ بہن بھائی اور ہزبینڈ وائف کس

کرتے ہیں اپنی اولاد کو۔۔یہ بتانا ضروری نہیں سمجھا کہ ماں باپ بھی کر سکتے ہیں وہی

ڈیول دلشاد کی شکل دیکھتا سر جھکائے ڈمپل کی نمائش کرنے لگا ڈیول نے تو اپنی بیوی

سے اپنے دونوں بیٹوں دور رکھنے کے لیے ماں باپ کے بچوں کو کس کرنے والی

بات کو چھپایا تھا اسے کیا پتا تھا ضیغم اس بات کو کافی سیریسلی لے گا لیکن کو بھی تھا

ڈیول کو دلشاد کی حالت دیکھتے مزہ آیا۔

"تو واقعی گدھے کی اولاد ہے اور تجھے یہ سیکھانے والا بھی گدھا ہی ہے" دلشاد نے

ضیغم کی بات سنتے جل کر دانت پیستے ضیغم کو گھورتے کہا۔

"اور تو اس گدھے کی اولاد کا خچر سسر" ڈیول قہقہہ لگاتا بولا تو جہاں سب ڈیول کی بات

پر قہقہہ لگا اٹھے تو عنایہ بھی کھلکھلائی دلشاد ان سب کو دیکھتا ضیغم کو گھور کر رہ گیا

صرف ضیغم کی وجہ سے آج دلشاد کے الفاظ اس کی زبان کا ساتھ نہیں دے پائے یا

یوں کہے کہ ضیغم نے اپنی بیوی کی پیدائش پر دلشاد کو واقعی اپنے داماد ہونے کی حیثیت

یاد دلائی تھی۔

"اچھا نام بتائیں کیا ہو گا ہماری شہزادی کا" داہم نے سب کی توجہ پھر اس پیاری سی

شہزادی کی طرف مبذول کی تو سب نے اس شہزادی کو دیکھا۔

"اس پرٹی بیبی کا نام تو میری ماما رکھنے والی تھیں" ضیام کچھ یاد کرتے ہوئے دلشاد کے پاس آتے ہوئے بولا اشارہ صاف تھا اسے بھی پرٹی بیبی کو دیکھنا تھا (جسے دیکھنے سے پہلے ہی وہ پرٹی کے لفظ سے نواز چکا تھا) مطلب اپنی بھابھی کو دلشاد نے ضیغم کو دیکھتے بیبی گرل کو ضیام کو دیکھانے لگا جبکہ ضیغم ضیام کے پاس اپنی گرل کو جاتے دیکھ سرخ چہرے سے ضیام کو گھورنے لگا۔

"ضیام ڈونٹ۔۔" ضیغم نے سرخ آنکھیں لیے کہا تو ضیام کا دل حلق میں اچھسا ضیام نے فوراہاتھ پیچھے کیے اور منہ بناتے بس دور سے ہی اپنی پریٹی بھابھی کو دیکھا جو بلکل پرنسس عنایہ جیسی تھی مگر آنکھیں اپنے باپ جیسی گہری رات سی کالی تھیں دلشاد ضیغم کے غصے کو دیکھتا مسکرایا تو داہم نے ارادہ کیا کہ گھر جانے پر کل کا پورا دن وہ اپنی شہزادی کے ساتھ گزارے گا۔

"نام؟؟" اب دلکش بھی بے صبری سے پوچھنے لگی تو ڈیول مسکرایا۔

"دیانہ دلشاد خانزادہ" ڈیول نے اپنی بیوی کا سوچا نام سب کی سماعت کیا تو دیانہ بھی

جیسے اپنی غنڈی ساسوں موم کے اتنے پیارے نام پر دل سے مسکرائی تو دآیان نے آگے بڑھتے اپنے باپ کے سامنے ہاتھ پھیلائے جس پر دلشاد نے دیانہ کو دآیان کی گود میں دیا تو دآیان نے اپنی چھوٹی پرنسس کو دیکھتے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا یہ دیکھتے ضیغم نے اپنا رخ دروازے کی سمت کیا وہ کہا برداشت کر سکتا تھا اپنی گرل کو دآیان کے اتنے قریب۔

دیانہ دلشاد خانزادہ کی آمد ہوئی اور داہلیہ داہم خانزادہ کو جیسے اپنی چھوٹی بہن مل گئی وہ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے دیانہ کے چہرہ پر پیار کرتی اس کے رونے کا اشاروں سے انفارم کرتی عنایہ اور ہالے کو۔۔تو دآیان اب داہلیہ کے ساتھ دیانہ کی طرف بھی مبذول ہوا اسے اپنی دونوں بہنوں سے بے انتہا محبت تھی جو کہ اس کی خیال رکھنے سے صاف نظر آتی تھی تو وہی اب جنت ولا میں بھی ایک نئی مہمان کی آمد ہوئی جو دیانہ دلشاد خانزادہ سے دس دن چھوٹی تھی احان صاحب نے اپنی نواسی کے کان میں اذان دی تو سب نے ہی بہت جوش وخروش سے اس شہزادی کا استقبال جنت ولا میں کیا ضیام تو ڈیول کے علاوہ باقی تمام پیلس کے ممبران کے ساتھ جنت ولا کا رخ کر گیا تھا تو ضیغم بھی اپنے ضیام کی گرل کو دیکھنے کے لیے ماہ دِیر

اور حمامہ کے ساتھ موجود تھا ڈیول آیت کے پاس پیلس میں ہی موجود تھا آیت کا خیال رکھنے کے لیے۔

"نمل بے بی یہ تو آپ سے بھی زیادہ پریٹی ہے اور اس کی ایز گرین ہیں آئی لو ہر" ضیام بیڈ پر لیٹی پیچ بیبی مفلر میں لپٹی بچی کو دیکھتے ہوئے بولا جو حسن میں اپنی ماں سے چار گنا زیادہ حسین تھی اور باپ جیسی سبز جھیل جیسی آنکھیں لیے ہوئے تھی نوریز نوفل اور اس شہزادی کی آنکھیں بلکل یکساں تھیں جیسے دلشاد آیان اور دیانہ کی۔۔ ضیام نے نا صرف اس شہزادی کو دیکھتے تعریف کی تھی بلکہ پہلی نظر میں ہی اپنی محبت کا اظہار بھی کر دیا تھا جس کے جواب کے لیے ضیام زین کمال کو ایک ہجر کاٹنا تھا۔۔ ضیام نے جھکتے اس بیبی کے ہونٹوں پر کس کیا جس سے وہ بیبی گلا پھاڑ کر رونے لگی تو سب نے ضیام کو خونخوار نظروں سے گھورا جو اپنی دنیا میں آئی کچھ گھنٹوں کی ہونے والی وائف کی کس لے چکا تھا وہ بھی لپ ٹو لپ۔۔

"میری بہن سے دور ہو۔۔ اور تیری ہمت کیسے ہوئی میری بہن کو۔۔" غنڈے یوسفزئی سرخ چہرے سے غیرت مند ہوتا چلایا نوریز نے نوفل کو پریشانی سے دیکھا تو

داہم نے اپنے چھوٹے یوسفزئی کو آگے بڑھنے سے روکا جو ضیام تک پہنچنے ہی والا تھا۔

"ایسے۔۔"ضیام اس غنڈے یوسفزئی کو دیکھتے ایک ڈمپل کی نمائش کرتا اس کی بہن کی دوبارہ لپ کس لے گیا یوسفزئی داہم کے ہاتھوں میں جھٹپٹایا وہی اس شہزادی کے رونے میں شدید اضافہ ہوا تو ضیغم نے آگے بڑھتے اپنے بھائی کو گھورا جو ایک ہی گھوری پر منہ بسورتا بیڈ سے نیچے اتارا۔

"سالے صاحب جسٹ چل شی ازمائے لٹل وائف۔۔ اور ہزبینڈ وائف کس کر سکتے ہیں اٹس نارمل"ضیام نوفل کے برابر سے گزرتے ایک آنکھ مارتے ہوئے بولا تو نوفل کا بس نہیں چلا وہ اس مافیا کی اولاد کا گلا دبا دے۔

"جب دونوں اللہ کا نام لے تب۔۔" ضیغم نے ضیام کی حرکتوں پر جھنجھلاتے ہوئے دانت پیس کر تصیح کی۔

"What ever Kong...she is my little wife and I have right to kiss her...and her kiss was Soo........"

ضیام روانگی میں کہتا نا صرف نوفل بلکہ ضیغم اور ماہ دِیر کا بھی چہرہ سرخ کر گیا جبکہ داہم نوریز ماہر جیک ہشام نے اس ٹھرکی دنیا کو منہ کھولے دیکھا یہ اعلیٰ قسم کا ٹھرکی ہے ضیام نے اپنے بھائی اور سسر کے چہرے لال ہوتا دیکھ بات ادھوری چھوڑنا ہی مناسب سمجھا اور اپنا رخ بدل گیا۔

"میں تیرا اگلا دبا دوں گا ٹھرکی دنیا "نوفل چلایا تو ضیام نے ناگواری سے دونوں ہاتھ کانوں پر رکھتے نوفل کو دیکھتے آنکھیں گھومائی۔

"میں ایسا ہونے نہیں دوں گا believe me" ضیام نے پھر ڈمپل کی نمائش کرتے نوفل کو آگ لگائی۔

"ٹھرکی دنیا میری بہن سے دور رہ ورنہ تیری بہن بھی میری ہونے والی ہی وائف ہے جب تو میری بہن کو کس کر سکتا ہے تو میں بھی کر سکتا ہوں۔ سمجھا "نوفل اب غصے سے پاگل ہوتا چیخا تو ضیام نے نا سمجھی سے نوفل کو دیکھا جو ضیام کی نا سمجھی پر مسکرایا۔

"یہی تیری چاقو رکھنے والی جلالی بہن "نوفل نے مسکراتے حمامہ کا تخلص دیتے کہا

جس پر نا صرف ضیام بلکہ ضیغم اور ماہ دِیر نے بھی حمامہ کے ذکر پر نوفل کو غصّے بھری نظروں سے دیکھا تو چاکلیٹ کھاتی حمامہ کو بھی غصہ آیا۔

"اوقات میں رہ یوسفزئی حمامہ کس صرف اپنے ڈیڈ، ماما، چاچو اور بھائیوں کو کرتی ہے "حمامہ بھی سرخ چہرے سے دونوں ہاتھ کمر پر ٹکائے چیخی۔

"میرے گھر میں کھڑی ہو کر مجھے اوقات یاد کروا رہی ہو تمہاری تو۔۔"نوفل نے بازوں اوپر چڑھائے حمامہ کی طرف قدم بڑھاتے کہا جو داہم کی پکڑ کی وجہ سے تو ناممکن تھا تو حمامہ سے آگے ضیغم ضیام اور ماہ دیر ہوئے بڑے صرف ان چھوٹوں لی لڑائی کو ہونک بنے دلچسپی سے دیکھ رہے تھے وہ بدتمیز نہیں تھے مگر اپنی جنریشن کے لیے تمیزدار بھی نہیں تھے۔

"میری بہن کو ہاتھ لگائے گا یوسفزئی ؟؟" ضیغم نے سرخ آنکھوں سے یوسفزئی کو گھورتے پوچھا جس نے کونگ کو دیکھتے تھوک نگلا کونگ کا ایٹیٹیوڈ ہی کافی تھا ان سب کے پسینے چھڑوانے کے لیے سوائے خانزادہ (دآیان) کے جو چپ چاپ داہلیہ کے ساتھ بیٹھا مزے سے مافیا خاندان اور یوسفزئی کی لڑائی انجوائے کر رہا تھا تو حمامہ

اپنے تینوں بھائیوں کے پیچھے جتاتی نظروں سے غنڈے یوسفزئی کو گھور رہی تھی اور سب یہ چھوٹے پیکٹوں کا سالا بہنوئی combo حیرانگی سے دیکھ رہے تھے جو بچپن میں ایسے ہیں وہ جوانی میں ایک دوسرے کے ساتھ کیا کرے گے۔

"کونگ تم نے اس ٹھرکی دنیا کو نہیں دیکھا اس نے میری بہن کو۔۔"نوفل نے تحمل سے کام لیتے ضیغم کی بات کے جواب میں کہتے ضیام کو گھورتے اپنی بات ادھوری چھوڑی۔

"وہ تمہاری بہن ہے تو میری بھی کچھ لگتی ہے اور اس ٹھرکی دنیا کو اس کی سزا ضرور ملے گی میں ڈیڈ سے اس کی شکایت تمہارے بولے بنا بھی کرنے والا تھا وہ خود دیکھ لیں گے اسے مگر تمہیں میری بہن کا نام نہیں لینا چاہیے تھا۔۔اور آخری بات یوسفزئی اگر میں نے تمہاری زبان سے دوبارہ اس انداز میں اپنی بہن کا نام سنا تو یقین مانو تمہارے منہ میں ہاٹ گلو ڈالنے میں میں دو سیکنڈ نہیں لگاؤ گا" ضیغم ایک ایک لفظ چبا کر کہتا پلٹا اور اپنی پوکٹ سے رومال نکالتا حمامہ کے چہرے سے چاکلیٹ صاف کرنے لگا جبکہ غنڈہ یوسفزئی تو ضیغم کی بات پر سر جھکائے مگر پلٹتا دآیان کو

گھورنے لگا جو تھا تو اس کا دوست جیسے ان کے باپ ایک دوسرے کے دوست تھے۔۔مگر دآیان دوستی کے نام پر تھا دھبہ جو اپنے سالے سے دوست کی بے عزتی انجوائے کر رہا تھا یوسفزئی کی آنکھوں کا مفہوم سمجھتے دآیان نے افسوس سے سر نفی میں ہلاتے قدم یوسفزئی کی سمت بڑھائے۔

"سالے جی۔۔تم گلوڈالو گے میرے دوست کے منہ میں اور میں تمہیں صرف اپنے دیدار سے نوازوں گا ایسا تو نہیں چلے گا۔۔میں تمہیں گٹر کی سیر کرواںگا" دآیان نے نوفل کے برابر میں کھڑے ہوتے کہا تو داہم نے اپنے شاگردوں (اپنی چھوٹی گینگ) کو آپس میں الجھنے کے لیے میدان میں کھلا چھوڑا جو کہ نوفل کے شانوں کو آزاد کرتے صاف اشارہ تھا داہم دونوں ہاتھ سینے پر فولڈ کیے سب نوجوان پارٹی کے ساتھ وہ منظر انجوائے کرنے لگا۔

"اچھا۔۔cockroach کو اپنا گھر یاد آگیا تو جاؤ گٹر میں میرے سسر جی کے ٹکروں پر کیوں پل رہے ہو۔۔" ضیغم مصروف سا حمامہ کا چہرہ صاف کرتا پلٹا اور دآیان کی کالی آنکھوں میں اپنی نیلی آنکھیں گاڑھتا ہوا بولا۔

"تیرے سسر میرے ڈیڈ ہیں اور تمیز سے بات کر مجھ سے ورنہ منہ توڑ دوں گا" دآیان خود کے لیے cockroach لفظ سنتا غصے سے گرجا۔

"توڑ کر دیکھا" ضیغم دآیان کے سامنے دو قدم کے فاصلے پر آتا ہوا چیلنج کرتا بولا ضیغم کو دیکھتے دآیان نے اپنا ہاتھ پیچھے کیا اور داہم کی پینٹ کھینچی دآیان مر کر بھی ضیغم پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتا تھا وجہ ضیغم سے اس کی محبت نہیں تھی بلکہ وہاب والا سے دلشاد کے ہاتھوں بے دخل ہونا تھا وہ اچھے سے جانتا تھا اس کا باپ بیٹے سے زیادہ داماد کو پیار کرتا ہے داہم نے نا سمجھی سے دآیان کو دیکھا اور اس سے اپنی پینٹ چھڑوائی لہی اس کا بھتیجا اس کی عزت نا اتار کر رکھ دے سب کے سامنے داہم نے دآیان کا ہاتھ ہٹانے کے لیے اس کا ہاتھ پکڑا جب دآیان نے اپنے چاچو کا ہاتھ زبردستی مضبوطی سے پکڑا۔

"چھوڑو چاچو مجھے آج میں اس کونگ کو زندہ نہیں چھوڑوں گا" دایان چیخا باپ کا ڈر اپنی جگہ مگر اب عزت بھی تو رکھنی تھی نا اپنی جبکہ داہم کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا دآیان کی چلاکی پر وہ خود داہم کا ہاتھ پکڑے جو چیخ رہا تھا اور ظاہر یہ کر رہا تھا کہ داہم نے اسے

روکا ہوا ہے لڑنے سے جبکہ ضیغم نے دآیان کی حرکت پر مسکراتے سر نفی میں جھٹکا۔

"جگرا نا ہو تو زبان نہیں ہلانی چاہیے سالے" ضیغم یہ کہتے ہی قدم کاوئچ کی سمت بڑھا لیا جبکہ ضیام ماہِ دِیر اور حمامہ دآیان اور نوفل کی کرڑک بے عزتی پر ہنستے ہوئے کونگ کے پیچھے ہوئے دآیان تو بل کھا کر ہی رہ گیا اور نوفل کو گھورنے لگا جو خود دآیان کی بے عزتی پر ہنسی چھپانے کی کوشش میں تھا دآیان نے منہ بناتے باہر کا رخ کیا تو نوفل بھی اپنے دوست کے پیچھے اسے منانے کے لیے ہو لیا۔

"اب نام بھی بتا دو اس ٹھرکی دنیا کی لٹل وائف کا کوئی" زریش بیگم سب کو دیکھتی ہوئی بولی تو سب نے قہقہہ لگاتے نمل اور نوریز کی طرف دیکھا نوریز نے اپنی بیٹی کو گود میں لیے عائشہ کی گود میں ڈالا۔

"ٹھرکی دنیا کی لٹل وائف کا نام اس کی لٹل چاچی ساسوں موم رکھے گی" نوریز نے اعلان کیا تو عائشہ کی آنکھیں پل میں نم ہوئی اس نے بے ساختہ اس شہزادی کو پیار لیا۔

"نام بتاؤ بیگم" جیک نے اپنی بیوی کو شانوں سے حصار میں لیتے کہا۔

"نعمل نور یزیوسفزئی" عائشہ نے اس سبز آنکھوں والی شہزادی کو دیکھتے کہا تو سب ہی اس نام پر مسکرائے جبکہ نمل کو اپنی ماں یاد آئی وہ بھی تو اس کا نام نعمل رکھنا چاہتی تھی نمل کی آنکھوں سے دو موتی ٹوٹ کر گالوں پر بہے جنھیں احان صاحب نے آگے بڑھتے اپنی بیٹی کی پیشانی پر بوسہ دیتے صاف کیے۔

نعمل نور یزیوسفزئی کی آمد کے پانچ دن بعد ہی خانزادہ خاندان کی بہو یعنی ڈیول اور آیت لی شہزادی نے دنیا میں قدم رکھا اس وقت ڈیول، دلشاد، عائشہ، دلکش، ماہر، جیک اور داہم، وہاب صاحب، زریش بیگم اور کاشان صاحب کے ساتھ خانزادہ ہاسپٹل میں موجود تھے ڈیول آیت کو سوپ پلاتا محبت سے نہار رہا تھا جو ایک دفعہ پھر اسے باپ کے عہدے پر فائز کرچکی تھی ڈیول کو آیت پہلے سے زیادہ خوبصورت محسوس ہوئی یا پھر آیت ڈیول کی پیار کی صحبت میں دن بادن نکھر رہی تھی آیت کا دن بادن خوبصورتی میں اضافہ ڈیول کنگ کو اپنی کوئین کا دیوانہ بنائے جا رہا تھا۔

"میری بہو کتنی پیاری ہے ماشاء اللہ" دلشاد نیو بارن بیبی گرل کو پیار کرتا محوت سے بولا

جبکہ دآیان جو کب سے اپنے چاچا کہ پاس بیٹھا اپنے باپ کو گھورے جا رہا تھا جو اس لی وائف کو پیار کر رہے تھے اب دآیان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا۔

"ڈیڈ یہ میری بیوی بنے گی اور آپ اسے پیار نہیں کر سکتے" دآیان نے اپنے باپ کے پاس پہنچتے اپنے باپ کو جتایا جہاں دلشاد نے آنکھیں سکیڑے اپنے سپوت کو گھورا وہی داہم نے اپنی ہنسی چھپائی تو ضیغم جو اپنی ماں کے پاس بیڈ پر ہی بیٹھا تھا خانزادے کی بات پر بدمزہ ہوا تو آیت اور ڈیول بھی دآیان کو دیکھنے لگے۔

"کیوں ؟؟" دلشاد نے ایک ائیبرو ریز کرتے پوچھا۔

"کیونکہ یہ میری بیوی بنے گی" دآیان نے پھر جتایا۔

"یہی جوتا اتار کر شوہر بنے کے ساتھ بندر بنا دوگا زیادہ بکو اس کی تو" دلشاد نے دآیان کو جھڑکا۔

"آپ اپنی وائف سے مجھے پیار کرنے دیتے ہیں ؟؟ نہیں نا تو میں کیوں کرنے دوں" دآیان نے بھی بنا ڈرے کہا۔

"وہ میری بیوی ہے" دلشاد نے دانت پیستے سمجھایا۔

"تو یہ میری ہونے والی بیوی ہے" دآیان نے کمر پر ہاتھ رکھے دوبدو کہا اور یہی دلشاد نے ایک ہاتھ گھوماتے دآیان کے سر پر چت رسید کی تو دآیان روہانسا ہوتا اپنے دادا کے پاس پہنچا اور دادا کہا اپنے پوتے کو دکھی دیکھ سکتے تھے دلشاد سے اپنی پوتا بہو کو لیتے دآیان کے سامنے کیا جو اپنی وائف کے ملنے پر کھلکھلایا وہاب صاحب نے نے بے خود ہوتے اس شہزادی کی چھوٹی سی پیشانی پر بوسہ دیا۔

"اب انھیں بولو کہ میری ہونے والی وائف کو پیار نا کریں" دلشاد نے اپنے باپ کے اس شہزادی کو پیار کرنے پر دآیان کو خاموشی سے مسکراتے ہوئے دیکھ کر کہا تو دآیان نے آنکھیں سکیڑے اپنے باپ کو دیکھا۔

"کیوں کہو۔۔ وہ اپنی بیوی سے مجھے پیار کرنے دیتے ہیں اور میں دادو کو بہت سارا پیار بھی کرتا ہو کس بھی کرتا ہو وہ میری وائف کو بھی پیار کر سکتے ہیں" دآیان نے وضاحت دی تو دلشاد تو اپنے سپوت کی عقل پر عش عش کر اٹھا جبکہ ڈیول سمیت سب ہی دآیان کی وضاحت پر ہنس پڑے۔

"ہماری پوتا بہو کا نام کیا ہو گا۔۔" وہاب صاحب مسکراتے ہوئے اپنی پوتا بہو کو

دیکھتے گویا ہوئے جس پر ڈیول آیت کا چہرہ صاف کرتا سوپ سائیڈ ٹیبل پر رکھتے آیت کو اپنے حصار میں لے گیا اور ضیغم کو دیکھنے لگا جو اپنے ماں باپ کو دیکھتا بیڈ سے نیچے اتر کر اسٹول پر خاموشی سے بیٹھ گیا۔

" ضیغم بتاؤ اپنی بہن کا نام "ڈیول نے اپنے بیٹے کو دیکھتے کہا جو اپنے باپ کی بات پر جہاں کچھ لمحوں کے لیے حیران ہوتے اپنے باپ کو دیکھنے لگا۔۔ڈیول ضیغم کو خود کو دیکھتا پا کر مسکرایا ضیغم اپنی بہن کی آمد کی خوش خبری سنتے ہی کئی نام سرچ کر کے ڈھونڈ چکا تھا ضیغم کی خواہش تھی کہ اس کی بہن بلکل ڈیول اور اس جیسی ہو جس کے دو ڈمپلز ہوں اور آنکھیں بھی بلکل ضیغم اور ڈیول جیسی ہو یعنی وہ اپنی اور اپنے باپ کی فیمیل ورژن چاہتا تھا اور اس لحاظ سے ضیغم نے اپنی بہن کے لیے بہت سے نام ڈھونڈے تھے اور ایک نام ایسا تھا جو اس کی شہزادی کو اپنے باپ اور بھائی سے بھی مشابہ رکھ سکتا تھا مگر ضیغم نے کبھی بھی اپنی خواہش اپنے ماں باپ کے سامنے نہیں کہی وہ سمجھتا تھا کیا پتا اس کے ماں باپ نے کوئی نام سوچا ہو ضیام سے تو اسے کوئی امید نہیں تھی اور کیا پتا ڈیول اپنی شہزادی کا نام رکھنے کو اس کے سسر یا پرنسس ساسوں موم کو کہے تو بس اسی لیے ضیغم خاموش رہا اس کی نظر

میں اپنوں کی خوشیاں خود سے بڑھ کر تھیں جیسے اس کے باپ کی نظر میں ضیغم زین کمال زین کمال حفیظ کی کاپی تھا مگر ایک چیز اس میں اپنے باپ سے مختلف تھی ڈیول اپنے سالے کی زبان بند نہیں کر سکتا تھا اور ضیغم اتنی سی عمر میں بھی اپنے سالے کی زبان کی دھجیاں اڑا دیا کرتا تھا۔

"بتاؤ بھی داماد صاحب" دلشاد نے بھی محبت سے ضیغم کو دیکھتے پوچھا تو ضیغم نے سر جھٹکتے ڈمپل کی نمائش کی وہ بہت کم سب کے سامنے مسکراتا تھا جبکہ اس کی نسبت ضیام بہت کم اپنے ایک ڈمپل کی نمائش کرنا بند کرتا تھا جس پر ضیام ضیغم سے کہتا تھا کہ تمہیں اللہ نے دو ڈمپلز دیے تمہیں قدر نہیں جبکہ میں تو ایک کی نمائش کرتے بھی محفل جیت لیتا ہو جس پر ضیام کا ایک ہی جواب ہوتا میں بنا ڈمپلز کی نمائش کیے محفل کیا دنیا کو جیت سکتا ہوں۔۔ ضیغم خوش تھا اور یہ خوشی اسکے باپ کے باعث تھی جس نے ضیغم کو اپنی بیٹی کا نام رکھنے کا اعزاز دیا تھا ضیغم اسٹول سے اترتا دآیان کی سمت بڑھا دآیان کے لیے نہیں بلکہ اپنی بہن کے لیے۔

"زرقاء زین کمال" ضیغم نے اپنی بہن کے گال پر بوسہ دیتے اسکا نام سب کی

سماعت کیا یہ نام ضیغم اور زین سے مشابہ تھا اور وہ اس لحاظ سے کہ اس نام کا مطلب تھا نیلی آنکھوں والی زرقاء اپنے بھائی کا لمس محسوس کرتے مسکرائی اور ضیغم دیکھ سکتا تھا اس کی بہن کے دونوں گالوں پر ہلکے ڈمپلز پڑ رہے تھے یعنی وہ ڈمپلز میں بھی اپنے مافیا باپ اور بھائی پر گئی تھی سب افراد کو ضیغم کا دیا نام کافی پسند آیا جس کا اظہار سب نے ضیغم کو سراہتے ہوئے مسکرا کر کیا۔ زرقاء زین کمال جو ایک خانزادے کی بیوی بننے والی تھی وہ جو عشقِ صحرا میں دآیان دلشاد خانزادہ کا عشق بننے والی تھی زرقاء زین کمال جو اس کہانی کے انجام کو خوشیوں پر موڑنے والی تھی جو آگے چل کر بکھرے خاندانوں کو جوڑنے والی تھی۔

ایک ماہ بعد:-

"حمامہ تم پیاری لگ رہی ہوں" حمامہ جو گارڈن میں بیٹھی ماہ دِیر کی پاکیٹ سے چوری لی ہوئی چاکلیٹ کے ساتھ انصاف کر رہی تھی کہ غنڈے یوسفزئی کی آواز پر پلٹ کر

آنکھیں سکیڑتی نوفل کا جائزہ سر تا پاؤں لینے لگی جو مسکرانے کی کوشش کرتا حمامہ کو ہی دیکھ رہا تھا حمامہ تو اپنی تعریف اس یوسفزئی کے منہ سے سنتی مشکوک نظروں سے یوسفزئی کو دیکھنے لگی۔

"اویوسفزئی۔۔۔شکل دھو کر آئیند میں بہکی باتیں کر رہا ہے" حمامہ نے سر جھٹکتے پھر چاکلیٹ کا بائیڈ لیتے کہا تو نوفل نے ضبط سے چھوٹی چھوٹی مٹھیاں بھینچی نوفل اس خان کی چڑیل کے پاس کبھی نا آتا اگر خانزادہ (دآیان) اسے اپنی دوستی کا واسطہ نا دیتا کیونکہ آج سنڈے تھا تو وہاب ولا اور جنت ولا کے مکین پیلس پہنچے ہوئے تھے اور دآیان کو اپنی ہونے والی بیوی سے ملنا تھا جو کہ ضیغم، ماہ دِیر اور حمامہ کے ہوتے ممکن نا تھا تو دآیان نے نوفل کو حمامہ کو بزی رکھنے کا کہا جس پر نوفل کی جان حلق میں پھنسی کیونکہ یہ خان کی بیٹی یوسفزئی کے بیٹے کی چٹنی بنانے اور کسی بھی وقت موڈ بگڑنے پر کونگ اور نوریز سے اس کی درگت بنوا سکتی تھی۔

"تمہیں پسند نہیں آئی میری تعریف میں چینج کرو" نوفل نے صلح کا جھنڈا لہراتے ہوئے کہا وہ غنڈہ یوسفزئی تھا جو کسی کی بھی ایک نہیں سنتا تھا مگر صرف کونگ کے

اور اپنے باپ کے ڈر سے اس خان کی چڑیل کا ہر ستم برداشت کرتا تھا اسے پیلس میں صرف دو لوگوں سے خار تھی ایک ٹھرکی دنیا جو اس کی بہن اور ماں پر لائن مارنے کا کوئی موقع نہیں چھوڑتا تھا تو دوسری یہ چڑیل جو اسے نوریز اور کونگ سے پٹوانے میں کوئی کثر نہیں چھوڑتی تھی حمامہ یوسفزئی کی بات پر پھر کچھ دیر کے لیے چاکلیٹ سے بھرا منہ ہلاتی روکی مگر جلد ہی خود کو کمپوز کر گئی۔

"مجھے تو تمہاری شکل بھی نہیں پسند تم وہ چیلنج کر لو نا" حمامہ کی بات پر یوسفزئی نے غصے سے لال پڑتے چہرے سے خانزادہ (دآیان) کو دیکھا جو اس کو اس چڑیل کے پاس بھیج کر خود اس کی بے عزتی پر لوٹ پوٹ ہو رہا تھا دآیان تو یہ دیکھنے وہاں کھڑا تھا کہ اس کا دوست بقول نوفل نوریز یوسفزئی خان کی چڑیل کو کیسے سنبھالے گا مگر حمامہ کے ہاتھوں نوفل کی بے عزتی دآیان کے پیٹ میں درد کر گئی یوسفزئی نے پلٹ کر حمامہ کی پشت کو خونخوار نظروں سے دیکھا یوسفزئی نے صحیح نام رکھا تھا اس کا" خان کی چڑیل" نوفل کو ہشام اور مہک سے جتنی محبت اور انسیت تھی حمامہ سے اتنی ہی خار حمامہ ہشام خان نوفل نوریز یوسفزئی کی زندگی میں واقعی چڑیل تھی اور

چڑیلوں والے کام ہی سرانجام دیتے ہوئے غنڈے یوسفزئی کو ڈرائے رکھتی تھی۔

"آپ کیا کررہے ہیں کوئی آجائے گا" مہک ہشام کے حصار میں گڑبڑائی جو اچانک روم میں داخل ہوتا ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑی مہک کو حصار میں لے گیا مہک کے بھرے بھرے وجود پر اپنی بے باک انگلیوں کا رقص کرتا مہک کی جان ہوا کر گیا ڈریسنگ مرر میں مہک اور اپنے وجود کو دیکھتے اپنے آنے والے مہمان کا سوچتا محوت سے مسکرایا۔

"آجانے دو میں کونسا پڑوسن کے قریب ہوں اپنی بیگم کے ہی قریب ہو" ہشام مہک کے کندھے پر تھوڑی جمائے گویا ہوا ہشام کی مسکراتی نظریں اپنے وجود پر محسوس کرتی مہک نگاہیں جھکائے

مسکرائی۔

"حمامہ اجائے گی" مہک نے پھر ہشام کو ڈرانا چاہا۔

"آجانے دو میں بھی اس کا باپ ہو" مہک کے ڈرانے پر ہشام نے مہک کو گھور کر کہا۔

"ہشام پلیز۔۔" مہک کی نگاہیں ہشام کے لبوں کو اپنی گردن پر محسوس کرتی جھکیں۔

" ابھی تو میں نے کچھ کیا ہی نہیں میری جان ۔۔ اور ہمارے نئے مہمان کی وجہ سے کوئی گستاخی کر بھی کیسے سکتا ہو جب تک یہ دنیا میں نا آجائے" ہشام خمار آلودہ لہجے میں کہتا مہک کی گردن پر اپنی بیرڈ رب کرنے لگا۔

"ہشام ۔۔۔ آپ" مہک نے مزاحمت کرتے ہشام کا حصار توڑا جو ہشام نے اپنی مرضی سے ٹوٹنے دیا مہک سائیڈ سے ہوتی گزرنے لگی جب ہشام نے مہک کو پھر قید کرتے بنا سمجھنے کا موقع دیے اس کے گداز لبوں کو اپنی قید میں لیا ہشام کا ایک ہاتھ مہک کی کمر پر اور دوسرا مہک کی گردن پر تھا قطرہ قطرہ ان دنوں خودکی بے قراری سے مہک کو آشنا کرواتے ہشام نے مہک کو آزادی بخشی مہک اپنی سانسیں بحال کرتی ہشام کے سینے پر سر ٹکائے خفگی سے مکے بنائے ہشام کے سینے پر برسانے لگی مہک کی خفگی بھری معصوم سزا پر ہشام قہقہہ لگا اٹھا جبکہ روم میں آتے ماہ دِیر نے یہ منظر دیکھتے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھا مہک کی نظر ماہ دِیر پر جیسے ہی گئی مہک گڑبڑاتی ہشام سے دور ہوئی ہشام مہک کے اچانک دور جانے پر نا سمجھی سے مہک کو دیکھنے لگا جو

دروازے کے قریب کھڑے ماہ دِیر کو دیکھتی شرمندہ ہو رہی تھی ہشام مہک کی نظروں کے تعاقب میں ماہ دیر کو دیکھتا جو اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھے نیچلے لب کو دانتوں میں دبائے ہوئے تھا نفی میں سر ہلا گیا ہشام نے آگے بڑھتے ماہ دِیر کو گود میں اٹھایا جو اب بھی آنکھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا۔

"ماہ دیر آنکھیں کھول لو ہم ایسا بھی کچھ نہیں کر رہے تھے" ہشام نے مہک کو دیکھتے آنکھ ونگ کرتے کہا تو جہاں مہک نے ہشام کو گھورا وہی ماہ دیر اپنی ہنسی چھپاتا اپنے ہاتھ آنکھوں سے ہٹا گیا۔

"پھوپھا میں نے کچھ بھی نہیں دیکھا" ماہ دیر اپنی پھوپھو کے سرخی مائل چہرے کو دیکھتا اپنے پھوپھا سے گویا ہوا جو ماہ دِیر کی بات پر قہقہہ لگا اٹھا۔

"اچھا کیا نہیں دیکھا پھوپھا کی جان نے؟؟" ہشام نے شرارت سے ماہ دِیر سے پوچھا۔

"میں نے نہیں دیکھا ماما بابا کی طرح پھوپھو پھوپھا بھی رومینٹک ہو رہے تھے" ماہ دِیر نے سمجھداری سے کام لیتے کہا جس پر مہک خفیف ہوئی تو ہشام کو اپنے بھتیجے پر بے

تحاشہ پیار آیا۔

"پکا نہیں دیکھا نا" ہشام نے شرارت سے ھر پوچھا جس پر ماہ دِیر کھلکھلا کر ہنس دیا اور نفی میں سر ہلا گیا مہک ان دونوں کو دیکھتی نفی میں سر ہلاتی کاوئچ پر جا بیٹھی تو ہشام بھی ماہ دیر کے ساتھ مسکراتا کاوئچ پر اپنی بیگم کے ساتھ بیٹھا۔

"پھوپھو آپ نے ضیام بھائی کو دیکھا ؟؟" ماہ دِیر نے مدعی پر آتے اپنی پھوپھو سے پوچھا جس نے نا سمجھی سے ماہ دیر کو دیکھا ہشام بھی ماہ دیر کی طرف ہی متوجہ تھا۔

"نہیں ۔۔ کچھ دیر پہلے ہالے ممانی کے ساتھ عائشہ چاچی کے روم میں تھا ۔۔ کیوں ؟؟" مہک نے وضاحت دی تو ماہ دِیر کے ماتھے پر بل پڑے۔

"داہلیہ نہیں مل رہی مجھے میں نے ہالے ممانی کو کہا بھی تھا کہ میں کچھ دیر میں آتا ہو اور جب واپس ہالے ممانی کے پاس پہنچا تو وہاں داہلیہ نہیں تھی اور ہالے ممانی نے کہا ضیام بھائی لے کر گئے ہیں داہلیہ کو اپنے ساتھ کھیلنے کے لیے" ماہ دِیر نے سرخ چہرے کے ساتھ افسوس سے بتایا تو مہک اور ہشام نے ایک دوسرے کو دیکھا ماہ دیر اتنی کم عمر میں نا صرف صاف بولتا تھا بلکہ داہلیہ جیسے مشکل نام کو بھی صرف اس

لیے لیتا تھا کہ سب داہلیہ کو داہلیہ ہی پکاریں وہ داہلیہ کو پری سب کے سامنے بہت کم پکارتا اور مخاطب کرتا تھا۔

"پھوپھو کی جان ۔۔پریشان کیوں ہوتے ہو ضیام بھائی بھی تو داہلیہ کے بھائی ہیں نا وہ ان کے ساتھ کھیل سکتی ہے" مہک نے ماہ دِیر کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں بھرتے محبت سے اس کی چھوٹی پیشانی پر بوسہ دیتے کہا تو ماہ دِیر خاموشی سے اپنی پھوپھو کو دیکھنے لگا اور نظریں نیچے کرتے سر اثبات میں ہلا گیا۔

"لیکن پھوپھو مجھے پسند نہیں کوئی داہلیہ کو میرے علاوہ ہاتھ لگائے" ماہ دیر نے مدھم لہجے میں معصومیت سے اعتراف کیا تو ہشام مسکرایا۔

"تو آپ ضیام بھائی سے بات کرو" ہشام نے ماہ دِیر کے ماتھے پہ بکھرے بال سیٹ کرتے کہا تو ماہ دیر نے پھر سر اثبات میں ہلایا اور ہشام کی گود سے اترتا باہر کا رخ کر لیا۔

"ماہ دیر ابھی سے داہلیہ کے لیے بہت پوزیسو ہے" مہک نے ماہ دیر کا غائب ہونے تک دیکھتے ہشام سے کہا۔

"ہر کوئی اپنی محبت کے لیے پوزیسو ہی ہوتا ہے جیسے میں تمہارے لیے" ہشام مہک کو ایک ہاتھ کے حصار میں لیتے مہک کے بالوں پر بوسہ دیتے گویا ہوا تو مہک نے بھی مسکراتے ہشام کے شانے پر سر رکھا۔

ماہ دیر داہلیہ کو ڈھونڈتا ہوا گارڈن ایریا میں داخل ہوا جہاں اس کی نظر کھلکھلاتی داہلیہ پر لئی جو ضیام کے ہاتھ سے رنگ برنگے قوس قزح کے پھول لیتی بہت خوش تھی اور ضیام داہلیہ کے گالوں کو ٹچ کرتا عقیدت سے اس شہزادی سے محبت کا اظہار کر رہا تھا ضیام کو تمام خواتین اور بیبی گرلز کی طرح داہلیہ سے بھی خاصی محبت تھی جس کا اظہار وہ ماہ دیر کو غصہ دلا کر بار بار کیا کرتا تھا مگر اب ماہ دِیر کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا ماہ دیر جہاں اپنی پری کی مسکراہٹ پر خوش تھا وہی ضیام کا داہلیہ کے گال کو ٹچ کرنا اسے غصہ دلا گیا ماہ دیر داہلیہ کے پاس آتا کھڑا ہوا جسے داہلیہ نے نا سمجھی سے مگر ضیام نے مسکراہٹ چھپاتے ماہ دِیر کے غصے سے لال ہوتے چہرے کو دیکھا اتنے میں ہالے وہاں داہلیہ کے پاس پہنچی کیونکہ کھانے کا وقت جو ہو گیا تھا ہالے کے

آتے ہی ماہ دیر نے چہرے پر مسکراہٹ سجائی ہالے ماہ دیر اور ضیام کو بھی کھانے پر بلاتی وہاں سے داہلیہ کے ساتھ واک آؤٹ کر گئی تو ماہ دیر کی مسکراہٹ پل میں سمٹی اور رخ شریر سے ضیام کی طرف کیا جو داہلیہ اور پریٹی ہالے کو مسکراتے جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

"ضیام بھائی" ماہ دِیر نے ضیام کو مخاطب کیا جو نہایت ہی مؤدبانہ انداز میں ماہ دِیر کو دیکھنے لگا جیسے اس سے شریف تو دنیا میں کوئی ہو ہی نہیں سکتا جبکہ ضیام کی شرارت دیکھتے ماہ دِیر نے اپنے چھوٹے چھوٹے دانت پیسے۔

"اگر آپ مجھے پھر داہلیہ کے آس پاس بھی نظر آئے یا آپ نے داہلیہ کو تنگ بھی کیا دوبارہ تو میں بتا دیتا ہوں آپ کو مجھے کو نگ (ضیغم) کو ایک لوتا بڑا بھائی ماننا پڑے گا کیونکہ خانزادہ (دآیان) بعد میں آپ کی ہڈیاں توڑے گا میں پہلے آپ کو چھت سے دھکا دوں گا اور یہ کرتے ہوئے مجھے بے حد خوشی ہوگی کیونکہ میری پری کو تنگ کرنے والا جو دنیا سے ختم ہوگا" ماہ دِیر نے ایک ایک لفظ چباتے ہوئے کہتے ضیام کے بلکل سامنے آکر کھڑا ہوا ضیام تو عمر اور اپنے سے قد میں بھی اس چھوٹے مگر اس سے

بڑے عاشق کو دیکھتے ماہ دِیر کی دیوانگی پر دل میں عش عش ہی کر اٹھا جو اپنی محبت کے خاطر اپنے بھائی کو بھی قبر میں اتار سکتا تھا۔

"عاشقی میں پاگل خلیل" ضیام نے دانت پیستے کہا اور سر جھٹکا جس پر ماہ دیر مسکرایا ضیام ماہ دیر کی داہلیہ کے لیے پوزیسونیس پر ہمیشہ ماہ دیر کو عاشق کہا کرتا تھا اور یہ لفظ خود ضیام میاں نے انٹرنیٹ سے سیکھا تھا کیونکہ ضیام میاں کارٹون دیکھنے کی عمر میں لو سٹوری بیس مویز جو دیکھتے تھے اور اس ہی انٹرنیٹ استاد سے سیکھا وہ سب کو بامعنی سیکھاتے تھے۔

"نہیں ۔۔ اپنی پری کے لیے دیوانہ ماہ دِیر ماہر خلیل" ماہ دِیر ضیام کی بات پر مسکراتا ضیام کا سکھائے "دیوانہ" لفظ سے اپنی پری کے لیے اپنے جزبات اتنی سی عمر جتا لیا۔

پیلس میں ضیام کی شرارتوں، ضیغم کے بچوں میں دبدبے، حمامہ کی چوریوں اور ماہ دِیر کی کیوٹ سے اندازنے جہاں رونق لگائی ہوئی تھی وہی اس پیلس کی خوبصورت خوشیوں بھری دنیا میں ایک اور جانشین نے قدم رکھا پیلس میں خوشیوں کی نوید پر

جشن منایا جا رہا تھا کیونکہ آج ہشام اور مہک کے بیٹے نے اس دنیا میں قدم رکھا تھا جس کے کان میں اذان اس کے ماموں یعنی ماہر نے دی تھی تو نام دلکش نے رکھا تھا حمیم ہشام خان جو رنگ روپ میں اپنے باپ جیسا خوبصورت پٹھان تھا تو آنکھیں اس کی اپنی ماں جیسی ڈارک براؤن تھیں اور وہ خود چھوٹے خان کے نام سے مشہور ہو چکا تھا مشہور کرنے والا یعنی اس نام سے نوازنے والا خود ڈیول کا چھوٹا خانزادہ تھا حمامہ کا عزیزِ دل بھائی، نوفل نوریز یوسفزئی کا اپنے باپ سے مانگا ہوا چھوٹا سالا جو خانزادہ (دآیان) کی ہی نہیں بلکہ یوسفزئی، ضیغم، ضیام اور ماہ دیر کی بھی جان بن گیا تھا۔

"میری شہزادی میری جان" داہم اپنے روم میں داخل ہوتا داہلیہ کو بیڈ پر اپنی ماما کے ساتھ کھیلتے دیکھ پورے دن کی تھکن بھولائے گویا ہوا اپنی بیوی اور بیٹی کو دیکھتے داہم ہمیشہ خود کو تر و تازہ محسوس کرتا تھا اس کی بیوی اور بیٹی داہم کا سکون بن چکیں تھیں۔۔

"بابا" داہلیہ داہم کو دیکھتی یک دم خوشی سے چیخی داہم نے آگے بڑھتے اپنی بیٹی کو گود میں لیتے شفقت سے پیار کیا ہالے داہم اور داہلیہ کو دیکھتی مسکرائی۔

"تمہیں پیار رات میں کروگا" داہم ہالے کو مسکراتا دیکھ شرارت سے گویا ہوا ہالے نے شرم سے سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ داہم کو گھورا۔

"یار ایسے تو مت گھورو اب داہلیہ کو بھی تو بھائی لا کر دینا ہے نا ہمارے خاندان میں سب کے پاس بہن یا بھائی موجود ہیں اور میری بیٹی کے پاس بھائی نہیں اب میں مر تو سکتا ہو اپنی بیٹی کے ساتھ نا انصافی نہیں کر سکتا" داہم نے ہالے کے گھورنے پر وضاحت پیش کی جسے سنتے ہالے نے سلو کلیپنگ کی تو داہلیہ اپنے باپ کو غور سے دیکھنے لگی داہم نے اپنی اتنی گھیری اور پتے کی بات پر ہالے کے اتنے ٹھنڈے ریکشن پر افسوس سے سر جھٹکا اور رخ پھیر داہلیہ کی سمت کیا۔

"میری جان کو بھائی چاہیے ؟؟" داہم اپنی بیٹی کی آنکھوں میں بھائی کے نام پر چمک دیکھتا گویا ہوا تو داہلیہ نے کھلکھلاتے جھٹ سے سر اثبات میں ہلایا جس پر ہالے کا جہاں منہ حیرت سے کھلا وہیں داہم داہلیہ اور پھر ہالے کو دیکھتا قہقہہ لگا اٹھا۔

"بابا پرامس کرتے ہیں داہلیہ کو بھائی جلد لا کر دیں گے" داہم مسکراتا اپنی بیٹی سے وعدہ کر گیا جبکہ ہالے نے وہاں سے کچن کی سمت جانے میں ہی عافیت سمجھی ہالے کی فرتی دیکھ داہم ہونٹ دبائے قہقہہ روک گیا تو داہلیہ اپنے بابا کے پرامس پر خوش ہوتی داہم کی گردن میں اپنی چھوٹی چھوٹی باہوں کا ہار بنائے ڈال گئی۔

دلشاد روم میں بیڈ پر بیٹھا اپنی چھوٹی سی شہزادی کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھا اس کے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں پر اپنا شفقت بھرا لمس چھوڑ رہا تھا تو عنایہ اپنے بیٹے کے ساتھ بیڈ پر ہی بیٹھی کارٹون مووی دیکھ رہی تھی جو چور نظروں سے اپنے باپ کو دیکھ رہا تھا۔

"ڈیڈ آپ نے کبھی مجھ سے اتنی محبت کی ہے جتنی آپ ڈول سے کرتے ہیں" دآیان نے شاید جیلس ہوتے یہ سوال کیا تھا جس کو سنتے دلشاد کو اپنے بیٹے کی بات پر جہاں ہنسی آئی وہیں اپنی مسکراہٹ چھپاتا گویا ہوا۔

"تم اتنے پیارے نہیں ہو نا جتنی پیاری میری بیٹی ہے" دلشاد نے دآیان کو پھر جیلس

کروایا تو دآیان اپنی ماں کو دیکھتا جو باپ بیٹے کو پھر الجھتا دیکھ نفی میں سر ہلا گئی تھی اٹھ کر بیٹھا۔

"تو مطلب آپ خود کو پیارے نہیں سمجھتے ہینڈسم نہیں سمجھتے" دآیان نے بھی آگ لگا دینے والی مسکراہٹ کے ساتھ باپ کو کہا جس پر دلشاد نے ایک آئیبرو ریز کرتے اپنے بیٹے کی شیطانی مسکراہٹ کو دیکھا۔

"کیا مطلب ؟؟" دلشاد نے پوچھا۔

"ماما کہتی ہیں تم بلکل اپنے ڈیڈ جیسے ہینڈسم ہو اور مجھے جتنے تمہارے ڈیڈ پیارے لگتے ہیں اتنے ہی تم لگتے ہو کیونکہ تم اپنے ڈیڈ کی کاپی ہو" دآیان نے عنایہ کی کہی بات اپنے ڈیڈ سے کہی حالانکہ اس بات پر دلشاد کو خوش ہونا چاہیے تھا اور وہ خوش بھی ہوا تھا لیکن اس بات کو دآیان نے جس انداز میں اور موقع پر چوکا مارتے کہا تھا وہ انداز دلشاد کے چودہ طبق روشن کر گیا وہاب صاحب صحیح کہتے تھے دآیان صرف آگ لگا دینے والی زبان ہی نہیں رکھتا وہ بات کو کس رخ پر موڑنا ہے اس معاملے میں موقع شناس تھا جبکہ عنایہ دآیان کی اس قدر غیر متوقع بات پر گڑبڑائی اور اپنے بیٹے کو گھور

نے لگی وہ دآیان سے پر بات کہ دیا کرتی تھی دلشاد کے حوالے سے کیونکہ دلشاد کے سامنے کہتی تو دلشاد کی بے باکیاں سہنی پڑتی تھیں اس وجہ سے عنایہ دلشاد کی تعریف اور محبت کا اظہار اس کے سامنے کرنے سے توبہ کر چکی تھی دلشاد اپنی بیوی کو دیکھتا جہاں خود کو مسکرانے سے روک نا پایا وہی دآیان کی چالاکی پر اسے گھورنے لگا۔

"ابھی بتاتا ہوں تمہیں ۔۔روکو میری کاپی ہو کر مجھ پر وار کر رہے ہو" دلشاد اپنی بیٹی کو وہی چھوڑتا دآیان کی طرف لپکا جو بیڈ سے نیچے اترتا فورا باپ سے بچنے کے لیے اپنے دادو کے روم میں بھاگا جبکہ عنایہ اپنے خوشحال فیملی کو دیکھتی مسکراتی اپنی بیٹی کو دیکھنے لگی جو اپنے باپ اور بھائی کی برق رفتاری پر کھلکھلا رہی تھی۔

ڈیول روم میں داخل ہوا تو مرر کے سامنے ہاتھوں پر لوشن مسلتی آیت کو دیکھتا ڈمپل عیاں کرتا آیت کے پیٹ پر دونوں ہاتھ باندھتا اسے اپنے حصار میں لے گیا۔

"تم دن بادن خوبصورت ہوتی جارہی ہو مائے لیڈی" ڈیول نے ہونٹ آیت کی گردن

پر رکھتے کہا تو آیت نے مر ریں اپنے وجیہہ شوہر کو دیکھا اور مسکرائی۔

"اور تم دن با دن ٹھرکی مائے مین" آیت دو بدو ک بولی تو ڈیول جو آیت کے گال لب رکھنے لگا تھا آیت کی بات سنتا قہقہہ لگا اٹھا اور آیت کے پیٹ پر مزید حصار تنگ کر لیا۔

"وہ تو تمہارا بیٹا ہے نا میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا" ڈیول نے آیت کا رخ اپنی سمت کرتے شرارت سے کہا آیت کی ہنسی پل میں سمیٹی اور ڈیول کو گھورنے لگی۔

"خبردار جو میرے بیٹے کو ٹھرکی کہا ڈیول میں منہ نوچ لوگی تمہارا" آیت نے ڈیول کو گھورتے ہوئے غصے سے سرخ ناک سے کہا ڈیول آیت کی بات پر مسکراتا آیت کی ناک کو چوم گیا۔

"میں اب بھی وہی کہو گا۔۔ جی بھر کر چوم لینا تمہارا ہی ہو ڈارلنگ" ڈیول نے کہتے ہی آیت کے لبوں کو لبوں سے چھوا آیت کے گال پل میں دھکنے لگا اور ڈیول محوت سے اپنی کوئین کے انار جیسے سرخ پڑتے گالوں کو دیکھنے لگا۔

"اوپسسس" ضیام جو ضیغم اور زرقاء کے ساتھ روم میں داخل ہوا تھا اپنی ماں کو

اپنے باپ کے قریب دیکھتے گڑبڑاتا ایک ڈمپل کی نمائش کرتا رخ پھیر گیا جبکہ ضیغم کے دونوں ڈمپل عیاں ہوئے مگر وہ اپنا رخ اپنی بیبی ویل پر لیٹی اپنی بہن کی طرح کرتا اپنی ہنسی چھپا گیا آیت نے سر اٹھاتے ڈیول کو دیکھا جو اپنے بچوں کی غلط وقت پر آمد پر سر نفی میں ہلا کر رہ گیا آیت ڈیول کی حالت پر مسکرائی ڈیول نے آیت کو آزاد کرتے دونوں ہاتھ جیب میں اڑساتے ایک لمبی سانس کھینچتے اپنے بچوں کی طرح رخ لیا۔

" گدھے کی اولادوں ۔۔نوک نہیں کر سکتے تھے "ڈیول نے ضیام اور ضیغم کو گھورتے کہا۔

"ہمیں کیا پتا تھا آپ رومینس کر رہے ہیں ماما سے "ضیام کی زبان پھسلی جبکہ آیت کا سر شرم سے پھر جھک گیا اسے کبھی کبھی اپنے واقعی ٹھرکی اور بے باک بیٹے پر غصہ آتا تھا جیسے کہ اب آرہا تھا اسی لیے آیت زرقاء کو بیبی ویل سے گود میں لیتی بیڈ پر جا بیٹھی تو ضیغم بھی ویل کو سائیڈ لگاتا اپنی ماں کے قریب بیٹھا جبکہ ضیام وہی کھڑا اپنے باپ کو شرارت بھری مشکوک نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"پتا ہونا چاہیے۔۔ اور اگلی دفعہ میرے رومینس میں خلل پیدا کی نا تو نالائیقوں دونوں کو شوٹ کردونگا" ڈیول نے بے باکی سے اپنے بیٹوں کو باری باری دیکھتے ہوئے کہا۔

"ڈیڈ جسٹ چل۔۔ اتنا ہایپر مت ہو آپ کی ہی وائف ہے جب مرضی کرلی جئیے گا رومینس ہم کیا کہ سکتے ہیں آپ کو اور آئیندہ نوک کرکے آئیں گے" ضیام نے کندھے اچکاتے اپنے باپ کی گھوریوں کو اگنور کرتے تابیداری سے کہا جس پر ضیغم نے اور ڈیول دونوں نے ضیام کو پلٹ کر مشکوک نظروں سے دیکھا حیران تو آیت بھی ہوئی ضیام کی اس قدر فرمابرداری پر۔

"بیٹا تو اتنا فرمابردار کب سے ہوگیا" ڈیول نے بیڈ کی دوسری طرف جاتے آیت کے قریب بیٹھتے کہا تو ضیام بھی سر جھٹکتا اپنے باپ کے سامنے بیڈ پر ضیغم کے برابر میں آبیٹھا۔

"فرمابرداری کیسی۔۔ اج میں آپ کو ڈسٹرب نہیں کرونگا تو فیوچر میں آپ مجھے نعمل کے ساتھ ڈسٹرب نہیں کریں گے" ضیام نے کہتے کندھے اچکاتے تو ڈیول کو اپنے بیٹے کی بات سنتے دل چاہا اس کا گلا دبا دے جبکہ ضیغم نے بھی درست سے ضیام کو

گھورا تو آیت نے ضیام کو دیکھتے دانت پیسے۔

"سدھر جا جیسی تیری حرکتیں ہیں نا تیرے سسر نے منع کر دینا ہے تجھے بیٹی دینے سے گدھے" ڈیول نے جبڑے بھینچے کہا تو ضیام نے آنکھیں سکیڑی۔

"میں جان دے دو گا۔۔مر جاؤ گا خون بہا دو گا مگر شادی سسر کی بیٹی سے ہی کرونگا" ضیام نے ایک دم بیڈ پر کھڑے ہوتے کسی عاشق کی طرح نارہ لگایا جس پر سب ہی ضیام کے جوش کو دیکھتے قہقہہ لگا اٹھے تو ضیام بھی ایک ڈمپل کی نمائش کرتا اپنے باپ کی گود میں بیٹھا۔

"ڈیڈ آپ کی بہو بہت پیاری ہے ہائے" ضیام نے تھوڑی کے نیچے دونوں ہاتھ ٹکاتے معصومیت سے نعمل کو یاد کرتے کہا تو آیت کی پھر ہنسی چھوٹی تو ضیغم نے نفی میں سر ہلایا جبکہ ڈیول کو اپنے بیٹے کی شرارت پر جہاں پیار آیا وہی ایک چت رسید کرتا ضیام سے گویا ہوا۔

"اور میرا بیٹا گدھا" ڈیول نے کہا تو ضیام پر تو جیسے اثر ہی نہیں ہوا۔

"تھینک یو ڈیڈ۔۔آئی لو یو ٹو" ضیام نے ایسے کہا جیسے ڈیول نے اس کی تعریف کرتے

محبت کا اظہار کیا ہے اس کی اس حرکت پر سب ہنستے ہوئے زرقاء کی طرف مائل ہوئے جو اپنے بھائی کی شرارتوں کو انجوائے کرتی اپنے ڈمپل کی نمائش کر رہی تھی۔

نوریز اپنی بیٹی کو گود میں جھولاتا اپنی بیوی اور ماں کے پاس آکر لاونج میں بیٹھا جو کہ نوفل کی کہانیاں سننے میں مصروف تھیں جنت بیگم اور نمل مسکراتی اپنے شہزادے کے ساتھ مگن تھی جب کاشان صاحب نے جنت بیگم کو روم میں بلایا تو نوریز بھی فوراً موقع دیکھتے اپنی بیوی کے قریب ہوا نوریز نے نمل کی کمر پر ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کیا جس پر نمل اچانک عافت پر نوریز کو دیکھتی گڑبڑاتی سرخ ہوئی۔

"ڈیڈ آپ میری ماما کو تنگ مت کریں" نوفل نے نمل کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتے کہا تو نوریز جو کہ محوت سے اپنی بیوی کی شرم و حیاء کو دیکھ رہا تھا آنکھیں سکیڑتے اپنے بیٹے کو دیکھنے لگا۔

"میں نے کہا تنگ کیا" نوریز نے پوچھا۔

"ماما ٹماٹر کی طرح ریڈ ہو گئیں ہے اور داہم چاچو کہتے ہیں لڑکیاں تب ریڈ ہوتی ہیں جب لڑکے انھیں چھیڑتے ہیں" نوفل نے اپنے استاد کی سیکھائی بات کو اپنی ماما ڈیڈ پر اپلائے ہوتے دیکھ کر کہا تو نوریز نے خیالات میں داہم کا گلا دبایا رئیل میں تو کر نہیں سکتا تھا بیچارہ پھر سر جھٹک کر اپنے بیٹے کو دیکھتے دانت پیسے۔

"آئیندہ داہم چاچو کے ساتھ نظر آئے نا گھر سے بے دخل کردوں گا کمبخت" نوریز نے نوفل کو گھورتے کہا تو نوفل کی چھوٹی پیشانی پر بل پڑے۔

"خود تو داہم چاچو کے ساتھ عشق لڑاتے ہیں میں نظر بھی نا آؤ ان کے ساتھ میں ابھی سنگل ہو آپ تو میرڈ ہے۔۔" نوفل نے صوفے سے چھلانگ لگاتے دونوں ہاتھ کمر پر ٹکائے کہا تو نوریز کا منہ جہاں حیرت سے کھلا وہی نمل کھلکھلا دی اپنے غنڈے بیٹے کے انداز اور بات پر جبکہ نوریز کے تو اپنے کیریکٹر پر بیٹے کی زبانی اتنا گندا الزام

لگتے دیکھ آنکھیں لال ہوئیں۔۔ ارے ارے رونے سے نہیں غصہ سے آپ لوگ ہمیشہ غلط کیوں سمجھتے ہیں۔۔

"روکو تمہیں تو بتاتا ہوں میں غنڈی اولاد" نوریز نے نعمل کو نمل کی گود میں ڈالتے نمل کی کھلکھلاہٹ پر اسے گھوری سے نوازتے غنڈے یوسفزئی کی طرف دوڑ لگائی جو اپنی شامت آتی دیکھ الٹے پاؤں لیے نانا جان کی ہانک لگاتا احان صاحب کے روم کی طرف بھاگا تو نوریز بھی نوفل کے پیچھے ہوتا اپنے سسر+چاچو کے روم میں اپنی اولاد کی شامت لانے اس کے پیچھے بھاگا جبکہ نمل نوریز کی گھوری پر اپنی ہنسی چھپاتی اپنی بیٹی کے کھکھلانے پر ایک نظر نوریز کو دیکھتی جو شاید اب احان صاحب کے کمرے میں گھس چکا تھا پھر اپنی بیٹی کے ساتھ کھلکھلادی۔

دلکش ماہر کے کندھے پر سر رکھے اپنے روم کی بالکونی میں پیوست بڑے رئیل سٹائل جھولے پر ماہر کے ساتھ بیٹھی چاند کو نہار رہی تھی اور ماہر دلکش کو اپنے ایک ہاتھ کے حصار میں لیے اسے نہارنے میں مصروف تھا۔

"ماہر" دلکش نے مدھم آواز میں ماہر کو پکارا۔

"جی ماہر کی جان" ماہر نے مسکراتے دلکش کی پیشانی پر لب رکھتے جواب دیا۔

"مجھے آپ سے محبت ہوگئیں ہے" دلکش نے سر اٹھائے ماہر کی آنکھوں میں دیکھتے محبت سے کہا ماہر دیکھ سکتا تھا دلکش کی آنکھیں اس کی بات کی گواہی دے رہیں تھیں آج شادی کے اتنے سال بعد دلکش نے محبت کا اعتراف کیا تھا ماہر سے ماہر کے لیے یہ لمحہ تشکّر کا تھا ماہر کی آنکھوں میں اپنے محبت کے اعتراف پر چمک دیکھتے دلکش مسکراتی ہوئی ماہر کے سینے پر سر رکھ گئی۔

"مجھے آپ سے اپنائیت تھی جب ہمارا مقدس رشتہ جڑا دلشاد صحیح کہتا تھا میں مقدس وجود رکھتی ہو تبھی تو میری زندگی میں آنے والا پہلا مرد عظیم تھا اور آخری مرد اعلیٰ ظرف۔۔ آپ نے اتنی محبت دی مجھے کہ میں نے اپنی صحرائے محبت کو بھولا دیا آپ کے مان آپ کی چاہ آپ کی محبت میں دلکش فاطمہ نے زندگی کی وہ خوشیاں دیکھی جو کبھی اسے دیکھنی نصیب نہیں ہوئیں اور اب مجھے آپ سے ہر شخص سے زیادہ خود سے زیادہ محبت ہے دلکش ماہر خلیل آپ سے بے انتہا محبت کرتی ہے میرا اصل اور حقیقی سفر وہاں سے شروع ہوا جب دلشاد اپنی زندگی میں آگے بڑھ گیا اور میں محبت کی تباہی کو سینے میں دفن کیے سانسیں لے رہی تھی۔۔ اور پھر تم آئے میری زندگی میں میرا سفر تم سے آپ تک تھا جس نے مجھے تباہی سے اپنائیت کی طرف مائل کیا اور آج اسی اپنائیت نے مجھے آپ سے محبت کروا دی۔۔ آئی لو یو دلکش ماہر خلیل اپنی آخری سانس بھی آپ کی باہوں میں لینا چاہے گی۔۔" دلکش نے ماہر کی دھڑکنوں کو سنتے اپنے دل کا حال بیان کیا جسے سنتے جہاں ماہر اپنے دل میں سکون اترتا محسوس کر رہا تھا تو اپنی محبت سے محبت کا اعتراف سنتے مبہم سی

مسکراہٹ اس کے لبوں کو چھو گئی مگر دلکش آخری بات پر ماہر کے چہرے کے تاثرات خطرناک حد تک سخت ہوئے ماہر نے دلکش کو سیدھا بیٹھاتے اس کا رخ اپنے سامنے کیا۔

"تم اس سے اچھا مجھ سے محبت کا اعتراف ہی نا کرتی جس میں تمہیں مرنے والی بات کرنی پڑے میرا بس چلے تمہیں اس بات کے لیے اتنی بری سزا دوں کے تم ہمیشہ یاد رکھو۔۔" ماہر نے غصے سے سرخ ہوتی آنکھوں اور سخت تاثرات لیے کہا تو دلکش کو اپنے ہمیشہ خوش مزاج خوش اخلاق شوہر سے یک دم خوف محسوس ہوا۔

"ماہر۔۔مجھے معاف کر دے میرا مطلب" دلکش ماہر کے غصے سے یک دم پریشان ہوتی نم آنکھوں سے بولی دلکش کی نما آنکھیں دیکھتے ماہر کو خود پر غصہ آیا ماہر کے مزاج اپنے آپ نرم ہوا۔

"ماہر کی جان ۔۔ میں تمہارے بغیر ایک لمحہ تصور نہیں کر سکتا میری زندگی بے کار ہے تمہارے بنا تم ہو تو یہ ماہر راشد خلیل ہے ورنہ میں ایک نہایت بے رحم اور سفاک شخص ہو ۔۔دوبارہ مرنے کی بات مت کرنا میں اپنی سانسوں سے بڑھ کر تمہیں چاہتا ہو" ماہر نے دلکش کے آنسو صاف کرتے اسے خود سے لگایا۔

"اووہ ۔۔۔ ایم سوری ماما بابا مجھے نہیں پتا تھا آپ لوگ رومینس کر رہے ہیں" ماہ دِیر جو روم میں داخل ہوا تھا اپنے ماں باپ کو ڈھونڈتا ہوا بالکونی میں آیا تھا اپنے ماں باپ کو قریب دیکھتا اپنا رخ دوسری طرف موڑتا شرارت سے گویا ہوا ماہ دِیر کے اچانک آنے پر جہاں دلکش ماہر سے دور ہوئی وہی ماہر نے اپنے بیٹے کی شرارت سمجھتے اسے پشت سے گھورا اور دلکش کو دوبارہ اپنے قریب کیا۔

" اب پتا چل گیا نا جا بھی سکتے ہو تم ماہ دِیر" ماہر نے لاپرواہی سے کہا تو ماہ دِیر شرارت بھولائے اپنے ماں باپ کو دیکھنے لگا جو اسی پوزیشن میں دوبارہ تھے۔

"بابا اب کیا فائدہ آپ لوگ اپنا رومینس جاری رکھے میں تو بس آپ لوگوں کے ساتھ بیٹھنا چاہتا تھا" ماہ دِیر نے جھولے کے پاس رکھے کمفرٹیبل صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا تو ماہر جہاں مسکرایا وہی شرم سے لال ہوتی دلکش نے باپ بیٹے کو دیکھا۔

"کوئی خاص وجہ ؟؟" ماہر نے اپنے بیٹے کی کرسٹل گرے آنکھوں میں دیکھتے پوچھا۔

"میں سیکھنا چاہتا ہو کہ آپ ماما کو کیسے ٹریٹ کرتے ہیں تاکہ میں بھی بڑا ہو جب تو پری کو ویسے ہی ٹریٹ کرو" ماہ دیر نے سچ بتایا۔

"آپ کو ضرورت نہیں ماہ دیر کیونکہ میرا بیٹا تو پہلے ہی اپنی پری کو اچھے سے ٹریٹ کرتا ہے" دلکش نے اپنے بیٹے کو دیکھتے محبت سے کہا جس پر ماہ دیر مسکرایا دلکش اور ماہر نے اپنی باہیں پھیلائے ماہ دیر کو اپنے پاس آنے کا کہا جس پر ماہ دیر مسکراتا ہوا

اپنے ماما بابا کے پاس پہنچتا ان کے حصار میں آیا ماہر اور دلکش اپنے بیٹے کے ساتھ بے تحاشہ خوش تھے۔

"ڈیڈ آپ میری ماما سے دور رہیں" حمامہ اپنے باپ کے پاس آتی غصیلے لہجے میں بولی ہشام نے گردن موڑے اپنی پرتوکالہ کو دیکھا جو اسے اب بھی مہک کے قریب نہیں آنے دیتی تھی۔

"کیا مسئلہ ہے تمہیں چپ چاپ سائیڈ میں رہو خبردار جو میرے اور میری بیوی کے درمیان اپنی مرغی کی سی ڈانگ اڑائی تو" ہشام نے بھی حمامہ کو تنبیہ کرتے دور رہنے کا کہا ہشام مہک کے سر میں مالش کر رہا تھا وجہ یہ تھی کہ مہک کے سر میں حمامہ کی چلتی فرانٹے بھرتی زبان سے درد جو شروع ہو گیا تھا۔

"یہ میری ماما ہیں" حمامہ کو اپنے باپ سے زیادہ ماں سے محبت تھی اور وجہ شاید یہ تھی کہ ہشام حمامہ کو مہک سے دور رکھتے خود کے قریب رکھتا تھا ہشام کو پسند نہیں تھا اس کی بیٹی اس سے زیادہ اس کی بیوی کے قریب ہو اور اب حمامہ اپنے باپ سے سارے بدلے لے رہی تھی ہشام اور حمامہ کی مہک کے لیے کبھی نہیں بنتی تھی جبکہ کچھ دنوں کا حمیم اپنے ماں اور باپ کو ڈسٹرب کرنا ضروری نہیں سمجھتا تھا۔

"ان کو تمہاری ماما بنانے والا بھی میں ہو" ہشام نے بگڑے تیور لیے جتایا جبکہ مہک نے ان دونوں کو پھر جنگ کے لیے تیار دیکھتے اپنا سر تھاما۔

"بس بہت ہو گیا یا تو آپ دونوں چپ ہو جائیں یا پھر میں اور حمیم یہاں سے چلے جاتے ہیں سر درد سے پھٹ رہا ہے اور آپ دونوں کو میری کوئی پرواہ نہیں" مہک نے غصے سے دونوں باپ بیٹی کو جھڑکا جو مہک کی حالت دیکھتے لب کاٹتے رہ گئے پھر صلح

جو انداز اپناتے ہوئے ہشام مہک کے سر پر مالش اور سر دبانے لگا تو مہک اپنے بھائی کے پاس جاتی جو بیڈ پر بڑے مزے سے لیٹا خود کھیل رہا تھا اس سے باتیں کرنے لگی وہ لوگ اپنی زندگیوں میں نوک جھوک کے ساتھ ہمیشہ خوش رہ سکتے تھے جیسے اب رہ رہے تھے۔

"عائشہ بس کردو کتنے گول گپے کھاؤ گی" جیک عائشہ کو دیکھتا بولا جو بڑے مزے سے دوسری گول گپوں کی پلیٹ کا صفایا کرنے میں مصروف تھی۔

"ارسلان آپ بھی کھائے نا کتنے مزے کے ہیں پلیز" عائشہ گول گپے انجوائے کرتی مزے سے بولی۔

"مجھے معاف کرو تم" جیک نے دونوں ہاتھ جوڑتے کہا جیک کے انداز پر عائشہ کھلکھلا دی وہ دونوں آج کافی دنوں بعد عائشہ کو ڈاکٹر کی پرمیشن ملتے ہی گول گپے کھانے آئے تھے عائشہ کا ٹریٹمنٹ چل رہا تھا اور وہ دونوں ایک امید کے سہارے اپنی چھوٹی سی دنیا میں پیلس کے مکینوں اور عزیز دل رشتوں کے ساتھ خوشیوں اور امید کو اپنی جھولی میں بھرے ہوئے تھے کہ ایک دن اللہ ان کی زندگی میں بھی کسی فرشتے کو ان کی دنیا مکمل اور بے حد حسین بنانے کے لیے بھیجے گا۔

خانزادہ خاندان کی خوشیاں اتنی وسیع تھیں کہ خانزادہ خاندان ماضی کے ہر غم کو بھولائے ان خوشیوں کو سمیٹنے میں مگن تھا اور یہی خوشیاں یوسفزئی خاندان اور مافیا خاندان کے حصار میں بھی تھیں وہ لوگ اپنی زندگی میں بے تحاشہ سرشاری میں مصروف تھے اور یہی وقت تھا ان کے لیے ان پلوں کو جینے کا ہر لمحہ پرسکون اور

محبت بھرا بنانے کا سب لوگ ہی اولاد کی نعمت سے نوازے گئے تھے تو ڈاکٹرز نے عائشہ اور جیک کو امید کی ایک کرن دیکھائی تھی عائشہ کے کچھ پرسنٹ ماں بننے کے چانسس میں اضافہ ہو رہا تھا اور یہ امید ان دونوں کے لیے کافی تھی عائشہ کا مکمل علاج کروایا جا رہا تھا اور ہر کوئی ان کے ہاں سے خوشخبری کی نوید سننے کے لیے بے قراری سے منتظر تھا لیکن اس خوشخبری کو سننے کے لیے سب کو انتظار کرنا تھا بہت طویل انتظار۔

پانچ سال بعد:-

"تم سے کیا کسی کے باپ سے بھی نہیں ڈرتی یہ خانزادی" یہ منظر تھا ضیغم اور دیانہ کے اسکول پلے گراونڈ کا جہاں وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے ضیغم سکون سے ہاتھ سینے پر فولڈ کیے تو دیانہ دونوں ہاتھ کمر پر ٹکائے غصے سے سرخ ہوتی ناک کے ساتھ اپنی کالی آنکھوں سے ضیغم زین کمال کو گھورتی ہوئی مافیا خاندان ، یوسفزئی اور خانزادہ خاندان کے سارے بچے ایک ہی اسکول میں پڑھتے تھے۔

"کیونکہ میرے ہوتے تمہیں کسی سے ڈرنے کی ضرورت بھی نہیں ۔۔۔اور اگر تم مجھے ڈرتی کبھی نظر آئیں تو دوبارہ ڈرنے کے لیے زندہ نہیں چھوڑو گا کیونکہ تم پر صرف مجھ سے ڈرنا فرض ہے اور ڈرو مجھ سے ۔۔۔" ضیغم نے دیانہ کی بات تحمل سے سنتے اپنی بات کہی دیانہ کی ناک مزید سرخ ہوئی۔

"کیوں ڈرو؟؟ جن ہو تم" دیانہ دوبدوک بولی۔

"تمہارے لیے جن نہیں جلاد ہو" ضیغم بھی دو بدوک بولا۔

"ویسے شکل سے بھی میرا یہی خیال ہے تمہارے بارے میں" دیانہ تپا دینے والی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

"تم میرے غصّے کو مت بڑھاؤ میں تمہیں جان سے ماردوں گا" دیانہ کی مسکراہٹ ضیغم کے آگ جیسے غصے میں پیٹرول کا کام کر گئی دیانہ دلشاد خانزادہ ایسی ہی تھی ضیغم زین کمال کو تپانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نا جانے دینے والی اب بھی دیانہ میڈم نے اپنی کلاس کے ایک چشمش شریف سے بچہ کی مدد کرتے اپنا لنچ باکس اسے دیا تھا جو دیانہ پر بازکی سی نظر رکھے ضیغم سے نہیں چھپا رہا حالانکہ ضیغم دیانہ سے نیکسٹ لیول پر تھا اور اس کی اپنی کلاس تھی پھر بھی پتا نہیں ضیغم کو دیانہ کی ہر حرکت پر نظر کیسے ہوتی تھی دیانہ تو بس یہ بات سوچتی رہتی تھی اور اسی لیے ضیغم سے تنگ تھی حالانکہ دیانہ کو مافیا خاندان سے بہت محبت تھی لیکن جس کی وجہ سے ہونی چاہیے تھی اس سے سخت نفرت تھی "دی کونگ" افقف سر پھرے خانزادے باپ کی سر پھری خانزادی بیٹی۔

"مجھے میرے ماں باپ نے اس دن کے لیے تو پیدا کیا تھا کہ کونگ مجھے مار ڈالے گا"

دیانہ نے طنز مارتے ضیغم کو جتایا جس کا ضیغم پر الٹا اثر ہوا ضیغم مسکرانے لگا۔

"تمہیں تمہارے ماں باپ نے میرے لیے ہی پیدا کیا ہے کوئین ٹوبی" ضیغم مسکراتا سینے پر دونوں ہاتھ باندھ گیا ضیغم جتنا سب کے سامنے شریف اور سنجیدہ بچہ تھا دیانہ کے سامنے اتنا ہی بدمعاش اور چھچھورا کم سے کم دیانہ کو تو یہی محسوس ہوتا تھا۔

"کوئین تو بنتی ہے میری جوتی نک چڑے کونگ ۔۔ہنہ" دیانہ ضیغم کی مسکراہٹ اور اس کے پاس اٹھتے ضیغم کے قدم دیکھتی منہ بسور کر کہتی وہاں سے بھاگی جسے بھاگتا دیکھ ضیغم سر نفی میں ہلائے مسکراتا بینچ کی سمت قدم بڑھا گیا جہاں اس کی کوئین ٹوبی کا لنچ باکس اسکا انتظار کر رہا تھا ضیغم نے اس چشماٹو بچے سے اپنی کوئین ٹوبی کا لنچ باکس لیتے اسے اپنا لنچ باکس تھما دیا تھا جس پر اس بچے نے کوئی احتجاج نہیں کیا ضیغم زین کمال کی پرسنیلٹی کسی کو بھی اس سے بدتمیزی کی اجازت نہیں دیتی تھی چاہے وہ عمر میں ضیغم سے بڑے ہو یا چھوٹے اور پڑھائی میں تو ضیغم ٹوپر تھا تو ٹیچرز کی ہمیشہ فیورٹ لیسٹ میں ٹوپ پر رہتا تھا مافیا خاندان کا شریف پڑھاکو بچہ۔

"تم سمجھتے کیا ہو خود کو بندر "یہ ہماری زرقاء میڈیم تھی جو ہینڈل پر ہاتھ ٹکائے خانزادے کو گھور رہیں تھیں جو اسے اپنے ساتھ زبردستی سائیکل پر بیٹھائے ہوئے تھا دآیان سائیکلنگ کر رہا تھا تو اپنے آگے چھوٹی سیٹ پر اس نے زرقاء کو بیٹھائے ہوئے تھا۔

"ہینڈسم دآیان دلشاد خانزادہ ۔۔ نیلی بندریا "دآیان نے مسکراتے زرقاء کی نیلی آنکھوں میں کالی آنکھیں ڈالتے کہا دآیان زرقاء کو سائیکل پر اپنے ساتھ سوار اس لیے کر گیا تھا کہ وہ کل ضیام سے سائیکلنگ کا کہہ رہی تھی جس نے فوراً انکار کیا کیونکہ وہ اپنی بہن کو اپنے باپ کی مرضی کے بنا سائیکلنگ نہیں کروا سکتا تھا لیکن دآیان زرقاء لی آنکھوں میں حسرت دیکھتا رہ نہیں پایا اور ڈیول سسر کو منانا دآیان کی ایک مسکراہٹ کا کھیل تھا۔

"ہینڈسم نہیں ہینڈ پمپ جیسی شکل ہے تمہاری "زرقاء نے جل کر کہا وہ دآیان کی آفر پر انکار کر گئی تھی کیونکہ دآیان اور زرقاء کی بہت کم بنتی تھی اور زرقاء کو ڈر تھا دآیان اس کی کسی شرارت کا بدلہ لیتے اسے گرا دے گا جس پر دآیان نے زرقاء کی ایک نا

سنتے اسے اپنے ساتھ سوار کر ہی لیا۔

"یقین مانو تمہارے معاملہ میں میں بھی کچھ زیادہ بہتر خیالات نہیں رکھتا بندریا" دآیان نے آگ لگا دینے والی مسکراہٹ لیے زرقاء کو تپایا۔

"خانزادے میں تمہارا خون پی جاؤں گی" زرقاء نے یک دم دآیان کی شرٹ کو مٹھیوں میں سینے سے بھیجا دآیان کا بیلنس بگڑا اور زرقاء کی چیخ گونجی جس کو سنتے ضیغم فورا وہاں پہنچا تو دآیان نے بہت مشکلوں سے بیلس کرتے زرقاء اور سائیکل دونوں کو سنبھالا زرقاء منہ دآیان کے سینے میں چھپائے گھبرا گئی تھی دآیان نے سائیکل روکتے زرقاء لی پیٹھ تھپتھپائی۔

"زرقاء سب ٹھیک ہے گھبراؤ مت" دآیان نے زرقاء کی گھبراہٹ محسوس کرتے اسے حوصلہ دیا جس نے نیلی آنکھوں سے دآیان کی کالی آنکھوں میں لبالب آنسو بھرے دیکھا۔

"اف نیلی بندریا نہیں رویا کرو مجھے تمہاری خوبصورت آنکھوں میں یہ آنسو نہیں پسند" دآیان نے بے بسی سے کہا اور زرقاء کے آنسو صاف کیے ضیغم اپنی بہن کو روتے

دیکھ فورا دآیان سے زرقاء کو الگ کرتا سائیکل سے اتارتا اپنے سینے سے لگا گیا۔

"پرنسس ٹھیک ہو تم" ضیغم نے فکر مندی سے پوچھا جس پر زرقاء نے سر اثبات میں ہلایا ضیغم کو کچھ تسلی ہوئی ضیغم نے اپنا رخ دآیان کی سمت کیا جو آنکھیں گھومائے بے زار بہن بھائی کا امیوشنل سین دیکھ رہا تھا۔

"تم اپنی حرکتوں سے باز آجاؤ خانزادے ورنہ اپنے پیروں پر کھڑے نہیں رہ پاؤ گے" ضیغم نے دآیان کو خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"اووہ میں تو ڈر گیا کونگ دیکھوں میں تھر تھرا رہا ہو" دآیان نے ضیغم کی بات کا مزاق اڑایا۔

"میری بہن کے معاملہ میں ڈرو مجھ سے بہتر رہے گا تمہارے لیے" کونگ نے خانزادے کو گھورتے کہا۔

"میرا موڈ نہیں ہے ڈرنے کا فلحال تم کسی اور کو ڈروا" کیا شان بے نیازی تھی خانزادے کی۔

"ابھی ڈرا کر ہی آرہا ہو۔۔ اور پتا ہے کیسے ؟؟۔۔ چلو میں بتاتا ہوں تمہاری بہن کو

"ضیغم نے تپا دینے والی مسکراہٹ لیے کہا تو دآیان اپنی بہن کا نام سنتے ضبط سے مٹھیاں بھینچ گیا۔

"کونگ۔۔"دآیان چیخا۔

"شٹ اپ سالے۔۔دوبارہ میری بہن کو نہیں ڈرانا ورنہ تمہارا پتا نہیں تمہاری بہن ضرور ڈرے گی مجھ سے" ضیغم کہتا اپنی بہن کو لیے وہاں سے پلٹ گیا جبکہ دآیان غصے سے ضیغم کی پشت کو گھورتا رہا۔

"بگ بھائی بندر نے مجھے نہیں ڈریا۔۔آپ نے دیانہ کو ڈرایا ؟؟"زرقاء نے سچ بتایا جو کہ ضیغم جانتا تھا مگر ماننے کہا والا تھا خیر زرقاء کو اپنی دوست کا سنتے برا لگا ضیغم نے گردن موڑے اپنی پرنسس کو دیکھا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے پرنسس" ضیغم نے الٹا زرقاء سے سوال کیا۔

"بھائی آپ سختی سے بات کرتے ہیں دیانہ سے وہ اسی لیے ڈر جاتی ہے۔۔آپ پیار سے بات کیا کرے اس سے پلیز"زرقاء نے ضیغم کی طرف رخ کرتے نا اپنے بھائی کی برائی کی نا اپنی دوست کی سائیڈ لی ضیغم اپنی بہن کی اپنے اور دیانہ کے لیے محبت

محسوس کرتا مسکرایا۔

"پرنسس چلو لنچ کرتے ہیں" ضیغم نے زرقاء کو جواب دینے کے بجائے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے اپنے ساتھ لنچ کرنے لے گیا۔

"گرین ڈول میری بات تو سنو" یہ ضیام میاں تھے جو نعمل کو منانے کی کوشش کر رہے تھے جو منہ پھولائے پلے گراونڈ کی سیڑھیوں پر بیٹھی تھی۔

"مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی" نعمل نے غصے سے پھر رخ پھیرا۔

"یار میری بات تو سنو پلیز" ضیام نے منت کی۔

"کیوں سنو اور اب جو بھی کہنا ہو زین انکل سے کہنا کیونکہ تمہاری یہ حرکتیں میں زین انکل کو بتاؤ گی" نعمل نے اپنا ارادہ بتایا تو ضیام کی آنکھوں میں پیلس سے بے دخل ہونے کا منظر ایڈوانس میں گھوما جس میں ڈیول ضیام کو خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے دھکے دے کر پیلس سے نکال رہا تھا ضیام نے سوچتے سر جھٹکا۔

"یار میں نے بس لنچ ہی کیا تھا وہ میری کلاس فیلو ہے گرین ڈول سمجھو بات کو اتنی

بڑی تو بات نہیں یہ" ضیام نے معصومیت سے نعمل کو دیکھتے کہا۔

"اور اگر میں اپنے کسی کلاس فیلو بوائے ۔۔" نعمل نے ضیام کو گھورتے کہنا چاہا

ضیام ضیغم اور دآیان کی طرح نہیں تھا وہ نعمل کے ساتھ ہمیشہ دوستی برقرار رکھنے کی کوشش کرتا تھا اس سے نعمل کا غصہ اور بے رخی برداشت نہیں ہوتی تھی اسی لیے تو ہمارے ضیام میاں ٹھرک پن نعمل سے چھپ کر انجام دیتے تھے جس کی خبر اگر نعمل کو لگ جائے تو نعمل ضیام کا جینا حرام کر دیتی تھی لیکن وہ نعمل کے لیے پوزیسو اتنا ہی تھا جتنا ضیغم اور دآیان ، دیانہ اور زرقاء کے لیے تھے اور ماہ دِیر کا تو مقابلہ ان تینوں میں سے کوئی کر ہی نہیں سکتا تھا کیونکہ ماہ دِیر داہلیہ کو ہر طرح پروٹیکٹ کرتا تھا اس سے کبھی سخت لہجے میں بات تو کیا اسے دیکھتا تک نہیں تھا اور پوزیسو اتنا تھا کہ داہلیہ کی نظروں میں اپنے علاوہ اس کے بھائی اور بہن کا عکس بھی نہیں آنے دیتا تھا۔

"میں اگر تم سے محبت سے بات کر رہا ہو تو تم مجھے غصہ نہیں دلاؤ اور تمہیں پتا ہے میرا غصہ تمہیں مہنگا پڑے گا" ضیام نے نعمل کے ہاتھ کو دباؤ دیتے کہا ضیام کی

آنکھیں لال ہو چکی تھیں ضیام نعمل کے ساتھ نوفل کو بھی برداشت بہت مشکل سے یہ سوچتے ہوئے کرتا تھا کہ نوفل بھی تو اس کی بہن حمامہ کو اس کے ساتھ برداشت کرتا تھا نا۔

"ضیام۔۔مجھے درد۔۔درد ہو رہا ہے" نعمل کے آنسو گالوں پر بہنے لگے ضیام نے نعمل کے آنسو دیکھتے ہاتھ چھوڑا۔

"آئی ایم سوری میں آئیندہ اس لڑکی سے بات بھی نہیں کروں گا جس کی وجہ سے میری گرین ڈول کی آنکھوں میں آنسو آئے "ضیام نے نعمل کے آنسو صاف کرتے کہا مگر نعمل کہا ایسے ماننے والی تھی جس پر ضیام نے نعمل کے سامنے آتے اٹھک بیٹھک اسٹارٹ کی جو ختم بیس پر ہوئی وہ بھی اس لیے کیونکہ نعمل کو ضیام کی حالت دیکھتے ہنسی آرہی تھی جس کا تماشہ اس کی کلاس اور اسکول کی ساری لڑکیاں دیکھ رہیں تھی اور اب نعمل کو اپنی کلاس بھی اٹینٹ بھی کرنی تھی تو بس فراغ دلی دیکھاتے نعمل نے ضیام کو معاف کیا کیونکہ ضیام میاں چاہے اسکول بند ہو جاتا وہاں سے نعمل کی معافی لیے بنا نہیں ہٹتے جس کے ڈھیٹ پنے سے نا صرف ٹیچرز پریشان تھیں بلکہ

پیلس والے بھی پریشان تھے نعمل کے پلٹنے پر ضیام بھی لڑکیوں کی طرف آنکھ ونگ کرتا نعمل کی سمت بھاگا ان دونوں کی کلاسس ایک ہی فلور پر جو تھیں چور چوری سے جائے مگر ضیام زین کمال اپنے ٹھرک پن سے نا جائے۔

"پری کھاؤ" یہ ماہ دیر تھا جو داہلیہ کو اپنے ساتھ بیٹھائے لنچ کروا رہا تھا اور وہ اپنی سنھیری آنکھوں میں معصومیت سجائے احتجاج کر رہی تھی کہ اسے نہیں کھانا جسے ماہ دِیر نے سرعت سے اگنور کیا تھا۔

"آپ بس کرے پلیز مجھے نہیں کھانا دیر" داہلیہ نے بے زاری سے کہا تو ماہ دِیر نے کرسٹل گرے آنکھوں سے اسے گھورا اور ماہ دیر کی بس ایک گھوری ہی کافی تھی داہلیہ کے لیے۔

"پری یہ لو تمہارا باکس" یہ ماہ دِیر کا کلاس فیلو تھا جس نے داہلیہ سے مدد لیتے اس کا باکس لیا تھا شاید ماہ دِیر کو تپانے کے لیے ماہ دیر داہلیہ سے ایک سٹینڈرڈ آگے تھا اور ہماری بلا کی معصوم داہلیہ کسی کو مدد چاہیے ہو اور داہلیہ داہم خانزادہ اس کی مدد نا کرے ایسا کیسے ہو سکتا تھا بھلا داہلیہ کو پری بلانا ماہ دِیر کے تن بدن میں آگ لگا گیا لنچ وہ

دونوں آل موسٹ کر ہی چکے تھے داہلیہ نے مسکراتے سر اثبات میں ہلایا۔

"اپنی کلاس میں جاؤ داہلیہ" ماہ دیر نے غصے سے بھولی سانسوں کے درمیان بولا داہلیہ نے گردن موڑے ماہ دیر کو دیکھا جس کی آنکھیں خطرناک حد تک سرخ ہو چکی تھیں اور چہرہ بھی داہلیہ نے ماہ دِیر کے سخت لہجے کو بھی محسوس کیا تھا ماہ دیر نے اس لڑکے سے نظریں ہٹائے داہلیہ کو دیکھا داہلیہ کو ماہ دیر کے غصے سے ہمیشہ ہی خوف آتا تھا مگر پھر بھی وہ انجانے میں اس کے غصے کی وجہ بن جاتی تھی وہ بلکل زریش بیگم پر گئی تھی داہم اور دلشاد ہمیشہ کہتے تھے داہلیہ کا مزاج زریش بیگم جیسا تھا وہ معصوم شفاف دل کی مالک تھی اور ہر کسی کی باتوں میں آسانی سے آجاتی تھی ۔۔ماہ دیر داہلیہ کو اس کے نام سے تب پکارتا تھا جب وہ داہلیہ سے ناراض ہو جیسے کہ اب داہلیہ کی آنکھیں نم ہوئیں جبکہ ماہ دیر نے کوئی اثر لیے بنا ہی داہلیہ کی طرف سے رخ موڑتے اس لڑکے کو دیکھا اور اس کے ہاتھ سے داہلیہ کا پرنس باکس جھپٹا۔

"تم نے سنا نہیں جاؤ یہاں سے" ماہ دِیر ایک دفعہ پھر گرجا داہلیہ سر جھکائے وہاں سے چلی گئی جبکہ وہ لڑکا مسکراتا ماہ دیر کو ہی دیکھ رہا تھا۔

"تم نے پری کو رلا دیا۔۔چہ چہ اچھا نہیں کیا ماہ دیر" اس لڑکے نے آگ لگا دینے والی مسکراہٹ لیے کہا ماہ دیر اور اس لڑکے کی ایک نہیں بنتی تھی وجہ اس لڑکے لی شیطانیاں تھیں اور ماہ دیر کا ٹیچرز کو اس کی کمپلن کرنا ماہ دیر نے کچھ نہیں کہا بس مسکرایا اور ماہ دیر کی مسکراہٹ اس لڑکے کے لیے خطرے کا الارم تھی جسے اس لڑکے نے جان بوجھ کر اگنور کیا ماہ دیر اس باکس کو گھورتا رہا پھر ماہ دیر اٹھا اور وہ باکس ڈسٹ بن میں ڈال آیا۔

"میری پری کی کسی چیز کو اگر کوئی کچرا چھوئے گا تو وہ چیز سیدھا کچرے میں ہی جائے لی" ماہ دیر نے اس لڑکے کے سامنے آتے دونوں ہاتھ پینٹ کی پوکٹس میں اڑساتے ہوئے کہا تو وہ لڑکا اپنے لیے کچرا لفظ سنتا ماہ دیر پر جھپٹنے لگا جسے ماہ دیر نے ناکام بناتے اسے دھکا دیا اور اس کے منہ پر ایک موقع دے مارا جس سے وہ لڑکا زمین بوس ہوا وہ ایریا لگ بھگ خالی تھا مگر کیمرے میں سب ریکارڈ ہو رہا تھا اسی لیے ماہ دیر نے پہلے اسے حملہ کرنے کے لیے اکسایا وہ نہیں چاہتا تھا اس کی کمپلین پیلس تک پہنچے وہ لڑکا اٹھا اور پھر ماہ دیر کی طرف لپکا ٹیبل سے بوتل اٹھاتے اس لڑکے نے غصے کے عالم میں ماہ دیر کے سر پر مارنی چاہی ماہ دیر نے جھکتے نا صرف اس کا وار

ناکام کیا بلکہ ٹیبل سے سپون اٹھاتے اس لڑکے کے منہ کے اندر چاک کیا یہ دیکھنے میں ایسا تھا جیسے ماہ دِیر نے اپنا بچاؤ کیا ہو لیکن یہ عمل ماہ دِیر نے اپنا بدلہ لیتے چلاکی سے سر انجام دیا تھا اس لڑکے کے منہ سے خون کی کچھ چھینٹے باہر نکلی سپون صرف اس کے حلق میں لگا تھا جس سے وہ شاید کچھ دن بولنے کے قابل نا رہتا البتہ اگر ماہ دِیر سپون کی جگہ سپون کے ساتھ رکھے فوک سے وار کرتا تو لڑکا سانس لینے کے قابل بھی نا رہتا۔

"میری پری کا نام دوبارہ منہ سے لیا تو ابھی صرف بولنے کے لائق نہیں چھوڑا تمہیں دوبارہ سانس لینے کے لائق نہیں چھوڑو گا۔۔ سپون میری چوائس تھی لیکن میری چوائس ٹولز کو لے کر ہمیشہ بدلتی رہتی ہیں۔۔ نیکسٹ ٹائم مے بی فوک ہو میرے ہاتھ میں۔۔۔ سو بی کئیر فل" وہ لڑکا وار کھا کر پھر زمین پر ٹکا جس کو بظاہر ہڑبڑاتے ہوئے ماہ دِیر نے سنبھالا اور اپنا رومال نکالتے اس کے منہ سے خون کی چھینٹے صاف لی وہ لڑکا ہراسا کرسٹل گرے آنکھوں میں دیکھ رہا تھا اور ماہ دِیر سرگوشانہ انداز میں ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کر رہا تھا وہ لڑکا دیکھ سکتا تھا ماہ دِیر کے چہرے پر وہ ہی مسکراہٹ تھی جو باکس پھینکنے سے پہلے تھی اس لڑکے نے ماہ دِیر سے اب کبھی نا

الجھنے کی وہ مافیا خاندان کا بیٹا تھا جو سات سال کی عمر میں بھی جرم کرتے اسے کسی بھی نام ونشان کے بغیر چھپانے کا ہنر رکھتا تھا وہ مافیا کونگ کا کرسٹل ڈینجر تھا۔ماہ دیر نے اس لڑکے کی آنکھوں میں خوف دیکھتے نظروں کا رخ دوسری سائیڈ کیا جہاں سیکیورٹی ٹیم اور اسٹاف انکی سمت قدم بڑھا رہے تھے وہ یقیناً کیمرے میں ساری کاروائی دیکھتے وہاں پہنچے تھے ماہ دیر خاموشی سے بلکل سپاٹ چہرہ لیے پیچھے ہوا تو سیکیورٹی اور اسٹاف نے اس لڑکے کو گھورتے اس کے زخم کا معائینہ کرتے میڈیکل روم کا رخ کیا تو ایک ٹیچر نے ماہ دیر کا شانہ تھپتھپاتے اسے اپنی کلاس میں جانے کا کہا جس پر ماہ دیر سر اثبات میں ہلاتا فرما برداری سے اپنی کلاس کا رخ کر گیا۔

"چڑیل "یہ ہماری حمامہ تھی جو کہ کینڈین میں بیٹھی چاکلیٹ کھائے جا رہی تھی اور اس کا بیسٹ فرینڈ اس سے اپنی چاکلیٹ چھڑوانے کی کوشش میں ناکام ہو رہا تھا جبکہ وہاں داخل ہوتے نوفل نے یہ لفظ حمامہ کے لیے سنتے اس کے بیسٹ فرینڈ صائم کی پشت کو گھور کر دیکھا وہ پڑھا کو ڈیسنٹ بچہ تھا جس سے حمامہ نے دوستی

کلاس میں صائم کے کسی بھی دوست کے نا ہونے کی وجہ سے کی تھی صائم کو اسکول جوائن کیے چھ ماہ ہوئے تھے وہ ابھی ابھی اسلام آباد شفٹ ہوئے تھے اس وجہ سے جبکہ حمامہ اور نوفل ایک ہی کلاس میں پڑھتے تھے حمامہ کی صائم کے ساتھ دوستی نوفل کو اچھی نہیں لگی تھی اور اس وجہ سے ہی نوفل اب حمامہ سے دور رہتا تھا نا اسکول میں اور نا ہی جنت ولا اور پیلس میں حمامہ کو مخاطب کرتا تھا حمامہ نے نوفل کی صائم سے ناپسندیدگی نوٹ کی تھی۔

"چڑیل میری چاکلیٹ واپس کرو ورنہ اچھا نہیں ہوگا" صائم نے حمامہ کے ایک ہاتھ کو کھینچتے کہا جس سے حمامہ جو کہ ٹیبل پر بیٹھی تھی اچانک صائم کی حرکت پر لڑکھڑاتی منہ کے بل فرش پر گرتی جسے نوفل نے باہیں پھیلائے چھوٹے بچے کو جیسے گود میں لیتے ہوئے تھاما نوفل کے ماتھے پر بل تھے صائم بھی حمامہ کے گرنے پر گھبراتا منہ پر دونوں ہاتھ رکھ گیا نوفل نے حمامہ کو سائیڈ کرتے صائم کو ایک پنچ دے مارا جبکہ حمامہ ابھی سنبھلتی کہ نوفل کی حرکت پر منہ کھولے رہ گئی نوفل غصے سے پاگل ہوتا دوبارہ صائم کی سمت جھپٹا جس کے آگے فورا حمامہ آئی نوفل کا ہاتھ ہوا میں ہی معلق

رہ گیا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے دوست پر ہاتھ اٹھانے کی" حمامہ نے غصے سے سرخ ہوتی ناک لیے پوچھا۔

"اس کی ہمت کیسے ہوئی تمہیں گرانے کی ہٹو سامنے ورنہ تمہارا ابھی منہ توڑ دوں گا" نوفل نے غصے سے چیختے ہوئے کہا حمامہ کو پہلی دفعہ نوفل سے خوف آیا دآیان نے وہاں پہنچتے نوفل کو دیکھا جبکہ صائم سرخ ناک سے منہ پر دونوں ہاتھ رکھے روئے جا رہا تھا۔

"یہ اسکول ہے تم لوگوں کا جو بھی مسئلہ ہے گھر جا کر سوٹ کرنا ابھی یہاں کوئی تماشہ نہیں بناؤ ورنہ خبر گھر تک پہنچی تو تم دونوں کے لیے ہی اچھا نہیں ہو گا" دآیان نے سارا معاملہ سمجھتے ہوئے کہا اور نوفل کو کھینچتا وہاں سے باہر لے گیا جو اب بھی خونخوار نظروں سے صائم اور حمامہ کو گھور رہا تھا دآیان نے نوفل کو گارڈن ایریا میں لاتے اسے چھوڑا اور پانی کی بوتل اسے تھمائی نوفل کی سبز آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں اور غصہ کسی صورت کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا دآیان نے اپنے دوست کو

سٹل دیکھتے نفی میں سر ہلایا اور پانی کی بوتل لیتے ڈھکن کھولا اور اس کے لبوں سے لگائی پانی پینے کے بعد نوفل کا غصّہ جیسے کچھ حد تک کم ہوا۔

"یار اس نے جان بوجھ کر نہیں کیا تمہیں پتا ہے حمامہ کا۔۔اور جو بھی مسئلہ تھا وہ دونوں دوست تھے ان کا مسئلہ تھا وہ دیکھ لیں گے تم کیوں غصہ ہو رہے ہو ریلیکس "دآیان نے نوفل کو سمجھانا چاہا۔

"مجھے کوئی مسئلہ نہیں ان سے لیکن صائم کی وجہ سے حمامہ گرجاتی اور صائم اسے چڑیل کہ رہا تھا"نوفل نے وضاحت کی لیکن یہ بات سب ہی جانتے تھے نوفل کو حمامہ کے پاس صائم ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا لیکن وہ غنڈہ یوسفزئی اس بات کا اعتراف کبھی نہیں کر سکتا تھا۔

"تم بھی تو اسے خان کی چڑیل کہتے ہو اور گری تو نہیں نا بچا لیا تم نے"دآیان نے نوفل سے کہا۔

"میں کہ سکتا ہو اور تم میرے دوست ہو یا اس کے۔۔خانزادے"نوفل اب جیسے تنگ ہوتے دآیان کی طرف غصے سے پلٹا سب صحیح کہتے تھے نوفل کو سمجھانا بہت

مشکل امر تھا وہ کب کیا کرنا چاہتا تھا کیا کر سکتا تھا یہ نوفل کو خود نہیں پتا ہوتا تھا۔

"یار تمہارا دوست ہو صائم چڑیل کی قسم" دآیان نے شرارت سے کہا جس پر نوفل نے دآیان کو گھورا اور بوتل زمین بوس کی۔

"رک تجھے بتاتا ہو کس کی چڑیل ہے وہ کمینے" نوفل نے کہتے دآیان کی سمت دوڑ لگائی جو نوفل کو تپاتے الٹے پاؤ بھاگا تھا وجہ یہ تھی کہ نوفل کا غصہ کم کرنے کا یہی طریقہ تھا کہ اس کا دھیان ہٹا دیا جائے۔

اسکول کا آف ہو چکا تھا اور سب ہی بچے ایکزٹ ایرا میں پہنچنے کی تاک میں تھے مافیا خاندان، خانزادہ خاندان کے بچے اور یوسفزئی کے بچوں کو اسپیشل پروٹیکشن میں سیکیورٹی گارڈز کے انڈر اپنے گھروں کو بھیجا جاتا تھا وجہ ڈیول کنگ اور دلشاد اور نوریز کے دشمنوں سے حفاظت تھی دلشاد کی سیکیورٹی ٹیم اتنے مجرموں کے تختے پلٹ چکی تھی کہ اسے اپنے خاندان کی سیکیورٹی بڑھانی پڑی تو بزنس رائیول اور دلشاد کی ٹیم میں ہیڈ کی شمولیت اختیار کیے سب کچھ نوریز کے لیے بھی بلکل ویسا ہی تھا تو ڈیول کا تو کام ہی خطروں سے بھرا تھا ڈیول اور پیلس کے تمام مرد حضرات بہت سی گینگوں

اور پاکستان میں لیڈ ہونے والے غلط کاموں کو ختم کر چکے تھے جنھوں نے ان کے دشمنوں میں اضافہ کیا تھا ان لوگوں کے لیے اپنے خاندان کو پروٹیکٹ کرنا بے حد ضروری ہوگیا تھا جس کے مدنظر رکھتے وہ لوگ اسکول انتظامیہ کو بھی اعتبار میں لے چکے تھے۔

"خان کیا ہوا؟؟" دآیان نے ڈارک براؤن آنکھوں والے چھوٹے پٹھان سے پوچھا جو ہشام خان کی کاپی تھا۔

"خانزادہ بھائی حمامہ آپی ،داہلیہ آپی ، زرقاء آپی ، نعمل آپی اور دیانہ آپی کہیں نہیں ملی مجھے" چھوٹے خان نے پریشانی کی وجہ بتائی جسے سنتے ماہ دِیر کے دل میں ٹھیس اٹھی تو نوفل کے ماتھے پر بل پڑے جبکہ ضیغم ضیام نے جھٹکا سے حمیم کو دیکھا ضیغم نے سیکیورٹی روم میں جاتے ہیڈ سے سب لڑکیوں کے متعلق پوچھا جس نے انھیں پہلے ہی تمام لڑکیوں کے اسکول سے چلے جانے کا بتایا ضیغم کے ماتھے پر بے تحاشہ بل پڑے یہ ممکن ہی نہیں تھا پیلس کے تمام بچے ایک گاڑی میں جاتے تھے تو خانزادہ اور یوسفزئی کے بچے الگ گاڑیوں میں یہ ممکن ہی نہیں تھا اگر ایسا ہوتا تو ڈیول ضیغم سے

خود اس متعلق بات کرتا ضیغم نے اپنا دماغ چلاتے سی سی ٹی وی فوٹیج کا کہا جس پر عمل کرتے گارڈز نے کیمرہ پلے کیا اب سے ٹھیک پندرہ منٹ پہلے وہ گاڑی تمام لڑکیوں کو لیے اسکول کے گیٹ سے غائب ہوئی تھی۔

"یہ گاڑی ہماری نہیں ہے آپ نے بنا کنفریشن کے انھیں کیسے جانے دیا" ضیغم نے غصے کے عالم میں سیکیورٹی گارڈز سے پوچھا۔

"مجھے انھوں نے چائیلڈ رسیونگ کارڈ دیکھایا تھا اور ان بچیوں کے نام لیے میں نے جانے دیا" سیکیورٹی گارڈ نے پریشانی کے عالم میں ماتھا مسلتے کہا اتنے میں باہر کھڑی پیلس، جنت اور وہاب ولا کی گاڑیوں میں موجود ڈرائیوز اندر آتے بچوں کے متعلق پوچھا ضیغم نے ان سے کال ملواتے لب کاٹے اپنے ڈیڈ سے بات کی ڈیول نے ضیغم کو سب کو ساتھ لیے پیلس پہنچنے کا کہا ضیغم کی جان اپنی بہنوں اور دیانہ کا سوچتے جہاں ہوا ہو رہی تھی وہی دآیان، ضیام، نوفل اور حمیم بھی سخت پریشان اور بے چین تھے وہ اس عمر تک پہنچ چکے تھے جس میں ان کے باپوں نے انھیں اپنے دشمنوں سے آگاہ کر رکھا تھا وہ ہر وقت محتاط رہتے اپنی بہنوں کی حفاظت کسی

گارڈ کی طرح کرتے تھے ڈیول کی بات سنتے اور سخت لہجے کو محسوس کرتے ضیغم نے لب بھینچے اور سب کو لیے پیلس کی سمت ڈرائیور اور سیکیورٹی گارڈز کے ساتھ روانا ہوا۔

"بابا آپی" حمیم پیلس پہنچتے باپ کے پاؤں سے لپٹ کر بولا جبکہ ضیغم، ضیام، دآیان اور نوفل بہت غور سے مرد حضرات کا چہرہ دیکھ رہے تھے جو کہ تھا تو سپاٹ ہشام نے بھی حمیم کی باتوں کا کوئی جواب نہیں دیا جبکہ تمام خواتین بھی پریشان سی ان تک پہنچی۔

"پتا چلا بچیاں کہاں ہے" مہک نے آنسو بہاتے حمیم کو سینے سے لگائے ہشام سے پوچھا جو نفی میں سر ہلا گیا۔

"زین تم کچھ کرتے کیوں نہیں ہو" آیت غصے اور آنسوؤں سے لبریز آنکھیں نیلی آنکھوں میں گاڑھتی ہوئی بولی جنھیں دیکھتے ڈیول نے رخ دوسری طرف کیا۔

"آپ ۔۔ میری دیانہ" عنایہ آنکھوں میں لبالب پانی لیے دلشاد کے سینے میں منہ چھپائے سسکی۔

"داہم ۔۔" ہالے نے بھی داہم کو دیکھتے کچھ کہنا چاہا جس پر داہم نے لب بھینچے سر جھکا یا۔

"ارسلان آپ تو کچھ بولے" عائشہ سے بھی رہا نا گیا وہ نم آنکھوں سے جیک سے بولی لیکن جیک کی طرف سے بھی کوئی جواب موصول نا ہوا۔

"نوریز میری نعمل مجھے میری نعمل چاہیئے" نمل بھی نوریز کے کسرتی بازوں کو دونوں ہاتھوں سے تھامتی سر ٹکا کر بولی جبکہ دلکش بھی ماہر کو دیکھ رہی تھی جس کا چہرہ سپاٹ تھا۔

"ہم پتا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تم سب حوصلہ رکھو" ڈیول نے آیت کے آنسو صاف کرتے کہا جس پر سب ماؤں نے دل کاٹتے ہوئے خود کو حوصلہ دیا البتہ ضیغم بہت غور سے سب کے تاثرات دیکھ رہا تھا پھر ضیغم پلٹا اور اپنے روم کی طرف بڑھ گیا تو ضیام نے بھی کونگ کی عقلیت میں اپنے روم کا رخ کیا جبکہ دآیان اور نوفل حمیم کے ساتھ اس کے روم میں فریش ہونے کے لیے چلے گئے دوپہر سے شام ہو گئی تھی اور رات کے اندھیرے پھیلنے لگے تھے ڈیول ، ہشام ، جیک اور ماہر کرائم

آفس میں تھے تو دلشاد اور نوریز خانزادہ یوسفزئی امپائر میں تھے تو داہم خانزادہ ہاسپٹل تو خواتین پیلس میں موجود تھیں کیونکہ احان صاحب، کاشان صاحب، وہاب صاحب، زریش بیگم اور جنت بیگم سعودیہ عرب میں موجود تھے وہ عمرہ کا فریضہ انجام دے رہے تھے اور کسی نے بھی انھیں اطلاع کر کے پریشان نہیں کیا تھا ڈیول نے سب سے کہا تھا کہ کچھ دن پیلس ہی رکے سب کے رومز سیٹ کروا دیے گئے تھے اور وجہ یہی تھی کہ ان لوگوں کو ان کی خواتین کے حوالے سے دھمکیاں دی جارہیں تھیں جب تک ڈیول ان دھمکیاں دینے والوں کے منہ سے زبان نا کھینچ لے وہ کسی کی بھی حفاظت پر رسک نہیں لے سکتا تھا اور یہ بات نہیں تھی کہ ڈیول، ہشام، ماہر، جیک، دلشاد، نوریز اور داہم اپنی فیملی اپنی عورتوں کی وجہ سے ڈر رہے تھے وجہ یہ تھی کہ وہ لوگ اپنی فیملی کو ہر طرح اپنے دشمنیوں سے محفوظ رکھنا چاہتے تھے جن دشمنیوں کے چلتے ان کے خاندانوں کی بچیوں کو منظر سے غائب کیا گیا تھا۔

آیت، عنایہ، نمل، مہک نے تو رو رو کر برا حال کر لیا تھا جبکہ ہالے اور عائشہ انھیں سنبھالتی سنبھالتی تھک گئیں تھیں دلکش کی خود کچھ دنوں سے طبعیت زیادہ ٹھیک نہیں چل رہی تھی وہ کمزوری محسوس کرنے لگی تھی اکثر دل گھبرا جاتا سر چکراتا جس پر

سب کو ان کے ہاں سے دوبارہ خوشخبری کی امید تھی مگر کسی کو کنفرم نہیں تھا کیونکہ دلکش نے اب تک چیک اپ نہیں کروایا تھا دلکش اب بھی اپنے روم میں آرام کر رہی تھی جبکہ ضیغم تو پر سوچ سا اپنے روم کے سٹڈی ٹیبل پر بیٹھا تھا تو دآیان، نوفل، حمیم ضیام کے روم میں پریشان تھے سب کو اپنی بہنوں اور اپنے دل میں خاص مقام رکھنے والیوں کی یاد ستا رہی تھی ان کا دل بار بار بھر رہا تھا لیکن ان لوگوں نے اپنے باپوں کو دیکھا تھا وہ رو نہیں رہے تھے تو پھر وہ بھی تو ان کی طرح شیر تھے اور شیر کہا روتے ہیں اس خیال کو دل و دماغ میں سمائے خاموشی کا کفل لگائے بیٹھے تھے ضیغم ضیام کے روم میں ان سب کے پاس آیا اور کاوچ پر بیٹھ گیا سب نے ضیغم کو دیکھا ضیغم سب کو دیکھتا زرا سا آگے کو جھکا۔۔۔۔

"زین مجھے میری زرقاء کو دیکھنا ہے میں نے صبح سے اسے نہیں دیکھا" ڈیول جو تمام مرد حضرات کے ساتھ الگ الگ گاڑیوں میں پیلس آیا تھا اور آتے ہی اپنے روم میں آیت کے لیے کھانا لیے پہنچا تھا پتا جو تھا کہ اس نے اب تک کچھ بھی حلق میں نہیں

ڈالا ہوگا ڈیول آیت کے منہ کے قریب نوالہ کرنے لگا جب آیت ڈیول کا ہاتھ جھٹکتی سسک پڑی ڈیول نے نوالہ پلیٹ میں رکھتے آیت کی پیشانی پر بوسہ دیا اور اسے خود میں بھینچ گیا یہ لمحہ کس قدر اذیت ناک تھا ایک ماں کے لیے یہ وہ سمجھ سکتا تھا آج اس کی دشمنی نے اس کے انصاف فراہم کرنے کی راہ نے اپنی بیوی جس کی آنکھوں میں ایک آنسو برداشت نہیں کر سکتا تھا اس کے آنسو کو اپنے دل پر گرتے محسوس کیا وہ بھی زاروقطار ڈیول کی آنکھوں میں خون اتر آیا اب جو بھی ہو جائے کل وہ کسی صورت ان دشمنوں کو نہیں رعایت دینے والا تھا جن کی وجہ سے اس کی بیوی کے آنسو ڈیول نے برداشت کیے تھے ڈیول کے سینے میں ایک آگ کی لپٹ پڑی جس کی چنگاری سے کل وہ دشمنوں کی بستی جلانے والا تھا۔

"مجھے میری بیٹی لادیں آپ ورنہ میں مرجاؤں گی" عنایہ نے اپنے سر پھرے خانزادے کی باہوں میں ممتا بھرے لہجے میں کہا تو دلشاد نے عنایہ کے گرد مزید حصار تنگ کیا۔

"دوبارہ مرنے کا کہا تو یہ شوق خود اپنے ہاتھوں سے پورا کرو گا۔۔مل جائے گی دیا نہ اور سب بچیاں بھی اللہ پر یقین رکھو" دلشاد نے غصے سے اپنی پاگل بیوی کو تسلی دی پاگل ہی تو تھی عنایہ دلشاد خانزادہ جو اس دلشاد خانزادہ کے سامنے مرنے کی باتیں کر رہی تھی جو اس کے بنا جینا تصور نہیں کر سکتا تھا اب۔۔دلشاد کی بات سنتے عنایہ نے نم آنکھیں دلشاد کے سینے سے پوچھیں دلشاد نے اپنی بیوی کے آنسو اپنے سینے پر محسوس کرتے ضبط سے آنکھیں میچ لیں۔

"نوریز ہماری نعمل" نمل نے جائے نماز اٹھاتے دروازے سے داخل ہوتے نوریز کو دیکھتے آس بھری نظروں سے اسے دیکھ جس نے اپنی بیوی کی آنکھوں میں نمی دیکھتے نفی میں سر ہلاتے اسے اپنے حصار میں لیا۔

"اللہ پر یقین رکھو میری جاناں۔۔کچھ نہیں ہو گا ہماری نعمل کو" نوریز نے نمل کا سر تھپتھپاتے تسلی دی نمل کی آنکھوں سے زارو قطار آنسو بہنے لگے اسے اپنے رب پر تو کامل یقین تھا جس نے اسے ایک گندگی سے نکال کر عزت عطا کی تھی وہ اولاد کے دکھ

میں اسے بتلا نہیں کرے گا اولاد کی جدائی کا ہجر نہیں کاٹنے دے گا۔

"ہماری حمامہ مل جائے گی نا اور سب بچیاں بھی ان کے ساتھ کچھ ۔۔" مہک نے روتے ہشام کے دونوں ہاتھ تھامتے پوچھا وہ بچپن سے غنڈہ گردی اور مافیا خاندان سے ان کے دشمنوں سے واقف تھی وہ جانتی تھی جب ایک دفعہ بچیاں غائب ہو تو ان کا استعمال دشمن کس کس طرح کر سکتے ہیں لڑکیوں کی زندگیاں کس کس طرح برباد کی جا سکتی ہیں وہ خود بھی تو ناقابل تلافی بربادی سے گزری تھی لیکن اسے تو ہشام خان نے تھام لیا تھا اور اس بربادی پر اپنی محبت کی مہر ثبت کی تھی مگر ہر مرد تو ہشام خان نہیں ہوتا ۔۔ مہک کی آنکھوں میں خوف وہراس دیکھتے اس کے ذہن کو پڑھتے ہشام نے لب بھینچے اسے خود سے لگایا۔

"میری بیٹی یا باقی بچیوں پر اگر کسی نے ایسی نگاہ بھی ڈالی تو میں اس کی آنکھیں نوچ لو گا ۔۔ ہماری بیٹیاں سہی سلامت واپس آئیں گی انشاء اللہ" ہشام نے کہا تو مہک نے سر اثبات میں ہلائے انشاء اللہ لفظ ادا کیا وہ جانتی تھی سفاک موت ہشام خان

کا لقب ہے وہ ایسے سوچنے والوں کی رگیں اور ان کی خاندان کی بیٹیوں پر ایسی غلیظ نظر رکھنے والوں کی آنکھیں نکالنے کی ہمت بھی رکھتا ہے۔

ماہر روم میں آیا تو دلکش کو آرام کرتا دیکھ فریش ہونے چلا گیا فریش ہو کر واپس آتے دلکش کے برابر لیٹتے اسے اپنے حصار میں لیا خود کو تنگ حصار میں محسوس کرتے دلکش نے کسمسا کر آنکھیں کھولیں۔

"ماہر آپ کب آئے۔۔ بچیوں کا پتا چلا؟" دلکش نے ماہر کے چہرے کو اپنے حصار میں لیتے آس و امید سے پوچھا جس پر ماہر نے سرد آہ بھری اور نفی میں سر ہلایا۔

"مل جائیں گی جلد بچیاں۔۔ تمہاری طبعیت ٹھیک ہے میں کہ رہا ہوں ابھی چلو ہاسپٹل ویسے بھی اس پریشانی کی گھڑی میں مجھے خوشخبری کی طلب ہو رہی ہے" ماہر نے دلکش کو تسلی دیتے اس کی کمزوری محسوس کرتے بچیوں کے اغواہ ہونے کی طرف سے دلکش کا دھیان ہٹاتے شرارت سے کہا وجہ یہ تھی کہ دلکش زیادہ سٹریس لے کر اپنی طبعیت مزید خراب نا کر لے۔

"ماہر آپ کو شرم نہیں آتی سب کیا سوچے گے کہ ان کی بچیاں اغواہ ہیں اور آپ۔۔

" دلکش نے لب دبائے ماہر کو گھورتے کہا۔

"بچیاں انشاء اللہ مل جائیں گی اور ان بچیوں کو اپنی ایک بہن کا سرپرائز بھی تو ملنا چاہیے نا۔۔"ماہر شرارت سے کہتا باز نا آیا۔

"ماہر خاموش ہو جائیں۔۔میں بات نہیں کروگی آپ سے" دلکش نے شرم وحیاء سمائے ماہر کو دھمکی دی جو بروقت کام بھی کر گئی ماہر منہ پر اچھے بچوں کی طرح انگلی رکھتا دلکش کو حصار میں لیے آنکھیں موندھ گیا۔

دوسری طرف ہالے نے ہمت سے پورا دن نمل، عنایہ، آیت اور مہک کو عائشہ کے ساتھ مل کر سنبھالتے اب ہمت ہار چکی تھی داہم ہالے کو باہوں میں بھرے سنبھال رہا تھا اور وہ بے حال ہوتی سسکیوں میں گھٹتی جا رہی تھی نمل، آیت، عنایہ اور مہک کے پاس تو ان کی دوسری اولادیں بھی تھیں مگر ہالے کے پاس تو اللہ نے داہلیہ کو ہی بھیجا تھا اس کی جھولی تو ایک دم سے خالی ہو گئی ہالے کا سوچ سوچ کر کلیجہ لٹ رہا تھا تو داہم لب بھینچے سرخ آنکھوں سے داہلیہ کا سوچتے اپنی بیوی کے آنسو بنا

گھونٹ بھرے زہر کی طرح پی رہا تھا روتے ہوئے پتا نہیں کب ہالے کی بے سکونی سی آنکھ لگی داہم ہالے کو بیڈ پر ڈالتے اس کے رونے سے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھتا دشمنوں کا نام و نشان مٹانے کا ارادہ کر چکا تھا اور ہالے کو اپنے حصار میں لیے آنکھیں موندھ گیا۔ عائشہ بھی کافی پریشان تھی جیک نے اسے تسلی دی تھی مگر ماں نا ہوتے ہوئے بھی وہ ان بچیوں کے لیے اپنی ممتا محسوس کرتی ان کی سگی ماؤں کی طرح تڑپ رہی تھی جیک نے اسے حوصلہ دیتے کہا کہ اگر وہ خود کو کمزور کرے گی تو بھابھیوں کو کون سنبھالے گا ان سب کے لیے یہ لمحات تکلیف دہ ثابت ہو رہے تھے اور یہ لمحات کے گزرنے کا وہ سب لوگ بے صبری سے انتظار کر رہے تھے شاید صبح ان کی یہ تکلیف ختم ہو جائے یہ سوچتے سب نے یہ رات بھی گزار لی۔

صبح کا سورج آب و تاب سے چمک رہا تھا بچوں کو دلکش اور تمام خواتین کے کہنے پر آج اسکول نہیں بھیجا گیا تھا جبکہ ڈیول صبح ہوتے ہی دشمنوں کے مجمعے کی خبر ملتے ہی ماہر کو لیے وہاں پہنچا تھا اس نے دلشاد، داہم، نوریز، ہشام اور جیک کو خبر نہیں کی

وجہ انھیں خطرے میں ناڈالنا تھی اسلام آباد کے روپوش علاقے جہاں میدانوں میں بڑے بڑے بظاہر ویران کارخانے موجود تھے اور ان کے باہر فوج کی طرح بے تحاشہ آدمی گن تھامے کھڑے تھے وہ منظر دیکھتے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے وہاں ایک فوج تائے نات کی گئی ہو اور یہ فوج ان کے دشمنوں کی تھی خانزادہ، یوسفزئی اور مافیا خاندان کے دشمن اکٹھا ہو کر جھنٹ بنائے ان خاندانوں پر وار کر رہے تھے جن کے ہر وار کو خانزادے یوسفزئی اور مافیا خاندان ناکام بنائے جا رہے تھے ڈیول کو ان لوگوں تک ہی پہنچنا تھا جو اپنے پیادوں کو آگے کیے خود پیٹھ پیچھے کھیل رہے تھے ڈیول کو ان سازشوں سے بہت بڑے خطرے کی بو آرہی تھی وہ اپنے دشمنوں کی ہر حرکت پر نظر رکھنے والا ڈیول کنگ جو تھا اور اس جھنٹ کے اکھٹے ہونے کی خبر ملتے ہی ڈیول اپنے نئے دشمنوں کے چہرے دیکھنے اور دفنانے آپہنچا تھا بہت لوگوں کے نام بھی جانتا تھا مگر ان سب کو لیڈ کرنے والا یا والے کوئی اور تھے اور وہی تو آج دیکھنا تھا۔

ڈیول اپنی گاڑی میں بیٹھا آنکھوں پر سیاہ گاگل چڑھائے ڈمپل واضح کرتا اس فوج کو دیکھ رہا تھا ماہر بھی مسکراتا گاڑی زن کی رفتار میں لاتا اپنے ساتھ بیٹھے ڈیول کو دیکھتا

مسکرایا۔

"مافیا شیر کو روکنے کے لیے گیدڑ کی فوج تیار کی ہے۔۔یہ تو میرے ساتھ بڑی نا انصافی لی ہے "ڈیول مسکراتے ہوئے گویا ہوا۔

"شیر کے ساتھ بئیر۔۔چہ چہ مطلب موت کو دعوت "ماہر نے بھی سر ہلاتے افسوس سے کہا پھر ڈیول نے ماہر کو اور ماہر نے ڈیول کو دیکھتے ایک قہقہہ لگاتے اپنی منزل پر پہنچنے کی رفتار کا تعین کیا اس رفتار سے جسے بیس منٹ کے فاصلے کو انھوں نے تین منٹ میں طے کیا تھا وہاں کھڑے آدمیوں نے گاڑی کو آتے دیکھ گنز لوڈ کی جنھیں پیچھے آتی ڈیول کی ٹیم نے جو کئی جیپوں پر مشتمل تھی ہوا میں معلق کیا ڈیول اور ماہر نے گن تھامے گولیاں برساتے اندر کا رخ کیا جہاں کوئی تقریبا بیس افراد سر جوڑے بیٹھے تھے ڈیول کو دیکھتے اپنی جگہوں سے اٹھے تھے اور منہ کھولے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے سب کے سردی میں پسینے چھوٹ رہے تھے وجہ اپنی موت کو سامنے دیکھنا تھا مگر اپنی جان بچانے کے لیے مچھلی کی طرح تڑپتے ہوئے گنز نکالی اور اپنی موت کے ڈر سے وار کرنے لگے یہ سب چہرے ڈیول اور ماہر کے لیے شناسا تھے یہ

وہی لوگوں کے چہرے تھے جن کی لسٹ کرائم آفس میں ان کا اگلا ٹارگٹ تھیں جن سب کا ایک ساتھ کنیکشن معلوم پڑتے ڈیول نے ان کے لیڈر کو جاننے کے لیے انھیں رعایت دی تھی ڈیول اپنا بچاؤ کرتا ان سب کو زخمی کر رہا تھا وجہ یہی تھی کہ اگر وہ دشمن خود سامنے نا آیا تو ان سب کو ٹارچر کرتے اس کا نام نکلوائے گے ماہر بھی ڈیول کے اشارے کو سمجھتا ان کو زخمی کرنے کے لیے وار کر رہا تھا ڈیول کی اور ماہر کی بولٹس ختم ہوئیں جس پر ان بیس افراد کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی سب نے اپنی گنز کا رخ ماہر اور ڈیول کی طرف کیا۔

"بہت خوشی ہوئی تم سے مل کر ڈیول اور یقین مانو اس طرح دیکھ کر تو بے تحاشہ خوشی ہوئی" ایک نے آگے بڑھتے مسکراتے ہوئے کہا تو سب نے قہقہہ لگایا۔

"تم تو یہاں اپنی بیٹیوں کو تلاش کرنے آئے تھے اب خود کبھی تلاش نہیں ہو پاؤ گے " ایک اور تھری پیس سوٹ میں ملبوس شخص آگے ہوتے ماہر پر گن کا رخ کرتے ڈیول کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔ ان کے دشمنوں میں ان کی بیٹیوں کے اغواہ کی خبر آگ لی طرح پھیل چکی تھی۔

"یقین ہی نہیں ہو رہا جس انسان کو ختم کرنے کے لیے ہم اتنے سالوں سے سر توڑ کوشش کر رہے ہیں وہ ہمارے سامنے ہماری گن پوائنٹ پر کھڑا ہے دی ڈیول کنگ" ایک اور شخص تمسخر اڑاتی نظروں سے ڈیول کو دیکھتے ہوئے گویا ہوا۔

"ہم تو تمہیں ہی کیا تمہارے خاندان تمہارے بہنوئی اور تم سے جڑے ہر شخص کو ختم کرنے کی تاک میں تھے اور آج تم خود چل کر ہمارے سامنے آگئے مگر افسوس ساتھ اپنے عزیزوں کو نہیں لائے کاش تم انھیں بھی ساتھ لاتے تو ہم تم سب کو ہی ساتھ ختم کردیتے" ایک اور شخص آگے ہوتا شیطانی مسکراہٹ لیے بولا۔

"بکواس بند کر کتے ورنہ اتنے ٹکڑے کروں گا کہ تیرے خاندان والے ٹکڑوں کی گنتی بھول جائے گے" ماہر دھاڑتا اس شخص پر جھپٹا جس پر ان افراد نے خوف سے ماہر کو دیکھا اور اس پھرے ہوئے شیر کو دو آدمیوں نے آگے بڑھتے جکڑا۔

"جس کے بل بوتے پر اتنا اچھل رہے ہو گیدڑوں متعارف نہیں کرواؤ گے اس سے؟؟ یا پھر مافیا شیر کو دیکھتے تمہارا لیڈر چھپ گیا ہے کہیں" ڈیول ان سب کی حالت پر چوٹ کرتا کہا۔

"بڑا شوق ہے ڈیول اپنی موت کو دیکھنے کا ؟؟" ایک شخص نے خود کو کمپوز کرتے اپنے خوف کو چھپائے کہا جو اس کے انگ انگ سے ظاہر ہو رہا تھا۔

"یہ تو وقت بتائے گا کون کس کی موت ثابت ہوتا ہے۔۔" ماہر اس کی حالت سے محفوظ ہوتا گویا ہوا۔

" بڑی دیر کر دی مہربان آتے آتے۔۔ انتظارِ دید دشمن میں ہمیں جلاتے جلاتے۔۔ ڈیول دی مافیا کنگ۔۔ پہنچانا مجھے ؟؟" سیڑھیوں سے اترتے ایک شخص کی آواز ڈیول اور ماہر کے کانوں میں پڑی ڈیول نے نظریں اٹھائے اس شخص کو دیکھا تو ماہر اس شخص کو دیکھتے ہوئے چونکا۔

"ہاہاہا۔۔پہچان تو لیا ہو گا زین کمال حفیظ اور ماہر راشد خلیل نے مجھ ناچیز کو" وہ شخص ٹھرتا پھر قدم نیچے کی سمت رکھتا سر جھکائے گویا ہوا اور ان بیس افراد نے اپنے سربراہ / لیڈر کو دیکھتے مسکراتے ہوئے سر کو خم کیا ماہر کی آنکھوں میں غصے بے یقینی کی ایک لہر دوڑ گئی جبکہ ڈیول کے بائیں گال پر ایک ڈمپل واضح ہوا اس شخص کی براؤن آنکھیں ڈیول کی نیلی آنکھوں میں اپنا چمکتا عکس دیکھ رہیں تھیں۔

"اسفند رؤف "ڈیول کے لبوں نے وہ نام ادا کیا جو نام اتنے سالوں سے دشمنوں کی بھیڑ میں ان سے چھپا تھا۔

"زہ نصیب جو میرا نام تمہارے لبوں سے سننے کو ملا ڈیول کنگ " اسفند رؤف نے گندمی رنگ پر جچتی کالی بڑھی ہوئی شیو میں مسکراتے ڈیول سے کہا۔

"تم تھے ان سب کے پیچھے "ماہر نے ان تمام افراد کو دیکھتے ہوئے اسفند سے کہا اسفند نے گردن موڑے ڈیول سے اب ماہر کو دیکھا۔

"بلکل اب بھی شک ہے ؟؟" اسفند نے پوچھا۔

" اب تو بلکل شک نہیں ۔۔مگر آج اپنی موت کے سامنے خود کو لائے ہو تم "ماہر طنزیہ مسکراہٹ لیے جتایا جس پر اسفند رؤف کا قہقہہ گونجا جیسے وہ ماہر کی بات کا مزاق اڑا رہا ہو۔

"تم سے ہماری کوئی دشمنی نہیں اسفند رؤف مگر تم نے اتنے سالوں سے ہمارے پیچھے ان سب کو کس بنیاد پر لگایا ہے ۔۔کیوں اپنی موت کو دعوت دی ہے میں وجہ جاننا چاہو گا "ڈیول نے دونوں ہاتھ جیب میں اڑساتے کہا جس کو سنتے اسفند کا قہقہہ

روکا۔

"میری تم سے کوئی دشمنی نہیں۔۔واقعی نہیں۔۔" اسفند رؤف نے گردن نفی میں ہلاتے جیسے ڈیول کی بات کی تائید کی۔

"میری تم سے نہیں تم سب سے دشمنی ہے خاص کر داہم وہاب خانزادہ سے تمہارے چھوٹے خانزادہ سے ڈیول کنگ" اسفند رؤف نے کہا تو ماہر نے اپنے بھاری بھرکم ہاتھ کی مٹھیاں ضبط سے بھینچی جن کی کڑکڑاہٹ کی آواز نے ماہر کو روکنے کے لیے اس کے پاس کھڑے آدمیوں کے رونگٹے کھڑے کردیے۔

"تم یہ تو بلکل مت کہنا کہ تم اپنے باپ اور چاچا کی محبت میں ان کی موت کا بدلہ لینے آئے ہو۔۔کیونکہ اس باپ "جاوید رؤف "سے کیا محبت تمہاری جس کی تم ناجائز اولاد ہو"ڈیول نے آگ کا ایک لاوا اسفند کی طرف پھینکا اسفند کا ہاتھ ڈیول کے گریبان تک لہو آنکھیں لیے پہنچا جسے پہنچنے سے پہلے ہی ڈیول نے ہوا میں محلق چھوڑتے ناگواری سے اسفند کے ہاتھ خود سے دور جھٹکے۔

"میری تم سے کوئی دشمنی نہیں اسفند رؤف اور میں تمہارے درد کو سمجھ سکتا ہو مجھے

تم سے ہمدردی ہے اور اگر نا ہوتی تو میرے خاندان کے خلاف سازیشیں کرنے والے کی ڈیول کنگ کھال بھی کتوں کے نصیب میں نہیں آنے دیتا تو تم اگر زندہ ہو تو میری ہمدردی کی وجہ سے ہی زندہ ہو جیسے تمہارے باپ اور چاچا نے تمہارے ساتھ غلط کیا بلکل ویسے ہی میرے چاچا نے میرے اور میری بہنوں کے ساتھ غلط کیا"

ڈیول نے ایک ایک لفظ جتا جتا کر کہتے وہاں رکھی صوفوں کی ہیڈ سربراہی کرسی کی سمت اپنے قدم بڑھائے جبکہ اسفند رؤف کی آنکھوں میں اپنی ماں کا تڑپتا سسکتا چہرہ اور اپنے باپ جاوید رؤف کی سفاکیت دوڑی اسفند نے رخ پھیرے ڈیول کو دیکھا۔

"جس طرح تم نے اپنی بہن کو اپنے چاچا کا نام دلایا تھا اس طرح مجھے بھی اپنی ماں سے کیا وعدہ نبھانا تھا خود کو اپنے باپ کا نام دلانا تھا اپنے باپ کو اپنے ہاتھوں سے موت کے گھاٹ اتارنا تھا اور چاچا اس کی بوٹیوں کو اپنے کتے کے سامنے پھینکنا تھا مگر تم تمہاری بیوی اور تمہارے چھوٹے خانزادے نے سب برباد کر دیا میرے سینے میں لگی برسوں سے دشمنی اور نفرت کی آگ کو بجھنے نہیں دیا" اسفند غصہ بے بسی نفرت سے دھاڑا۔

"جس دن میں قاسم رؤف عرف ڈیوڈ کو مارنے کے لیے اس کے محل پہچا وہاں لاشوں کا ڈھیر تھا اور پتا چلا مجھے تم نے اور تمہاری بیوی نے ڈیوڈ کو مار دیا" اسفند نے کہا۔

"پھر تمہارے بہنوئی اور تم سے چھڑی جمال حفیظ اور جاوید رؤف کی جنگ نے سب برباد کر دیا میں نے سوچا تم لوگ پھنس جاؤ گے تو جاوید رؤف سے اپنا بدلہ لوگا مگر وہاں تمہارے چھوٹے خانزادہ نے سب برباد کر دیا پلوٹ چینجر۔۔ہنہ" اسفند نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لی۔

"جاوید رؤف کو سزا ہوئی پھانسی ہوئی اور میرا بدلہ وہی کا وہی رہ گیا" اسفند پھر گرجا۔

"اب وہ بدلہ تم سب کی موت سے پورا ہو گا میرے سینے میں جلتی آگ تم لوگوں کے خون سے بجھے گی" اسفند نے دل کے مقام پر ہاتھ مارتے کہا۔

"جس سے نفرت کی آگ میں تم جل رہے ہو وہ مر چکا ہے اس کو اپنے تمام گناہوں کی سزا مل چکی ہے۔۔تم اسفند رؤف چھوڑ تو یہ بدلے کا چکر۔۔کیونکہ تمہارا ہم پر غصہ

اور دشمنی بے بنیاد ہے" ماہر نے تحمل سے کام لیتے اسفند کو سمجھایا ڈیول کے تاثرات دیکھتے ماہر جان گیا تھا ڈیول کے کہے کے مطابق اسفند سے اسے ہمدردی ہے ماہر ڈیول کے لہجے میں دلکش کے ساتھ ہوئی زیادتی کا تاثر اور کرب محسوس کرتے اسفند سے خود ہمدردی کر گیا۔

"ہاہاہا۔۔ میں چھوڑ دوں بدلہ نہیں۔۔ نہیں تم لوگوں کا تو بدلہ پورا ہو گیا لیکن جب میری باری آئی تو تم لوگ کہ رہے ہو چھوڑ دو بدلہ۔۔۔ واہ بھئی واہ" اسفند نے قہقہہ لگاتے ماہر کی بات کا جیسے مزاق اڑایا اور آخر میں تالی بجاتے ماہر کو داد دی۔

"اسفند رؤف تم میری برداشت کو مت آزماؤ ڈیول کنگ ایک بار ہی موقع دیتا ہے دوسری دفعہ نا موقع دیتا ہے نا زندگی۔۔ تم نے جتنی دفعہ مجھے میرے عزیزوں کو دھمکانے کی کوشش کی ہے نقصان پہنچانے کی جرت کی ہے اپنے اِن دو کوڑی کے گینگ کے لوگوں کے ساتھ مل کر میں چاہتا تو تمہاری دھجیاں اڑا دیتا۔۔ یہ تمہاری سوچ ہے کہ مجھے علم نہیں تھا تمہارے بارے میں جب چھوٹے خانزادہ پر چار سال پہلے حملہ ہوا تھا میں تم سے جب سے واقفیت رکھتا ہو لیکن تمہیں ہر بار رعایت دی

اس لیے کیونکہ کبھی تم بھی ظالم نہیں مظلوم تھے اور اس لیے ایک دن تم میرے سامنے آؤ اور میں تمہیں سمجھا سکو۔۔ مگر جتنا سمجھانا تھا سمجھا چکا ہوں میں۔۔ آج فیصلہ کرو تم کہ تمہیں میری بات سمجھ آئی یا نہیں اگر آئی تو اپنا یہ تماشہ بند کرو اور اگر نہیں آئی تو بات نہیں انجام طے کرتے ہیں جو تمہاری موت یا میری موت سے ختم ہو گا" ڈیول نے اسفندرؤف کی آنکھوں میں نیلی آنکھیں ڈالتے ہوئے گویا ہوا وہ صرف بات نہیں اسفندرؤف کے لیے وارنگ تھی جسے اسفند نے بخوبی محسوس کیا جبکہ اسفندکی گینگ کے لوگ اپنی تزلیل پر بل کھا کر رہ گئے یہ سچ تھا پچھلے چار سالوں میں کئی بار الگ الگ طریقے سے داہم پر تو کبھی کسی اور پر حملہ ہوتا رہتا تھا لیکن ان میں سے کسی کو بھی نقصان نہیں پہنچا تھا اللہ کے فضل و کرم سے تو ڈیول، ماہر، جیک، ہشام، دلشاد، داہم اور نوریز اپنے دشمنوں کی لسٹ چھانٹنے میں مشغول تھے لیکن ان سب کے دشمن جتنے بھی کاروباری اور مافیا لحاظ سے ان کے سامنے آئے سب علیحدہ تھے انھیں اس مین بندے تک پہنچنا تھا جو ان سب کو لیڈ کر رہا تھا مگر ان کے زہن و گمان میں بھی نہیں تھا وہ شخص اسفندرؤف ہو گا۔

"کر لیا فیصلہ" اسفند نے گن نکالتے بلیڈس چیک کی اور ایک دم ڈیول کے پیچھے

اچھالی جسے کیچ ایک عورت نے کیا ماہر نے آنکھیں سکیڑتے اس عورت کو دیکھا جبکہ ڈیول اپنی جگہ سے اٹھتا پلٹا اور اسے دیکھنے لگا وہ چہرہ صرف ڈیول کے لیے ہی نہیں سب کے لیے شناسا تھا۔

"تناوش "ڈیول نے کہا اور مسکرایا۔

"واہ سالی صاحبہ آپ بھی شامل تھیں ۔۔انٹرسٹنگ "ڈیول نے ایک آئیبرو ریز کرتے کہا۔

"صرف تمہاری سالی نہیں ہے یہ سڑے ہوئے سالے صاحب ۔۔اس کا پورا نام اب تناوش اسفند رؤف ہے "یہ آواز دلشاد کی تھی اور اس آواز پر اسفند اور تناوش سمیت سب نے ہی پلٹ کر حیرانی سے دیکھا جبکہ ڈیول نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لی تو ماہر نے نفی میں سرہلایا وہ لوگ کسی کو بھنک لگے بنا وہاں سے نکلے تھے اور اپنے دشمنوں پر کام بھی سب کو انجان رکھتے ہوئے کر رہے تھے مگر دلشاد وہاب خانزادہ کی نظروں سے کوئی چیز چھپی ہو اور وہ بھی وہ چیز جسے اس کا سالا چھپانا چاہتا ہو ناممکن بات ہے۔ جبکہ دلشاد گیٹ کے بیچوں بیچ کھڑا تھا اور اس کے دائیں طرف نوریز تو

بائیں طرف ہشام تھا جن کے ساتھ داہم اور جیک کھڑے تھے تناوش ان سب کو دیکھتی مسکرائی تو اسفند قہقہہ لگا اٹھا۔

"چلو سب ساتھ پہنچ گئے یک جہتی میں مرے گے" تناوش نے کہا اور قدم اسفند کی سمت لیے۔

"یہ تو بھابھی کی بھابھی کی بہن ہے اور یار اگر کوئی اور بھی ہے تو اسے بھی بلا لو میں بار بار سب کی کہانی نہیں سن سکتا پلیز" داہم کا تو سر چکرا رہا تھا ایک تو اس کا بھائی زبردستی اسے یہاں لڑائی کے بیچوں بیچ لے آیا اور اوپر سے یہ کومپلیکیٹڈ فیملی رشتے افف۔

"شادی میں آئے جو سب سے تعارف کروائے تمہارا" تناوش نے ناگواری سے داہم کو دیکھتے کہا۔

"شادی کا یہ مینیو مجھے پسند نہیں آیا اور ویسے اس لنگور کا ٹیسٹ بڑا خراب نکلا مانا لنگور جیسی شکل ہے اس کی مگر اتنی بھی بری نہیں کہ تم جیسی گلہڑی اس کے گلے پڑے" داہم نے پہلے وہاں کھڑے بیس افراد کو دیکھتے ناگواری سے کہا اور پھر اسفند

لی طرف اشارہ کرتے اسفند اور تناوش کو آگ لگائی۔

"زبان بند کر کمینے تجھے تو میں جان سے ماردو گا" اسفند اپنے لیے لنگور لفظ سنتا گرجا۔

"مارنے کی کوشش تو کی تھی اکھاڑ تو کچھ نہیں پایا جانی" داہم نے ایک آنکھ ونگ کرتے اسفند کو آگ لگائی تو ڈیول کے ڈمپل واضح ہوئے۔

"تناوش اسفند رؤف مجھے تو لگا تم سدھر جاؤ گی جیل کی سزا کھا کر اپنی ماں کے ساتھ مگر۔۔افسوس" دلشاد نے تناوش کو دیکھتے افسوس سے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں تمہیں یہ لگا میں اپنی ماں اور مسز ملک کی طرح جیل میں سڑ کر مر جاؤ گی جیسے وہ مر لئیں تھیں۔۔لیکن میں نہیں مری میری قسمت اچھی تھی جو ایک دن اسفند کی نظر اپنے باپ کی لاش سے اٹھتی مجھ پر گئی اور اس نظر اس نے مجھے اس دلدل سے نکال لیا میں نے اور اسفند نے شادی کی لوگوں کے ایک ہونے کا مقصد محبت عزت یقین اور چاہت ہوتا ہے مگر تمہیں پتا ہے ہمارے ایک ہونے کا مقصد تم لوگوں سے نفرت اور تم لوگوں کی بربادی تھی۔۔"تناوش نے پھنکارتے ہوئے ڈیول ماہر دلشاد داہم جیک ہشام نوریز کی طرف شہادت کی انگلی لہراتے کہا۔

"اسفند نے مجھے جیل سے باہر نکالا ہم نے مل کر وہ لوگ اکھٹا کیے جو تمہاری بربادی میں ہمارا ساتھ دے سکتے ہیں اور دیکھو آج ہم تم سب کی موت بنے کھڑے ہیں۔۔لیکن بس اس دشمن کو نہیں جان پائے جس نے ہماری چار سالوں کی محنت کو ایک پل میں انجام دے گیا۔۔تمہاری بیٹیوں کو تم لوگوں کی ناک کے نیچے سے اڑا کر لے گیا"تناوش نے کہا۔

"تقریر بہت اچھی تھی سالی صاحبہ مگر یقین مانو خوف ہمیں پھر بھی نہیں آیا" ڈیول نے تناوش کی بات ختم ہوتے ایک سرد سانس خارج کرتے کہا۔

"کیسے باپ ہو پھر تم لوگ۔۔ اپنی موت سے نہیں تو اپنی بیٹیوں کے لیے خوف تو محسوس کرو"تناوش نے ان لوگوں کی دھلتی رت پر آگ برسانی چاہی۔

"تم اپنی فکر کرو تناوش۔۔ہماری بیٹیوں کو ہم نے اپنے رب کے حوالے چھوڑ دیا

ہے" نوریز نے سنجیدگی سے کہا۔

"چھوڑ دیا اچھا کیا ہماری مانو تو بھول بھی جاؤ اپنی بیٹیوں کو ۔۔ اور تم تو شاید زندہ بھی نا بچوں اپنی بیٹی کو کم سے کم طوائف کے کوٹھے پر ہی صحیح مگر دیکھنے کے لیے نا اپنی بیوی کو کبھی طوائف کے روپ میں دیکھ پائے نا کبھی بیٹی کو دیکھ پاؤ گے ویسے صحیح بھی ہے ۔۔" اسفند زہر اگلتا جا رہا تھا جب اس کی زبان کو نوریز کے ہاتھ میں موجود گن کے فائر نے روکا نوریز اپنی بیوی کے لیے یہ لفظ نہیں سن سکتا تھا تو کیسے برداشت کرتا بیٹی کے لیے نوریز کے فائر کرنے پر تناوش نے بھی نوریز پر فائر کی جسے جھکتے ہوئے نوریز نے ناکام بنایا تو اسفند بھی دوسری گن اپنے ساتھی سے کیچ کرتا ڈیول کی طرف فائر کرنے لگا جس پر ماہر نے ڈیول سمیت بڑھتے اسفند کی طرف فائر لیا دلشاد جیک ہشام اور داہم بھی ان افراد پر فائر کر رہے تھے جو صورتحال کو سمجھتے ان پر حملہ کرنے لگے تھے باہر کھڑی ان لوگوں کی فوج کو ڈیول کے بندوں نے قابو کر لیا تھا اور کچھ کو قابو کرنے کی کوشش کر رہے تھے اسفند اور تناوش نے بہت مضبوط

گینگ بنائی تھی اور ان کو شاید ڈیول سے بے تحاشہ خوف بھی تھا اسی لیے تو کبھی منظر عام پر نہیں آئے کہیں ڈیول انھیں جان سے نا مار دے ڈیول اور مافیا کے بندوں کو زیادہ محنت ہرگز نا کرنی پڑتی اگر ڈیول کی پوری ٹیم کے بجائے آدھی ٹیم بھی روشیہ کے بجائے پاکستان موجود ہوتی ڈیول نے روشیہ میں ہونے والی عورتوں کی تسکری روکنے کے لیے اپنے خاص بندوں کے ساتھ اپنی تین فیصد ٹیم کو اٹلی کے گینگسٹر کے ساتھ روانہ کیا تھا جو تھا تو مسلمان ہی اور ڈیول کا دوست بھی خیر وہ لوگ اپنی بہادری کی مثال آپ تھے انھیں ان سب سے بھی کوئی فرق نا پڑا وہ لوگ ڈٹ کر اپنے سے دوگنے لوگوں کا مقابلہ کر رہے تھے اب انھیں ان کے اصل دشمن کا معلوم ہو چکا تھا اس لیے انھیں ان بیس افراد کو اب زندہ رکھنے کا بھی جواز نا تھا جو اندھا دھند ڈیول اور دلشاد لوگوں پر فائر کر رہے تھے ڈیول ہشام ماہر جیک نور یزدا اہم دلشاد نے بھی اب کسی کی بھی پرواہ کیے بنا ان کے دلوں کی دھڑکن بند کی زخمی ہوئے بنا وہ لوگ حالات پر قابو پا چکے تھے تو اسفند اور تناوش کی جان حلق میں پھنسی تھی ان کے ٹیم کے تمام ممبرز کا خاتمہ ہو چکا تھا اور باہر بھی ان کے بندوں کی لاشیں ڈیول کی ٹیم بچھا چکی تھی ڈیول اب اسفند کے سر پر پہنچتا گن رکھے اسے ہال کے بیچوں بیچ پٹخ

چکا تھا۔

"تجھے میں نے رعایت دی موقع دیا فیصلہ کرنے کا حق دیا مگر اب صرف ڈیول تجھے موت دے گا" ڈیول نے گن کے ٹرگر پر انگلی رکھتے کہا۔

"ن۔۔ نہیں" تناوش منہ پر ہاتھ رکھتی چیخی تھی۔

"تم نہیں کر سکتے ایسا ڈیول اگر میں مر گیا تو تمہیں کون بتائے گا کہ وہ کون ہے" اسفند نے قہقہہ لگاتے کہا اسفند کی بات سنتے ڈیول کے ماتھے پر بل پڑے جبکہ داہم کی نظریں تناوش کی طرف تھیں جو پہلے خوف زدہ ہوتی پھر یک دم چہرے پر مسکراہٹ سجا گئی تھی جیسے اسے کچھ یاد آیا ہو۔

"کون ؟؟" دلشاد نے ڈیول کے برابر میں کھڑے ہوتے ماتھے پر بل ڈالے پوچھا۔

"وہی جسے تم لوگوں نے مردہ تصور کر رکھا تھا" اسفند ڈیول اور دلشاد کے تاثرات سے محفوظ ہوتا گویا ہوا جبکہ ڈیول کی اب برداشت کی انتہا تھی ڈیول نے گن پینٹ میں اڑساتے اسفند کی ناک پر پنچ رسید کیا جس کی تاب نا لاتے ہوئے اسفند کی ناک سے خون کی ایک ساتھ دو لکیریں نکلتی اس کے ہونٹ بھگو گئیں۔

"پہیلی مت بجھا جو بکنا ہے بک جلدی" ماہر آگے ہوتے ہوئے دھاڑا۔

"یہ بچنے کے لیے کچھ بھی بکواس کر رہا ہے یہی گن کی ساری گولیاں اتاروں اس کے سر میں اور قصہ ختم کرو اس کا۔۔چیپٹر کلوز" جیک نے ناگواری سے ڈیول دلشاد اور ماہر سے کہا اور بے زاریت سے پلٹا تھا۔

"3نومبر___" اسفند نے کہا اور جیک کے قدم روکے یہ تاریخ جیک کیسے بھول سکتا تھا جیک نے اپنا رخ ٹرانس کی سی کیفیت میں واپس اسفند کی طرف کیا جبکہ ہشام اور نور یز جیک کو ہی دیکھ رہے تھے۔

"تم۔۔یہ تاریخ" جیک نے بھاری قدم اٹھاتے اسفند کی طرف لیتے پوچھا مگر الفاظ تھے کہ کیا وہ اپنے منہ سے لفظ ہی ادا نا کر پایا جیسے یہ سب کوئی دھوکہ ہو۔

"ہاہاہا۔۔۔ آگئی یاد" اسفند قہقہہ لگاتا بولا جبکہ جیک کی آنکھوں میں خون اتر آیا جیک نے ایک پنچ اس کے منہ پر دے مارا جس نے اسفند کو پیچھے زمین پر منہ کے بل گراہانے پر مجبور کر دیا۔

"بکواس بند کرو مجھے بتاؤ تم کیا جانتے ہو کون مردہ کس کی بات کر رہے ہو" جیک نے اسفند کو اس کی شرٹ کے کالر سے پکڑتے سیدھا کیا اور اس کے منہ پر دھاڑا جو اپنی

ناک سے مزید خون نکلتے اسے ہتھیلی کی پشت سے صاف کر رہا تھا جبکہ تناوش اپنے شوہر کو مار کھاتا دیکھ جیک پر جھپٹنے لگی تھی جسے ڈیول نے بازو سے پکڑ کر پیچھے دھکیلا تھا اور تناوش بھی منہ کے بل زمین پر جا گری تھی۔

"تمہارا بیٹا ارسلان میر جسے مردہ سمجھتے تم نے دیکھنا بھی گوارہ نہیں کیا تھا" اسفند نے ڈارک براؤن آنکھوں جیک کی بے یقین آنکھوں میں گاڑھتے ہوئے کہا اور جیک کو پوری قوت سے خود سے دور دھکیلا جبکہ ڈیول دلشاد ماہر ہشام داہم اور نوریز نے اسفند لی بات سنتے جیک کو گرنے سے سنبھالا تھا۔

"تیری تو۔۔" اپنے پٹواری بھائی کی شل حالت دیکھتے داہم نے اسفند کے منہ پر کک دے ماری جس سے اسفند ایک سائیڈ کو ڈھلکا۔

"میرا بیٹا نہیں۔۔ نہیں میری بیٹی ہوئی تھی اور وہ مردہ تھی" جیک نے خود کو کمپوز

کرتے کہتے سنا۔

"تمہاری بیٹی نہیں بیٹا ہوا تھا جسے تم نے دفنایا وہ میری بیٹی تھی" اسفند نے کہا تو جیک کی آنکھوں میں نمی اتری سسکی تو تناوش کے لبوں سے بھی نکلی تھی اللہ نے اسے اولاد دی تھی لیکن اپنی غفلت برتتے وہ اپنی کوکھ خود اجاڑ چکی تھی اور اسے آج سے تین سال پہلے کی وہ شام یاد آئی یاد تو جیک کو بھی بہت کچھ آیا۔

تین سال پہلے:-

جیک اور عائشہ کو اللہ پھر صاحب اولاد سے نوازنے والا تھا عائشہ کا علاج مکمل ہو چکا تھا مگر یہ خوشخبری انھیں کافی دنوں بعد ملی تھی ڈاکٹر فاطمہ جنھیں پاکستان کی بیسٹ

گائنا کالوجسٹ میں شمار کیا جاتا تھا جنھوں نے آیت، عنایہ، نمل، مہک، دلکش اور ہالے کی ڈیلیوری کی تھی انھوں نے عائشہ کی رپورٹس چیک کرتے آب و ہوا چینج کرنے کے لیے عائشہ کو کسی دوسری جگہ ڈیلیوری تک رہائش اختیار کرنے کا مشورہ دیا تھا جس پر عمل کرتے اور عائشہ کے لیے کوئی لاپرواہی نا برتتے ہوئے جیک نے پیرس شفٹ ہونے کا فیصلہ کیا تھا وہ اپنی اولاد کے دنیا میں آنے کے پورے مرحلے میں صرف عائشہ پر توجہ دینا چاہتا تھا دلشاد عنایہ، نوریز نمل، ہشام مہک، داہم ہالے، ڈیول آیت اور ماہر دلکش سب ہی جیک اور عائشہ کے ننھے مہمان کے لیے خوش تھے مگر انھیں کیا پتا تھا یہ خوشی بھی ادھوری رہ جائے گی پہلے تو عائشہ کا مس لیرج ہوا تھا مگر اس دفعہ تو قسمت جیک کے سامنے مردہ بچہ لانے والی تھی عائشہ کی پریگنینسی کو سات ماہ ہو چکے تھے اور پیرس آئے انھیں 5 ماہ پیلس، وہاب ولا اور جنت ولا کے مکین اکثر وقفے وقفے سے ان سے ملنے خاص کر پیرس آتے رہتے تھے سب کچھ نارمل چل رہا تھا کہ ایک دن 3 نومبر کی شام کے وقت عائشہ کو ڈیلوری پین شروع ہوا یہ بہت غیر متوقع تھا اور ڈاکٹرز نے بھی پریمیچیور ڈیلوری کے حوالے سے انھیں کوئی آگاہی نہیں دی تھی جیک پیرس کے بیسٹ ہاسپٹل میں جہاں عائشہ کی

ڈاکٹر فاطمہ کے ریفرنس سے بیسٹ گائناکالوجسٹ کے پیش نظر چیک اپ کیا جاتا تھا
پہنچا اور ڈاکٹرز کے چیک اپ کے بعد اچانک آپریشن کا سنتے تحمل سے کام لیتے
دعائیں کرنے لگا آپریشن کے دوران جیک کی حالت اپنی بیوی اور بچے کا سوچتے غیر
ہو رہی تھی پھر اللہ کا نام لیتے اس نے اس پل بھی صبر کیا لیکن یہ صبر آنسو میں
تبدیل تب ہوا جب ڈاکٹر ایک گلابی مفرل میں لپٹی مردہ بچی جیک کے سامنے لے آئی
اور کہا کہ آپ کی بیگم نے مردہ بچی کو جنم دیا ہے جیک کے اندر اتنی ہمت بھی نا تھی
کہ وہ اپنی بچی کا چہرہ دیکھ سکتا جیک نے بنا دیکھے اس بچی کو اپنے ایک ساتھی کے
ساتھ لیے مسلمانوں کے ایک قبرستان میں دفنا دیا اور سر جھکائے شکستہ حالت میں
عائشہ کے پاس آیا جو رو رو کر اپنا حشر بگاڑ چکی تھی جیک نے اسے بہت سمجھایا تسلی
دی مگر عائشہ کی ایک ہی رٹ تھی کہ اس کو بیٹا ہوا ہے اس نے محسوس کیا تھا جب
ڈیلوری کے بعد ڈاکٹرز نے بچے کو اس کے سینے پر لٹایا تھا وہ بیٹا تھا اور سانسیں لے
رہا تھا مگر ڈاکٹرز نے صاف نفی کی تھی اس بات کی اور کہا تھا انھیں صدمہ ہوا ہے
اس لیے یہ ایسی باتیں کہ رہی جیک نے پیلس میں سب کو یہ ماتم صفت خبر سنائی تھی
اور عائشہ کی طبعیت سنبھلتے ہی وہ واپس پاکستان آچکا تھا پاکستان آتے بھی عائشہ

اپنی بات پر بضد تھی مگر سب کے سمجھانے پر وہ چپ ہو گئی شاید اس لیے کہ کوئی اسکی بات کا یقین نہیں کر رہا تھا۔

جیک اور سب نے مل کر عائشہ کو بہت مشکلوں سے سنبھالا تھا لیکن اچھی بات یہ تھی کہ وہ سنبھل چکی تھی اور وقت یوں ہی پروانہ لیے اڑتا گیا اور ان کی اولاد ان کے دشمنوں کے گھر پلتی رہی اسفند رؤف جو کہ جاوید رؤف کا ناجائز بیٹا تھا جس کی ماں کو محبت کے جال میں پھانس کر وہ دربدر کر چکا تھا جاوید رؤف کو اپنی عیاشی کی زندگی بے حد عزیز تھی اسی بنا پر اس نے خود کو کبھی شادی کی قید میں قید نہیں ہونے دیا تھا اور اس قید سے فرار کے طور پر کتنی معصوم لڑکیوں کی زندگیاں برباد کی تھیں اس نے جن میں سے ایک اسفند رؤف کی ماں تھی اسفند رؤف اپنے باپ سے بدلہ لینا چاہتا تھا اور اسفند کے بارے میں مافیا خاندان کا ہر مرد جانتا تھا مگر ان کی دشمنی جاوید رؤف اور جمال حفیظ سے تھی جو ان کی موت کے ساتھ وہی ختم ہو گئی تھی وہ لوگ اسفند رؤف کے دل میں جلتی بدلے کی آگ سے ناواقف تھے جس نے اسی بدلے کی آگ میں جیک کو ہاسپٹل میں دیکھتے ہوئے اس کی معلومات ہاسپٹل سے بامشکل نکالی وہ مافیا خاندان کے لوگ تھے جو خود کو عام لوگوں کی زندگی میں ملائے اپنے

دشمنوں سے محفوظ رہتے تھے ان کی معلومات نکلوانا آسان بات تو ہرگز نا تھی اسفند کو جیک کے بارے میں جیسے ہی معلوم ہوا اس نے ڈاکٹرز کو ڈرا کر جیک کے چند منٹوں کے زندہ بیٹے سے اپنی مردہ بیٹی تبدیل کر دی وہ دشمنی میں اس حد تک گر سکتا تھا کہ باپ ہوتے اپنی بیٹی کو ایک دفعہ بھی سینے سے لگائے اسے جیک کی گود میں بھیج دیا اور خود جیک اور عائشہ کے پر یمیچیور بیٹے کو لیے تناوش کے ساتھ وہاں سے روانہ ہو گیا تناوش اپنی مردہ بیٹی اور جیک کے بیٹے کے بارے میں سب جانتی تھی وہ بھی تو مافیا خاندان اور خانزادو، یوسفزئی سے بدلہ لینا چاہتی تھی کیسے چھوڑتی بھلا یہ موقع اور پھر یوں ہی عائشہ کے صبر کے ساتھ تناوش کے انتقام کی آگ دن بادن بڑھتی گئی۔

حال:-

"ہم کیسے مان لیں جو تم بول رہے ہو وہ ہی سچ ہے یہ تمہارا کوئی دھوکہ کوئی فریب نہیں ہے" داہم نے جیک کے ستے ہوئے چہرے کو دیکھتے کہا۔

"یہ ہی سچ ہے اور تمہارا بیٹا زندہ ہے جیک میرے پاس ہے" اسفند نے کہا تو جیک کی

آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹا جسے جلد ہی اپنی ہتھیلی کی پشت سے جیک نے صاف کیا اور اسفند کی طرف متوجہ ہوا جو اپنی جیب سے موبائل نکالے تین سال پہلے کی ایک ویڈیو پلے کر رہا تھا جس میں بیڈ پر عائشہ لیٹی ہوئی تھی اور اس کے پاس رکھے بیبی کوٹ میں نیلے مفلر میں لپٹا ایک بچہ تھا جسے نرس نے وہاں سے اٹھاتے تناوش کے روم میں لائے تھے اور تناوش کے پاس سے گلابی مفلر میں مردہ بچی کو عائشہ کے پاس لے گئے تھے عائشہ تو بیہوش تھی اسی لیے اس بچی کو پھر جیک کے حوالے کر دیا گیا یہ ویڈیو اس ہاسپٹل کی سی سی ٹی وی سے لی گئیں تھی اسفند رؤف سچ کہ رہا تھا سب کے دلوں میں ایک تکلیف کا احساس جاگا ان کے جیک کی اولاد تھی اور وہ بھی زندہ حیات جبکہ جیک کے دل میں اپنے بچے کو دیکھتے خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی عائشہ صحیح کہتی تھی ان کا بیٹا تھا اور وہ زندہ تھا۔

"میرا بیٹا کہاں ہے اسفند رؤف بتاؤ مجھے ورنہ میں تمہیں جان سے مار دو گا" جیک اسفند کا کالر پکڑتے دھاڑا۔

"بتاؤ گا ضرور بتاؤ گا مگر بیٹے کو پانے کے لیے تمہیں کچھ دینا ہو گا مجھے" اسفند ہمت سے

جیک کے ہاتھوں کو اپنے گریبان سے جھٹکتا مسکراتے ہوئے بولا۔

"کیا؟؟" دلشاد نے اسفند کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ دیکھتے پوچھا۔

"میرا بدلہ۔۔مجھے ڈیول اور اس پلوٹ چینجر کی موت چاہیے۔۔" اسفند نے کہا تو دلشاد اپنے بھائی اور ڈیول کے متعلق یہ سنتا اسفند کو گریبان سے پکڑے اٹھاتے ہوئے اس کے منہ پر ایک کے بعد مکے جڑنے لگا۔

"تیری ہمت کیسے ہوئی کمینے میں تیری جان لے لونگا۔۔میرے سالے اور بھائی کی موت مانگے گا میں تجھے بھیک مانگنے لائق نہیں چھوڑو گا" دلشاد آپے سے باہر ہوتا ہوا اسفند کا حشر کر گیا دلشاد کے اگر دو اور مکے اسفند کو پڑ جاتے تو وہ واقعی جہنم واصل ہو جاتا دلشاد کو ڈیول نے بہت مشکلوں سے قابو کرتے روکا اسفند کی ہوتی غیر حالت پر تناوش کی چیخ بے ساختہ گونجی۔

"اگر۔۔بیٹا چاہیے۔۔ارسلان میر۔۔تو فیصلہ تمہارے۔۔ہاتھ میں ہے" اسفند نے منہ سے نکلتے خون کو صاف کرتے کہا جسے ایک ہاتھ کا سہارا دے تناوش دلشاد کے اسفند سے دور ہوتے ہی کھڑی ہوئی تھی اور اپنے شوہر کے خون کو دیکھتی خونخوار

نظروں سے انھیں گھور رہی تھی۔

"جیک۔۔"ڈیول نے دلشاد کو کام ڈاؤن ہونے کا کہتے جیک کو اپنے روبرو کھڑا کیا جیک کا سر جھکا ہوا تھا کندھے ڈھیلے تھے اولاد کو پانا تھا تو اپنے باپ جیسے بڑے بھائی اور اپنے چھوٹے خانزادہ دوست کھونا پڑتا یہ کیسا امتحان تھا مگر یہ تھا تو امتحان اس امتحان میں جیک کو کسی ایک کو چنا تھا اور دوسرے کو کھونا دفعتاً جیک کا سر اٹھا وہ فیصلہ کر چکا تھا وہ اس امتحان میں ایک کو پانے کا انتخاب کر چکا تھا وہ جانتا تھا ڈیول اس سے کیا کہنے والا ہے جیک نے ایک نظر ڈیول کو دیکھا اور پھر رخ اسفند کی طرف کیا اسفند کے چہرے پر ایک دل جلا دینے والی مسکراہٹ نے بسیرہ کیا جیک کے اس کے قریب آتے ہر قدم کے ساتھ اسے یہ لگا کہ اس کا بدلہ پورا ہو گا جبکہ ڈیول سمیت سب ہی سپاٹ چہرے سے جیک اور اسفند کو دیکھ رہے تھے جیک نے اسفند کے قریب رکتے اسے دیکھا جیک نے اپنی گن نکالتے لوڈ کی اور اسفند کو دیکھتے پھر ترچھی گردن موڑتے ڈیول اور داہم کو دیکھا جیک کی گردن کے ساتھ گن بھی حرکت کر رہی اور اسفند کے چہرے پر سکون چھانے لگا پھر اچانک جیک نے

گن پکڑے ہاتھ کا رخ اسفند کی طرف کیا اسفند یہ دیکھتا بوکھلایا۔

"میرے بھائی اور چھوٹے خانزادہ پر میری اولاد کیا میں بھی قربان" جیک نے کہتے ہی ٹرگر دبانا چاہا جسے ڈیول کی دھاڑ نے روکا۔

"ارسلان نہیں۔۔ اس کے پاس میرا بھتیجا ہے اس کا زندہ رہنا ضروری ہے" ڈیول نے جیک کو روکنا چاہا لیکن اس سے پہلے تناوش نے فرش پر پڑی ایک گن کو اٹھایا وہ گن شاید ان آدمیوں میں سے کسی کی تھی تناوش نے جیک کے فائر کرنے سے پہلے ڈیول کا نشانہ لیا اور یہ اس قدر غیر متوقع تھا کہ اگر دلشاد کی نظر نا پڑتی تو تناوش فائر کر چکی ہوتی دلشاد نے وقت ضائع کیے بنا ہی ایک فائر تناوش کی طرف کیا فائر کی آواز پر اسفند نے بھی کرب سے اپنی بیوی کی طرف دیکھا جس کا کندھا خون سے تر ہو چکا تھا تناوش گن سٹل چھوڑے پیچھے کی جانب سر کے بل گری تھی دلشاد نے گولی تناوش کے کندھے پر چلائی تھی کہ وہ رک جائے مگر تناوش کے سر کے بل گرنے پر پیچھے ٹیبل کا ٹوٹا ہوا کانچ تناوش کے سر میں کھب گیا اور تناوش کی وہی موت واقع ہوئی سب نے افسوس سے تناوش کی طرف دیکھا یقیناً برے کا انجام برا ہوتا ہے

لیکن اسفند کسی مچھلی کی طرح تڑپتا ہوا اپنی بیوی کی لاش سے لپٹ گیا وہ جیسی بھی تھی اس کی بیوی تھی اس کے مشکل وقت میں اس کا ساتھ دینے والی دفعتا اسفند نے تناوش کے سرد ماتھے کو چومتے اس کے ہاتھ سے دور اچھلی گن کو تھاما اور پلٹتے ہوئے اپنی کن پٹی پر رکھ گیا۔

"اسفند رؤف "ڈیول اسفند کا ارادہ سمجھتے دھاڑا۔

"ہاہاہا۔۔ تڑپوں ڈیول اس چاہ میں تڑپنا کہ تم نے ماں باپ سے ان کی اولاد کو دور کیا ہے " اسفند قہقہہ لگاتے بولا۔

"نہیں تم۔۔ تم ایسا نہیں کر سکتے تمہیں میری موت چاہیے میں مرنے کو تیار ہو لیکن ارسلان بھائی کا بیٹا بتاؤ کہاں ہے" داہم بھی چیخا جبکے مرنے والی بات پر ڈیول دلشاد جیک نے داہم کو خونخوار نظروں سے گھورا۔

"مجھے صرف تمہاری نہیں تم دونوں کی موت چاہیے اور ایک دفعہ مرنے سے تو روز مرنا بہتر ہے تم دونوں کے لیے میرا بدلہ تو ایسے بہت اچھے سے پورا ہوگا" اسفند مسکراہٹ لیے بولا۔

"روک تجھے میں ۔۔"ماہر ضبط اسفند کی طرف بڑھا جس پر اسفند نے نفی میں سر ہلاتے ٹریگر پر انگلی رکھی تو داہم نے ماہر کو روکا۔

"کوشش بھی مت کرنا ماہر۔۔میں مروگا اور تم لوگ زندگی بھر ترستے رہو گے اس کی اولاد کو دیکھنے کے لیے دن رات خود کو ملامت دو گے تم لوگوں کی زندگیوں نے اس کی اولاد کو اس سے دور کیا" اسفند نے کہا جبکہ جیک نے اپنی لہو ہوتی آنکھیں میچی۔

"تمہیں پتا ہے وہ دیکھتا کیسا ہے میں بتاتا ہو۔۔بھوری آنکھیں ہیں اس کی بلکل تمہاری طرف ارسلان میر اتنی صاف رنگت ہے کہ ہاتھ لگانے سے میلا ہو جائے بال بھی تمہارے جیسے شہد رنگ کے ہیں اس کے ناک ہونٹ ہر لحاظ سے وہ تمہاری طرح ہے مگر قسمت سے نہیں تم اپنوں کے بیچ ہو اور وہ دشمنوں کے بیچ ہم نے اسے وہ تکلیفیں دی ہیں کہ جسے سہنے کے بعد ننھی سی جان زندہ نا رہ پائے ایک دفعہ تو میں نے اسکا ہاتھ سگریٹ سے جلایا تھا لیکن ہے تو تمہارا خون سخت جان اتنی جلدی مر کیسے سکتا ہے بھلا۔۔ہاہاہا" اسفند نے زہر سب کے کانوں میں پھونکا سب نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لی ان کا بس چلتا تو وہ خود اسفند کو مار دیتے مگر ان کی

مجبوری تھی کر بھی کیا سکتے تھے جبکہ جیک کی لہو ہوتی آنکھوں نے اسفند کو خونخوار شیر کی نظر سے دیکھا۔

"میرا بیٹا کہاں ہے اسفند میں تمہارے ٹکڑے کردوں گا" جیک دھاڑا۔

"ضرورت نہیں پڑے گی تمہیں اور تمہارا بیٹا ملے گا تمہیں وہ خود آئے گا ایک دن تمہارے پاس لیکن محبت میں نہیں نفرت میں وہ تم سے تمہارے خاندان سے نفرت کرے گا تم نے جن کی وجہ سے اسے ٹھکرایا ہے وہ انھیں تباہ کرنے کے لیے تمہارے سامنے آئے گا" اسفند نے بن خوف کھائے کہا جیک کے دل کو کچھ ہوا جبکہ داہم کو جمال حفیظ کی بات یاد آئی ان کی زندگیوں میں آگے کیا ہونے والا تھا یہ کوئی نہیں جانتا تھا مگر یہ انکشاف جان لیوا تھا سب لوگ ہی اسفند کی بات کا مطلب سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے جب انھوں نے ایک فائر کی آواز سنی۔

"میرا بدلہ پورا ہوا۔۔" اسفند نے کہتے ہی گولی چلائی اسفند کی کن پٹی سے خون زاروقطار بہنے لگا اسفند زمین بوس ہوا اور وہ لوگ اپنی جگہ ساکت رہ گئے بدلے کی آگ نے اس شخص کو اندھا کردیا تھا اتنا اندھا کہ حرام موت مرتے بھی وہ ایک

معصوم کو اس کے خون کے رشتوں سے دور کر گیا تھا وہ لوگ اپنی ناکامی پر ٹوٹ چکے تھے انھیں کیا معلوم تھا اپنے بیوی بچوں کو بچاتے ہوئے وہ لوگ ایک بچے کو کھودے گے جسے سب نے اپنی دعاؤں میں مانگا تھا۔

"ارسلان مجھے معاف "ڈیول جیک کے گلے لگتے بولا جب جیک نے تڑپ کر اپنے بھائی کو روکا۔

"بھائی میرے لیے آپ سے بڑھ کر کچھ نہیں اگر اولاد میرے نصیب میں ہے تو اللہ مجھے اس سے ملوائے گا اور اگر نہیں تو کوئی کچھ نہیں کر سکتا میں اس سب کو اللہ کی رضا مان کر بھولنا چاہتا ہو" جیک نے آنسو پیچھے دھکیلتے کہا اس کے ان دیکھے آنسوؤں سے وہاں کون ناواقف تھا۔

"مگر عائشہ "دلشاد نے کہتے لب کاٹے۔

"آپ میں سے کوئی اسے نا بتائے میں بھی نہیں بتاؤ گا وہ ابھی صبر سے زندگی گزار رہی ہے اسے معلوم ہوا کہ اس کا بیٹا زندہ ہے وہ اس کی جدائی میں روز مرے گی اور میں اسے مرتے نہیں دیکھ سکتا آپ لوگوں کو میری قسم اس بات کو راز ہی رہنے دیجئے گا"

جیک نے کہا تو سب نے اپنے لب بھینچ لیے۔

"بھائی آپ لوگ چلیں شہزادیوں کے پاس اور کسی کو بھی یہاں ہوئے واقعے کے بارے میں بھنک بھی نہیں لگنے دیجئے گا ہماری زندگی میں اب بس خوشیاں ہونی چاہییے آپ میری بات مانے گے نا؟؟" جیک نے کہا تو سب ڈیول نے سر اثبات میں ہلاتے اسے اپنے سینے میں بھینچا۔

رات کا پہر گزر چکا تھا یہ وقت تھا صبح ناشتے کا جہاں تمام خواتین کچن میں گھسی ناشتہ بنانے میں مصروف تھی آج کک سے ہٹ کر سب خواتین نے مل کر ناشتہ بنانے کا سوچا اور اس پر عمل درآمد بھی کیا تھا جبکہ تمام بچے مزے سے لاونج میں بیٹھے ایک دوسرے کو شرارت زدہ نظروں سے دیکھ رہے تھے جیسے کچھ بہت بڑا کرنے والے ہیں یا کچھ بہت برا کسی کے ساتھ ہونے والا ہے ڈیول اپنی کوئین کو ڈھونڈتا سب سے پہلے فریش ہوتا بلیک ٹراؤزر اور وائٹ ہٹی میں نیچے پہنچا تھا پہلے تو وہ زرا حیران ہوا تھا کہ رات کو پیلس پہنچنے سے پہلے ہی آیت ضیغم کے کمرے میں سو چکی تھی جسے ڈیول آدھی رات کو اپنی باہوں میں بھرے اپنے کمرے میں لایا تھا اور صبح صبح ہی

وہ اپنے بستر سے غائب تھی اس نے یا کسی نے بھی بچیوں کے بارے میں ایک دفعہ بھی نہیں پوچھا تھا البتہ ضیغم پر نظر پڑتے ڈیول کو حالات کا پتا نا چلا کیونکہ ضیغم سپاٹ لہجے سے اپنے باپ کو سلام کرتا اپنے کام میں مصروف ہو چکا تھا جبکہ ضیام کے چہرے پر تاثر تھا جیسے کچھ چھپا رہا ہو جبکہ ڈیول کے شریف داماد کا چہرہ حتالمکان نارمل تھا وہاں اس قدر خاموشی تھی کہ ڈیول کو یہ طوفان سے پہلے کی خاموشی محسوس ہوئی ڈیول خود کو تسلی دیتا تعوذ پڑھتا ٹائیننگ ٹیبل کی سر براہی چئیر سنبھال گیا اتنے میں دلشاد بھی اپنے روم سے فریش سا باہر آتا اپنی بیوی کو ڈھونڈنے لگا۔

"تیری ماں کہا ہے ؟؟" دلشاد نے دآیان کو خود کو مسکراتے ہوئے گھورتا پا کر پوچھا دلشاد کو بھی کچھ خطرے کا احساس ہوا۔

"میری ماں سے آپ کو کیا ؟؟" دآیان دوبدوک بولا جبکہ دآیان کی بات پر ڈیول کا ڈمپل واضح ہوا۔

"تیری ماں وہ میری وجہ سے ہی بنی ہے سمجھا "دلشاد ڈیول کے ڈمپل کو دیکھتے اپنے بیٹے اور سمدھی کو آگ لگا گیا۔

" احسان کیا ہے آپ نے ؟؟" دآیان نے پھر باپ کو لاجواب کیا۔

"بلکل ۔۔ اگر میں یہ احسان نا کرتا تو تو اس دنیا میں اپنی قینچی جیسی زبان لے کر پیدا نا ہوتا" دلشاد کا پارہ پل میں ہائی ہوا جبکہ ڈیول تو اپنے داماد کے صدقہ واری ہو رہا تھا۔

"اگر میری ماں نے آپ کی جگہ کسی اور کو چنا ہوتا تو واقعی میری قینچی جیسی زبان نا ہوتی" وہ ان کی پیڑھی کا نیا خانزادہ تھا جو اپنے باپ کے طنز میں اسے اس کی ہی اولاد ہونے کا جتا دیتا تھا۔۔ دآیان کے جواب پر دلشاد کا چہرہ خطرناک حد تک سرخ ہوا۔

"تو میری بیوی کا بیٹا نا ہوتا تو آج میں تجھے زمین میں دفنا دیتا نالائق کمینہ " دلشاد گرجا جبکہ دلشاد کے غصے سے سرخ چہرے کو دیکھتے دآیان نے اس دفعہ تھوک نگلا نوفل، ضیام، ضیغم، ڈیول اور حمیم تو بہت دلچسپی سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔

"شکریہ ڈیڈ پر میں تو مزاق کر رہا تھا آپ تو سیریس ہو گئے" دآیان نے اپنے باپ کے غصے سے ڈرتے اپنی عزت اور ڈھٹائی کو برقرار رکھتے کہا تو دلشاد نے بھی اپنے بیٹے کی کیفیت سمجھتے طنزیہ مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی جس پر دآیان مسکرا بھی نا پایا تو

باقی بچوں کا دآیان کی خطرناک بے عزتی پر قہقہہ چھوٹا تو دلشاد بھی ڈائیننگ ٹیبل پر اپنی نشست سنبھال گیا اور اتنے میں ہی نوریز، داہم ، ہشام ، ماہر اور جیک بھی فریش ہوتے باہر آئے اور ڈائیننگ چئیرز پر براجمان ہوئے تو بچے بھی خوش دلی سے اپنی سیٹ سنبھال گئے۔

"زین بھائی اتنا سناٹا کیوں ہے ؟" داہم کو بھی کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔

"کیونکہ آج آپ سب کی بینڈ بجنے والی ہے" ضیام کی زبان پھسلی جسے ضیغم کی گھوری نے بریک دیا وہ تو شکر تھا مرد حضرات ان کی طرف متوجہ نا تھے ورنہ ضیام کی بات سنتے ضیام پر ٹوٹ پڑتے۔

"مجھے کیا پتا میں تو خود پریشان ہو آیت کے بیہیویر سے بس اللہ میری حفاظت کرے" ڈیول نے پریشانی سے کہتے اپنے لیے باقاعدہ دعا کی۔

"ہم نے کیا بگاڑا ہے ہمارے لیے بھی دعا کر لو ڈیول" جیک نے ناراضگی سے کہا اسے بھی عائشہ کا برتاو تھوڑا کھٹک رہا تھا اسی لیے بولا جبکہ تمام مرد حضرات نے پھیکی مسکراہٹ سے جیک کو دیکھا وہ اپنا غم چھپائے کس طرح ان کے ساتھ

مسکرا رہا تھا سب کی نظروں کا مفہوم سمجھتے جیک نے شرمندگی سے سر جھکا لیا وہ جتنی بھی کوشش کرے وہ ان لوگوں سے اور خاص کر ڈیول سے اپنی کیفیت کبھی نہیں چھپا سکتا۔

"ہاں بلکل پٹواری بھائی صحیح کہہ رہے ہیں ہمارے لیے بھی دعا ہونی چاہیے" داہم نے جیک کے شرمندگی کو خاطر میں نا لاتے ہوئے اس کی پیٹ کو تھپتھپاتے ماحول کو خوشگوار کیا تو ڈیول نے بھی تمام مرد حضرات کے لیے اجتماعی دعا کی تو بچوں نے ان لوگوں کو اگنور کرتے اپنی ماؤں کے آنے کا انتظار کیا جو کچھ ہی پل میں ختم ہوا آیت ، عنایہ ، ہالے ، دلکش عائشہ ، مہک اور نمل اپنے ہاتھوں میں لوازمات سے سجی ڈشز ڈائننگ ٹیبل پر رکھ گئی اور اپنے شوہروں کو سرو کرتی ان کے برابر میں بیٹھی بچوں کے لیے الگ ناشتہ بنایا گیا تھا جنھیں ملازماؤں نے سرو کیا تھا اور وہاں سے چلی گئی ڈیول نے آیت کو دیکھتے مسکراتے ہوئے اپنی پلیٹ سے فروٹ سیلڈ کا سون منہ میں رکھا تو جیسے ڈیول کے منہ سے اب نکلی اتنی مرچی تھی کہ ڈیول کی آنکھوں میں آنسو اور کانوں سے دھواں نکلتے تمام بچوں نے باخوبی نوٹ کیے تھے ہاں دھواں بس امیجن کیے تھے جبکہ آیت مکمل اگنور کرتی اپنا بریک فاسٹ کر رہی تھی ڈیول نے

جوس پینا چاہا تو آیت نے جوس کا جگ پکڑتے اسے اپنے گلاس میں ڈال کر ہونٹوں سے لگاتے جگ عنایہ کو پاس کیا جبکہ ڈیول کا بس نا چلا وہ دھاڑے مار مار کر رو لے۔

"ڈیول ناشتہ پورا ختم کرو تمہاری پلیٹ میں ایک چیز بھی باقی رہی تو تم پیلس سے باہر ہو گے" آیت نے بنا ڈیول کو دیکھے سنجیدگی سے کہا تو تمام مرد حضرات نے حیرانی سے آیت اور ڈیول کے خطرناک حد تک سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا۔

"آپ کیا میرے بھائی کی شکل دیکھ رہے ہیں ناشتہ کریں" عنایہ نے دلشاد کو ڈیول کو دیکھتا پا کر سرد مہری سے کہا عنایہ کی آواز میں اتنی سرد مہری تھی کہ دلشاد عنایہ کے انداز پر کچھ بول ہی نا سکا البتہ فرائڈ چیز آملیٹ منہ میں خاموشی سے رکھ گیا جو حال ڈیول کا تھا اب دلشاد وہ محسوس کر رہا تھا جبکہ دآیان نے جوس پیتے اور اپنے باپ کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتے اپنے دل میں سکون محسوس کیا۔

"ناشتہ رکھا ہے سامنے کرو یا منہ میں ڈھونسو تمہارے" یہ ہالے تھی جو داہم کو ڈیول اور دلشاد کو دیکھتا پا کر گرجی تھی داہم نے تھوک نگلتے نفی میں سر ہلایا اور چپ چاپ کھانے لگا بائل ایگ کا ٹکرا منہ میں ڈالتے داہم کو لگا جیسے نمک کی کان اس کے منہ

میں گھل چکی ہے داہم سے نگلنا مشکل ہوا وہ اٹھ کر اس زہر کو اگلنے کے لیے جانے لگا جب ہالے نے داہم کا ہاتھ پکڑتے روکا۔

"ناشتہ ختم کیے بنا اٹھے تو ٹانگیں توڑ دونگی تمہاری میں" ہالے نے سپاٹ چہرے سے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا تو داہم ہالے کے لفظوں کی تاب لاتے ہوئے خاموشی سے آنکھوں میں تکلیف کے تاثرات لیے واپس براجمان ہوا۔

"تمہیں کو لکھ کردوں میں ناشتہ کرو" عائشہ نے جیک کو دیکھتے کہا تو جیک تھوک نگلتا کبھی ان تینوں کو دیکھتا تو کبھی اپنی پلیٹ میں رکھے سینڈوچز کو نا کھاتا تو بے موت مرتا اور کھاتا تو شاید ڈیول دلشاد اور داہم جیسا حال ہوتا اس کا مگر کر کیا سکتا تھا بیچارہ اس لیے کھانا ہی مناسب سمجھا اور پہلی بائٹ لیتے ہی جیک کے منہ میں ثابت کالی مرچ اور ہری مرچ کے بیج زبان سے ٹکرائے جن کا ذائقہ جیک کو موت کی سیر کروا گیا جبکہ دلکش مہک اور نمل کو بولنے کی ضرورت ہی پیش نا آئی ان کی ایک نظر نے ان کے میاں کے منہ میں ناشتہ گھلتے ہی ان کی دنیا ہلادی تھی سب کے چہرے ایسے تھے جیسے کاٹو تو لہو نکلے ڈیول دلشاد داہم ماہر نوریز جیک اور ہشام کو اپنے ناکردہ گناہ بھی

لذت سے یاد آئے سو سو کرتے انھیں نے ایک گھنٹے میں وہ کھانا نگلا جبکہ ان کی بیویاں بھی انھیں سپاٹ چہرے سے دیکھتی ناشتہ کیے جارہی تھی ایسے چھوٹے چھوٹے نوالے لیتے جیسے انسان نہیں چڑیا ہو تو بچے بھی اپنی ماؤں کا ساتھ دیتے مرد حضرات کی حالت سے کافی محفوظ ہو رہے تھے۔

"کونگ خوش ہو تم ؟؟" دآیان نے ضیغم کے ڈمپل واضح ہوتے دیکھتے سرگوشی میں پوچھا وہ ضیغم کی بائیں سیٹ پر تو بیٹھا تھا۔

"بہت۔۔۔" ضیغم نے دآیان کو دیکھتے کہا اور پھر رخ مرد حضرات کی طرف کیا ضیغم کو جیسے آج مزہ آیا تھا مرد حضرات کی حالت سے وہ لوگ جس بچے کو شریف ، سنجیدہ اور سمجھدار سمجھتے تھے اگر انھیں یہ پتا چل جاتا کہ ان سب کی حالت کا زمہ دار یہ ہی مافیا خاندان کا بڑا شریف بیٹا ہے تو سب نے خود کو اپنی کم عقلی کے لیے ایک دفعہ ضرور شوٹ کر لینا تھا۔

"پھر بھی کتنے ؟؟" دآیان نے مسکراہٹ چھپائے ضیغم کو چھیڑا جو چڑ کر اب دآیان کی طرف متوجہ ہوا۔

"اتنا کہ دل کر رہا ہے تمہارا منہ لال کر دوں" ضیغم نے جوس کا گلاس ہونٹوں سے لگائے کہا۔

"استغفر اللہ۔۔میں نہیں کرنے دوں گا مانا تم خوش ہو لیکن ضیام بننا ضروری نہیں" دآیان اس کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے معصوم بنے انجان ہوا جبکہ اس کی بات سنتے ضیغم کو اچھو لگا۔

"میں بننے کی کوشش بھی نہیں کر رہا سالے۔۔میرا دل کر رہا اپنے ہاتھوں سے تمہارا منہ لال کر دوں" ضیغم نے دانت پیستے کہا اور گلاس سائیڈ کرتے نیپکین سے منہ تھپتھپاتے دآیان کو جتایا جو سالا لفظ سنتے منہ بنا کر رہ گیا۔

"ہم نے کیا کیا ہے ایسا جو آپ لوگ ہمیں سزا دے رہی ہیں" داہم کی بس ہو چکی تھی اس نے اگر مزید کچھ منہ میں ڈالنے کے لیے ہاتھ ناشتے کی پلیٹ کی طرف بڑھایا ہوتا تو اپنے بائیں ہاتھ سے ضرور اپنا دائیاں ہاتھ کاٹ کر پھینک دیتا داہم ایک دم اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے ہوئے احتجاج کر گیا سب نے بھی ہاتھ روکے نیپکین منہ پر رکھے آنسو ٹپکاتی نظروں سے اپنی ڈائن بیویوں کو دیکھا۔

"ایسا کونسا گناہ کر دیا جس کی سزا مرچے کھلا کھلا کر مل رہی ہے ہمیں" ڈیول نے بھی دہائی دیتے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ مرچے کون لے کر آتا ہے پیلس میں۔۔۔میں ابھی اس کی قبر لال مرچوں کے ڈیرے پر بنواتا ہو" ماہر نے بھی سو سو کرتے لال ناک کے ساتھ کہا کم چیخا زیادہ اور سینے پر ہاتھ مسلتا کھڑا ہوا۔

"مجھے نہیں کھانا یہ ناشتہ میرے تن بدن میں خون کی جگہ یہ مرچیں رینگ رہی ہیں" جیک نے کھڑے ہوتے ہوئے پانی کی طرف لپکتے دہائی دی جس کے ہاتھ سے پانی کا جگ فورا عائشہ نے کھینچتے بچوں کو پاس کیا۔

"میں نے اپنی زندگی میں کبھی ایسا مرچوں میں ڈوبا ناشتہ نہیں کیا" دلشاد نے بھی بے

چارگی سے کہا اور سسکی لیتا کھڑا ہوا۔

"تم تو میٹھی چھری ہو میری یہ تیکھی مرچ بنتے مجھے مرچیں کیوں لگانے پر تلی ہو" نوریز نے بھی نمل کو دیکھتے کم گھورتے کھڑے ہوتے کہا۔

"میں نے۔۔" ہشام بھی اپنی جگہ چھوڑے کچھ کہتا کہ اب خواتین کی بس ہو چکی تھی ان کی دہائیاں سنتے... اس لیے سب خواتین ایک ساتھ کھڑی ہوتی ٹیبل پر ہاتھ مارتی اٹھی تھیں تو مرد حضرات فورا دبک کر اپنی کرسیوں پر ایک ساتھ بیٹھے تھے وہ لوگ سہمی بلی کی طرح اپنے بیویوں کو دیکھ رہے تھے جو خونخوار شیرنیاں بنے انھیں سالم نگلنے کے لیے تیار تھیں۔

"ہماری بیٹیاں کڈنیپ ہوئی ہیں ؟؟" عائشہ نے غراتے ہوئے جیک کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھتے ہوئے پوچھا تو جیک کی سانس ہٹکی مرچوں کی جلن ایک دم منہ سے

غائب ہوئی۔

"میں تمہارے سامنے رو رہی تھی ذلیل انسان اپنی بیٹی کے لیے لیکن تمہارے منہ سے اف تک نا نکلی" ہالے نے بھی ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہتے داہم کو باور کروایا داہم کے جہاں پسینے چھوٹے وہی ضیغم کو مزا آیا۔

"واہ کیا بات ہے پریٹی ہالے دل کر رہا ہے آپ کے ہاتھ چوم لو اتنا اچھا ناشتہ کرنے کے بعد" ضیام نے واہ تو داہم کی بے عزتی پر کیا تھا مگر آیت کی گھوری سے کور کرتے ہوئے بات ناشتے پر بنائی جبکہ داہم کا دل کیا اس ٹھرکی دنیا کی زبان کاٹ دے داہم کو معلوم تھے یہ جو لطف لے رہا تھا داہم کی بے عزتی پر لے رہا تھا۔

"آپ نے اپنی بیٹی کے لیے پریشان کیا رولایا" عنایہ بھی دلشاد کو گھورتی چیخی تو دلشاد نے دونوں ہاتھ اپنے کانوں پر رکھتے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر اپنی بیوی کو

دیکھا۔

"میں کتنی فکر مند تھی بچیوں کے لیے لیکن آپ کو میری فکر سے کوئی فکر نہیں ہوئی میری.... جبکہ میری طبعیت بھی کتنے دنوں سے خراب ہے آپ نے اس بارے میں بھی نہیں سوچا" دلکش نے بھی مایوسی اور افسوس سے غصے کے عالم میں ماہر کو دیکھتے کہا جس نے بولنے کے لیے لب کھولے مگر الفاظ ہی ساتھ نا دے پائے ماہر کے تو چپ چاپ سہمی بلی کی طرح بیٹھا رہا۔

"میں نعمل کا نام لے لے کر رو رہی تھی اور آپ کے منہ سے ایک لفظ سچائی کا نا پھوٹا" نمل کو بھی بے حد غصہ آیا جبکہ نمل کی سرخ پڑتی آنکھوں کو دیکھ نور یز نے اپنے منہ اور آنکھوں کے سامنے نیپکین پھیلائی اور خود کو نمل کی خونخوار نظروں سے بچایا۔

"مجھے حمامہ کی کتنی یاد آرہی تھی کیا کیا وسوسے پیدا ہو رہے تھے دل میں مگر آپ ہشام آپ نے ایک دفعہ بھی سچ نا بولا مجھ سے" مہک بھی ہشام پر غرائی۔

"میرا تو شوہر، کڈنیپر شوہر تھا جس نے مجھ سے شادی مجھے کڈنیپ کر کے کی اور اب لڈنیپر باپ بھی ہے جس نے اپنی بیٹی کو خود کڈنیپ کیا ہے تم ڈیول کنگ، مافیا ورلڈ کے کام میرے پیلس میں سر انجام دینے لگے" آیت نے مٹھی میں فوک دبوچے غصے سے چیختے ہوئے کہا تو ڈیول کی نیلی آنکھیں کبھی آیت کو دیکھتی تو کبھی فوک کو وہ مافیا ورلڈ کا ڈیول کنگ، جس نے ہزاروں خون کیے تھے، ہزاروں لوگوں کے ٹکڑے کیے تھے، جسے مافیا ورلڈ میں شارپ شوٹر کہا جاتا تھا وہ مافیا کنگ اپنی بیوی کی دھاڑ پر سہمی ہوئی معصوم بھیگی بلی بنے اس سے ڈر رہا تھا ڈیول کی حالت دیکھتے سب سے زیادہ خوشی دلشاد کو ہوئی تھی جو مرچوں کا ذائقہ منہ میں لیے ڈیول کا ڈر دیکھتے جیسے دلشاد کے منہ میں گلاب جامن گھل رہے تھے دلشاد اپنے ہاتھ کانوں سے ہٹائے قہقہہ لگانے والا تھا مگر عنایہ نے اس کا منہ دبوچا۔

"بہت شریف ہے نا آپ .. مافیا خاندان کے شریف داماد .. ہنہ .. اپنی بیٹی کو کڈنیپ کرنے والے کڈنیپر خانزادے" عنایہ نے دلشاد کی شیو پر اپنا پورا ہاتھ پھیلاتے ہوئے دبوچنا چاہا جس سے عنایہ کے صنف نازک ہاتھ میں دلشاد کا مردانہ چہرہ تو نا آیا مگر پھر بھی وہ غصے کے عالم میں اپنے سرپھرے خانزادے کی شیو دبوچ گئی اور غصے سے سرخ ہوتی ناک سے بولی دلشاد تو اپنی معصوم بیوی کا غنڈوں والا روپ دیکھتے دنگ ہی رہ گیا۔

"آیت میری جان .. یہ سب ہم نے اپنے دشمنوں کے لیے کیا اگر ہم اپنی بیٹیوں کو کڈنیپ نا کرتے تو ہمارے دشمن کر لیتے" ڈیول نے کہا۔

"زین بھائی بلکل ٹھیک کہ رہے ہیں ہم سب کی جانوں کو خطرہ تھا اس لیے ہم سب نے یہ پلان کیا" داہم نے ڈیول کا ساتھ دیتے کہا۔

"ہماری بیٹیاں بلکل محفوظ ہیں فارم ہاؤس پر ہے ہمارے سیکیورٹی لیڈی اسٹاف کے ساتھ "ماہر نے بھی دلکش کو دیکھتے تسلی دی۔

"دشمنوں کا صفایا ہو چکا ہے اب ہمیں ہماری فیملی اور بچوں کو کسی بھی قسم کا خطرہ نہیں ہے "ہشام نے سب کو پر سکون کرتے کہا۔

"مانا ہم نے آپ لوگوں سے چھپایا غلط کیا.. لیکن یہ سب صرف اس لیے کیا کہ دشمن ہم پر نظر رکھے تھے اور ہم کوئی خطرہ نہیں افورڈ کر سکتے تھے "جیک نے بھی تفصیل دی۔

"کیا آپ لوگ یہ چاہتی تھیں کہ ہمارے بجائے ہماری بیٹیوں کو دشمن اغواہ کر لیتے؟؟"نوریز نے صلح کرنے کی کوشش کرتے سب خواتین سے پوچھا جن کے

چہرے پر غصے کی جگہ اب سکون تھا تمام خواتین نے نوریز کی بات پر سر نفی میں ہلایا۔

"مجھے حمامہ کو دیکھنا ہے" مہک نے ہشام کو دیکھتے معصومیت سے ممتا کی تڑپ لیے کہا تو ہشام نے کھڑے ہوتے مہک کو اپنے حصار میں لیا۔

"گڑیا کچھ دیر میں اجائے گی سب .." ڈیول نے مہک سے کہا۔

"کیا اب ہمیں نارمل ناشتہ مل سکتا ہے ؟؟" دلشاد نے اپنی بیوی کو دیکھتے معصومیت سے پوچھا تو سب خواتین اپنے معصوم شوہروں کو دیکھتی یک دم ہنس پڑی اور سر اثبات میں ہلا گئیں اب تمام مرد حضرات کو لذیز ناشتہ سرو کیا گیا جبکہ بچہ پارٹی اپنی ماؤں کے اتنی جلدی مان جانے پر سارا مزہ خراب ہوتے دیکھ منہ بناتی وہاں سے اٹھی تھی ناشتہ وہ سب لگ بھگ کر ہی چکے تھے تمام مرد حضرات نے خوشگوار ماحول میں ناشتہ کرتے لاؤنج کا رخ کیا انھیں وہاب صاحب ، کاشان صاحب اور

احان صاحب کی فرمائش پر ضروری بات کرنی تھی اور پھر اپنے کاموں کی طرف بھی نکلنا تھا داہم نے صوفے پر بیٹھتے ایک نظر بچوں کو دیکھا جو اب بھی ناراض ناراض سے سپاٹ چہرہ لیے بیٹھے تھے خواتین ان سب کے ساتھ تھیں۔

"آپ لوگ مجھے پہلے یہ بتائیں یہ خبر کس نے بتائی کہ بچیوں کو ہم نے کڈنیپ کیا ہے؟؟" ڈیول نے آیت اور تمام خواتین کی طرف رخ کرتے پوچھا ڈیول کی بات پر سب خواتین نے ایک دوسرے کو دیکھا جیسے اشارہ کر رہی ہو کیا بتادیں؟؟

"مجھے پتا ہے" داہم نے تمام خواتین کو ہنوز چپ رہتے دیکھ کر کہا۔

"کس نے چھوٹے خانزادہ؟؟" ڈیول نے پوچھا۔

"مافیا کونگ.. ضیغم زین کمال نے" جواب دلشاد نے دیا تھا سب کی گردنیں یکدم

ضیغم کی طرف سوالیہ نظریں سے گھومی ضیغم نے مگر ضیغم کو کیسے پتا ؟؟ سب کے لیے حیرت کی انتہا تھی۔

"بتاؤ کونگ تمہیں کیسے پتا چلا" داہم نے مسکراتے ہوئے کہا ضیغم نے سر جھٹکا اور ہلکا سا مسکرایا وہ مسکراہٹ جو زیادہ تر مافیا ورلڈ کے خطرناک لوگوں کو حیران و پریشان کرتے ہی عیاں ہوتی تھی۔

"جب میں نے ڈیڈ کو کال کی ڈیڈ نے سمپل ہمیں پیلس آنے کا کہا اور جب ہم پیلس آئے تو ڈیڈ اور آپ سب کا چہرہ سپاٹ تھا آپ لوگوں کے چہرے اور باڈی لینگویج سے رئیل غصّہ ظاہر نہیں ہو رہا تھا تو مجھے وہی سے شک ہوا پھر رات کو میں نے ڈیڈ کے روم میں جاتے لیپ ٹاپ پر سی سی ٹی وی فوٹیج چیک کی تھیں جن میں کرائم آفس ،پیلس کے چاروں اطراف کی سیکیورٹی اور ایک فارم آفس کی بھی سیکیورٹی سی سی ٹی وی فوٹیج موجود تھی جس میں زرقاء سمیت تمام لڑکیاں اپنے روم میں سو

رہی تھی میں نے یہ بات ضیام، دآیان، نوفل، حمیم کو بتائی... اور میں نے یہی سوچا کہ پہلے ڈیڈ سے بات کروں گا مگر آپ کل لیٹ ہو گئے تھے اور ماما نے رو رو کر برا حال کر لیا تھا پرنسس ساسوں موم بھی پریشان تھیں تو میں نے سب کو بتا دیا" ضیغم نے ساری بات سب کے پیش نظر کی تو ڈیول، ماہر، ہشام، جیک کو کرنٹ لگا۔

"تمہیں ڈیول کے لیپ ٹاپ کا پاسورڈ پتا ہے؟؟" جیک نے صدمے سے پوچھا کیونکہ ان کی اتنے سالوں کی زندگی میں ڈیول کے موبائل تک کا پاسورڈ کسی کو بھی معلوم نا تھا حالانکہ جیک مافیا ٹیم کا فرسٹ پوزیشن ہیکر تھا جیک کا صدمہ بنتا تھا جبکہ ڈیول کے ڈمپل پھر واضح ہوئے اور وہ کھلکھلا کر ہنس دیا اس کی کھلکھلاہٹ بھی ساحرانہ تھی آیت نے دل ہی دل میں اپنے بیٹے کی نظر اتاری وہ مسکراتے ہوئے نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگتا تھا۔

"مجھے ڈیڈ کا پاسورڈ نہیں پتا لیکن میں نے الرٹ انیٹ کیا تھا" ضیغم نے مسکراتے سادگی سے کہا جیک کا صدمے سے برا حال ہوا سب کو حیرانی پہ حیرانی ہوئی وہ آٹھ سال کا

بچہ کمپیوٹر ایکسپرٹیس پر کام کر رہا تھا ڈیول کے ڈمپل نمایا ہوئے۔

"آخر داماد کس کا ہے؟؟" دلشاد نے شان بے نیازی سے کندھے اچکاتے سارا کریڈٹ خود لیا تو ڈیول نے دلشاد کو بے زاریت سے دیکھا۔

"سیریسلی؟؟" ڈیول نے کہا۔

"افکورس" دلشاد نے جواب دیا۔

"لیکن تم دونوں خانزادوں کو کیسے پتا کہ یہ کام ضیغم نے کیا ہے" نوریز نے پوچھا تو دلشاد اور داہم مسکرائے۔

"کیونکہ اتنا شارپ مائنڈ صرف ڈیول کنگ کے بیٹے کا ہو سکتا ہے، ڈیول کے لیپ ٹاپ میں ہی کلو تھا لڑکیوں کا اور ڈیول کے لیپ ٹاپ کو اب یوں ہی تو کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا، ضیغم بلکل اپنے باپ کی طرح جو سوچتا ہے" دلشاد اور داہم یک زبان ہو کر بولے تو دآیان نے منہ بنایا اپنے سالے کی تعریف پر جبکہ ضیام، نوفل حمیم اور ماہ دِیر کو اپنے کونگ کی تعریف پسند آئی تھی۔

"ہماری بیٹیاں کب آئے گی؟؟" عنایہ نے بے قراری سے پوچھا۔

"آنے والی ہی ہونگی پرنسس "ڈیول نے اپنی بہن کو جواب دیا سب بچے اب گارڈن ایریا کی طرف بڑھ رہے تھے کھیلنے کے لیے جب حمیم کو ایک دکھ نے آگھیرا۔

"کونگ بھائی آپ سب کے پاس گرلز ہیں میرے پاس نہیں کیا مجھے کوئی گرل نہیں ملے گی" حمیم نے مایوسی سے پوچھا اور گھاس پر بیٹھ گیا تو ضیغم بھی حمیم کے پاس بیٹھ گیا۔

"تمہیں بھی مل جائے گی صبر رکھو چھوٹے خان "ضیام نے ایک ڈمپل کی نمائش کرتے کہا۔

"کب ؟؟" حمیم نے بے صبری سے پوچھا۔

"جب تک تمہیں گرل نہیں ملتی تب تک ہم ضیام کو فراک پہنا کر تمہاری گرل بنا دیتے ہیں کیونکہ تمہاری ضیام سے اچھی بنتی ہے اور ضیام کو لڑکیوں کے بارے میں زیادہ پتا ہے تو وہ تمہارے لیے آرام سے لڑکی بن سکتا ہے" ضیغم نے دماغ لگاتے بولا تو ضیام کو صدمہ ہوا جبکہ دآیان نوفل ، اور حمیم نے اپنی ہنسی چھپائی۔

"کونگ میں لڑکا ہو !۔۔میرے ساتھ ایسے کیسے کر سکتے ہو تم میری ہونے والی بیوی

لیا سوچے گی میرے بارے میں" ضیام کو تو الگ ہی فکر تھی۔

"ضیام بھائی زیادہ نہیں آپ کو ایک عدد اپنی سہیلی سمجھے گی" ماہ دِیر نے اپنے کونگ کی شرارت میں ساتھ دیتے کہا۔

"تجھے بیوی ملے گی تب کی بات ہے ٹھرکی دنیا۔۔ کوئی بے وقوف ہوگا جو تجھے اپنی بیٹی دے گا" نوفل نے بے زاریت سے کہا اسے یہ ٹھرکی دنیا زرا نہیں پسند تھا۔

"تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے بقول تمہارے اس بیوقوف نے تین سال کی عمر میں مجھے خود چنا تھا" ضیام کی آنکھیں چمکی اور اسے اپنی اور نوریز کی کال یاد آئی اور انجان نوفل اپنے باپ کو ہی الٹا سیدھا بولے جا رہا تھا۔

"کون ہے وہ بیوقوف+ الو جو تجھ جیسے کمینے کو اپنی بیٹی دینے کو تیار ہے" نوفل نے اشتیاق سے پوچھا۔

"وہ بیوقوف+ الو تیرا باپ ہے" ضیام کی بات پر نوفل کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں جس پر سب نے جہاں اپنی ہنسی چھپائی تو ضیام کا قہقہہ گونجا جسے سنتے نوفل ضیام کے پیچھے بھاگا جسے بریک لاونج میں واپس بڑوں کے پاس آتے لگی جبکہ نوفل بھی

ضیام کو گھورتا خاموش ہی رہا ضیغم دآیان اور حمیم بھی ان کے پیچھے وہاں پہنچے تھے ضیام آنکھوں کے اشاروں سے ضیام کو چھیڑ رہا تھا جبکہ نوفل بنا طیش میں آئے خاموش رہا کیونکہ اگر ضیام نے لب کھولے تو وہ اپنے باپ کے ہاتھوں بے موت مارا جائے گا بھلائی چپ رہنے میں ہی تھی۔

"پاپا، چاچو اور انکل چاہتے ہیں کہ ہم بچوں کا نکاح کل مقررہ دن پر ہی کر دیں وہ لوگ بھی آج رات کو آنے والے ہیں" نوریز نے کہا تو سب نے سر اثبات میں ہلایا بڑوں نے بچوں کا نکاح بچپن میں ہی کرنے کا فیصلہ کیا تھا اور کل کا دن مقرر تھا۔

"واؤ پھر تو نکاح کے بعد نعمل میری وائف ہوگی" ضیام نے بات سنتے ہی نعرہ لگایا جبکہ اس کے نعرہ پر نوفل کا منہ سرخ ہوا تو باقی بچوں نے ضیام کی شرارت پر ہنسی چھپائی۔

"بلکل" ہشام نے ضیام کی تائید کی۔

"صرف وائف ہی نہیں آپ کی زمہ داری بھی ہوگی" آیت نے اپنے بیٹے کو خوش دیکھتے اس کی معلومات میں اضافہ کیا۔

"ادھر آؤ آپ سب "ڈیول نے ضیغم ضیام ، دآیان ، حمیم اور نوفل کو اپنے پاس بلایا تو سب ہی مرد حضرات کے پاس بیٹھے۔

"نکاح کا مطلب پتا ہے کیا ہوتا ہے ؟؟"ڈیول نے سب بچوں کو دیکھتے پوچھا جنھوں نے نفی میں سر ہلایا۔

"نکاح کا مطلب ہوتا ہے اللہ کا بنایا پاک رشتہ "داہم نے تمام بچوں کو دیکھتے ماہ دِیر کو پیار کرتے کہا۔

"جیسے ہمارا اور آپ کی مما جان کا رشتہ "نوریز نے نوفل کو پیار کرتے کہا تو نوفل سمیت سب نے مسکراتے سر اثبات میں ہلایا۔

"نکاح زمہ داری بھی ہے "دلشاد نے کہا۔

"کیسی زمہ داری ؟؟"نوفل نے نا سمجھی سے پوچھا۔

"اپنی وائف کو پروٹیکٹ کرنے کی زمہ داری اسے کنفرٹ دینے کی زمہ داری " ماہر نے کہا تو سب ہی مسکرائے۔

"کیا آپ لوگ اپنی ہونے والی وائف کو پروٹیکٹ کرے گے ؟؟" عنایہ نے سب

سے پوچھا۔

"یس" سب نے یک زبان کہا تو تمام بڑوں کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری۔

"تو کل آپ لوگوں کا نکاح ہے اور کل کچھ خاص مہمان بھی آئے گے آپ سب سے ملنے کے لیے" ڈیول نے کہا تو سب نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا۔

"لیکن میری وائف کون بنے گی میرا نکاح کیسے ہو گا؟؟" حمیم نے مایوسی سے پوچھا تو سب ہی حمیم کی بات پر مسکرائے۔

"آپ جب بڑے ہو گے تو اپنی وائف خود ڈھونڈ لینا۔۔ اپنی پسند سے" جیک نے جیسے حمیم کے مسئلے کا حل پیش کیا تو حمیم کو یہ حل پسند آیا وہ جیک کے گلے میں اپنی باہوں کا ہار ڈال کر کس کر گیا حمیم کی حرکت پر سب ہی مسکرا دیے کچھ ہی دیر میں لڑکیاں بھی وہاں پہنچ چکی تھیں جن سے ملتی خواتین بے حد خوش تھیں البتہ داہلیہ نے ماہ دیر کو دیکھتے نظریں پھیریں تھیں وہ سمجھ چکا تھا کہ داہلیہ اسکول والی بات کو لے کر اب بھی ماہ دیر سے خفا تھی ان سب کو شادی تک پیلس میں ہی رکنا تھا داہلیہ لڑکیوں کے روم میں پہنچتی کچھ دیر ماہ دِیر کا سخت لہجہ یاد کرتی روتی رہی پھر فریش

ہونے کے لیے وشروم کی طرف بڑھتی کہ ماہ دیر بنا آواز کیے داہلیہ کے روم میں اس کا

رستہ روک گیا ماہ دِیر کب سے دیوار کے ٹیک لگائے سرخ گلاب جو داہلیہ کو بہت پسند

تھا لیے کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا داہلیہ کی سنہیری نظریں ماہ دِیر کی کرسٹل گرے

نظروں سے ملی داہلیہ نے ماہ دِیر سے نظریں چرائی اس کی آنکھیں سرخ تھیں۔

"آئی ایم سوری پری میں معافی مانگ تو رہا ہوں" ماہ دِیر نے سرخ گلاب سر جھکائے

داہلیہ کے سامنے کرتے کہا۔

"مجھے نہیں چاہیے آپ نے مجھے ہرٹ کیا دِیر" داہلیہ نے سو کرتے گلاب سے نظریں

چرائیں۔

"گلاب مرجھا جائے گا پری جیسے رونے سے تم مرجھا گئی ہو" ماہ دِیر نے ایک ہاتھ

بڑھاتے داہلیہ کے چہرے سے آنسو صاف کیے جو پھر اس کے پھولے سرخ گالوں

پر بہنے لگے تھے۔

"پری تم اگر مجھ سے مزید ناراض رہی تو میں بھی تم سے ناراض ہو جاؤ گا" ماہ دیر نے

ایک لمبی سانس کھینچتے داہلیہ کو پھر آنسو بہاتے دیکھ کر کہا تو داہلیہ نے فوراً نفی میں سر

ہلاتے ماہ دیر کو دیکھا جو داہلیہ کی حرکت پر مسکرا دیا بلاشبہ وہ مسکراتا بہت پیارا لگا کرتا تھا داہلیہ نے ماہ دیر کو مسکراتا دیکھ اس سے گلاب لیا داہلیہ نے گلاب لیتے اس کی خوشبو اپنے اندر اتاری داہلیہ کی یہ عادت تھی وہ گلاب کی خوشبو کو ہمیشہ ایسے ہی اپنے اندر اتارتی تھی۔

"تھینک یو دِیر" داہلیہ نے لمبی سانس لیتے کہا۔

"یور آلویز ویلکم میڈیم "ماہ دِیر نے سر کو خم کیے کہا تو داہلیہ کھلکھلا دی ماہ دِیر ہمیشہ داہلیہ کے شکریہ ادا کرنے پر ایسے ہی کہتا تھا۔

یہ منظر تھا صبح کا جہاں پیلس کو سجایا جا رہا تھا نکاح کی تقریب میں صرف اپنے ہی شامل تھے اور دو عزیز خاندان جن کے درمیان دشمنی عروج پر تھی لیکن وہ دونوں ہی ڈیول، دلشاد اور نوریز کے لیے بے حد ضروری تھے اور ان لوگوں کے لیے بھی یہ لوگ اتنے ہی ضروری تبھی تو ڈیول اور دلشاد کی ایک فون کال پر وہ لوگ وہاں آنے کو رضا مند ہو چلے تھے ایک دوسرے کی موجودگی جاننے کے باوجود۔۔ہر کوئی گھن چکر

بنا گھوم رہا تھا لڑکیوں کو ان کی ماؤں نے نکاح کے بارے میں کچھ معلومات دی تھی جیسے مرد حضرات نے لڑکوں کو دی تھی تبھی سے ہی زرقاء، دیانہ، نعمل، حمامہ کا منہ بنا ہوا تھا البتہ داہلیہ کافی خوش تھی ان لوگوں کے ہاتھوں پر ابھی ابھی خواتین نے مہندی کا ڈیزائن بنایا تھا جبکہ داہلیہ مہندی لگانے کے لیے کچھ دیر میں بیٹھنے والی تھی۔

"مجھے تو تمہارا بھائی بلکل نہیں پسند بڑا آیا مافیا کونگ ۔۔۔ہنننہ" دیانہ نے منہ بناتے بے زاریت سے کہا اسے تو یہ سوچ سوچ کر ہی غش پڑ رہے تھے کہ کونگ کے ساتھ وہ ہمیشہ رہنے والی ہے حالانکہ عنایہ نے اسے سمجھایا تھا کہ ابھی صرف نکاح ہو گا جب ساری لڑکیاں بڑی ہونگی تب وہ اپنے شوہروں کے ساتھ رہے گی لیکن رہنا تو پھر بھی اس نک چڑے کونگ کے ساتھ تھا یہی سوچ سوچ کر دیانہ کو کہی سکون نہیں مل رہا تھا۔

"مجھے بھی تمہارا وہ کالی آنکھوں والا بندر بلکل نہیں پسند ۔۔ہنہ" زرقاء بھی اپنے ہینڈسم بھائی کی شان میں گستاخی سنتے منہ بنا کر بولی تو دیانہ نے اسے گھورا۔

"مگر مجھے تو میرا کونگ بھائی بہت پسند ہے ہاں بس وہ غنڈہ یوسفزئی نہیں پسند" حمامہ کی بات پر نعمل نے اپنے بھائی کا سنتے منہ بنایا۔

"مجھے تو سب بھائی ہی پسند ہیں لیکن ضیام کے سامنے نہیں بول سکتی وہ ناراض ہو جائے گا مجھ سے" نعمل نے منہ بنائے کہا۔

"لیکن دِیر تو سب سے پیارے ہیں مجھے سب سے زیادہ دِیر ہی پسند ہیں" داہلیہ کی بات پر سب نے ہی اس دیر کی دیوانی کے شرم سے لال ہوتے چہرے کو غور سے دیکھا تو کان لگا کر لڑکیوں کی بات سنتے ضیام، دآیان، نوفل کا منہ بنا داہلیہ کتنی اچھی تھی وہ ہمیشہ ماہ دِیر کی تعریف کرتی تھی جبکہ ان کی گرلز تو ہمیشہ ان کے لیے منہ سے آگ نکالتی تھیں ان تینوں نے نا آئے آنسو صاف کرتے سوچا۔

"سیکھو کچھ سیکھو تم لوگ" ضیام نے کمرے میں داخل ہوتے سب لڑکیوں کو شرم دلانی چاہی پہلے تو لڑکیوں نے ان تینوں کو اپنے کمرے میں دیکھ کر بھویں چڑھائی اور پھر ضیام کی بات پر متوجہ ہوئیں۔

"کیا ؟؟" داہلیہ کے علاوہ سب نے یک زبان پوچھا۔

"داہلیہ ماہ دِیر کی کیسے تعریف کرتی ہے اور ایک تم لوگ ہو جو منہ میں کوئلے کی کان لے کر اگلتی ہو اپنے بوائز کے لیے" نوفل نے حمامہ کو گھورتے ہوئے سب سے کہا تو سب نے آنکھیں گھمائی۔

"تم لوگ بھی ماہ دِیر کی طرح ہو جاؤ وہ ہم بھی داہلیہ کی زبان بولا کرے گے پھر" حمامہ نے بھی دوبدوک کہا۔

"مطلب صرف ایک لڑکی کو دیکھے... استغفر اللہ.. مجھ سے تو سوچا بھی نہیں جا رہا" ضیام نے حمامہ کی بات سنتے باقاعدہ کانوں کو ہاتھ لگائے کہا تو تمام لڑکیوں کے نعمل سمیت منہ کھل گیا جبکہ داہلیہ ضیام کی بات پر کھلکھلائی۔

"کیا مطلب ہے ضیام تمہارا؟؟" نعمل نے دونوں ہاتھ کمر پر ٹکائے ضیام کو گھورا نعمل کو دیکھتے ضیام نے زبان دانتوں تلے دبائی۔

"غلطی ہو گئی بندہ ناچیز ہو" ضیام نے فورا دونوں کان پکڑے کہا۔

"تم ناچیز نہیں بڑی گندی چیز ہو" نعمل نے دوبدوک کہا۔

"شرم کرو لڑکی مانا میں تمہارا ہونے والا ہزبینڈ ہو مگر یوں کھلم کھلا مجھ پر لائن مار رہی ہو

میرا نہیں تو اپنے بھائی کا ہی خیال کر لو "ضیام نے نہایت شریف بنتے نعمل کی بات

کو اپنے حسن کا قصیدہ سمجھتے بولا تو نوفل کا ضیام کی بات پر منہ لال ہوا اور ضیام کی

پیٹھ .. کیونکہ نوفل نے بنا کسی کی پرواہ کیے اب ایک مکا ضیام کو جڑ دیا تھا۔

"یہاں کیا ہو رہا ہے ؟؟" دلکش ہاتھ میں مہندی لیے وہاں کا ماحول گرم دیکھتی گویا ہوئی

وہ اپنی بہو کو اپنے ہاتھوں سے مہندی لگانا چاہتی تھی اور اسی غرض سے لڑکیوں

کے کمرے میں پہنچی تھی اس کے بعد اسے اور بھی بہت سے کام تھے ڈیول کے

خاص مہمانوں کو آنا تھا اور پھر نکاح میں بھی تو چند گھنٹے رہ گئے تھے۔

"کرسٹل باربی آپ کے بیٹے کی تعریف "ضیام نے ایک ڈمپل کی نمائش کرتے اپنی

پیٹھ کو نا محسوس طریقے سے سہلاتے کہا۔

"اور ہماری برائیاں "دآیان نے افسوس سے کہا تو دلکش دآیان کی بات پر مسکرا

دی۔

"تو حرکتیں سدھارو اپنی" دلکش نے سب کو ڈپٹا۔

"دا ہم میں تمہاری جان لے لوگی .. تم نہایت ہی ۔۔۔۔" ہالے جو کہ لڑکیوں کے روم

میں داخل ہو رہی تھی اپنے پیچھے آتے داہم کو دیکھتی غصے سے چیخی تمام بچیوں، دلکش اور لڑکوں نے گردن گھما کر ہالے کا سرخ چہرہ دیکھا۔

"رومینٹک اور بے شرم انسان ہو..جانتا ہو زرا رومینٹک تم بھی ہو جاؤ تاکہ میں ایک اور بیبی پلین کر سکو جلالی عورت۔۔" بندہ بے شرم ہو مگر داہم وہاب خانزادہ نا ہو یہ ہانک لگانے والے تمام مرد حضرات تھے جو اپنی بیویوں کو ڈھونڈتے لڑکیوں کے کمرے میں پہنچنے لگے تھے کہ ہالے اور داہم کی لڑائی دیکھتے لقمہ دے گئے ان کی بات پر ہالے خفیف سی چھپ گئی جبکہ داہم بے شرموں کی طرح پوری دانتوں کی نمائش کر لیا۔

"کیا ہوا ہے تم کیوں ہالے کو پریشان کر رہے ہو چھوٹے خانزادہ" دلکش نے ہالے کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتے داہم کو گھورا۔

"میں تو اس سے کب سے کہ رہا ہو کرسٹل باربی کے داہلیہ کی آج شادی ہو جائے گی تو ہم کیونہ ایک اور بیبی۔۔۔" داہم اپنی بات مکمل کرتا کہ ہالے چیخی اور داہم مصافحہ کرتا دونوں ہاتھ سلینڈر کے انداز میں کھڑا کر گیا تو دلکش سمت سب ہی مسکرا دئیے

جبکہ ہالے سر جھٹکتی لڑکیوں کے روم میں گھس گئی تو دلکش بھی ہالے کے پیچھے جاتی لڑکوں کو روم سے باہر نکال گئی مرد حضرات وہاں بھی اپنی بیویوں کو نا پاتے کچن کی طرف بڑھ گئے تو داہم بھی بڑوں کے بیچ بیٹھنے کا سوچتا لاونج کا رخ کر گیا۔

دلکش نے محبت سے داہلیہ کو مہندی لگاتے اس پر ماہ دِیر لکھا تھا جو داہلیہ کو بہت پسند آیا تھا وہ اپنی مہندی سب سے پہلے ماہ دِیر کو دیکھانا چاہتی تھی وجہ یہ تھی کہ ماہ دِیر کو داہلیہ کے ہاتھوں پر مہندی بہت پسند تھی وہ ہمیشہ عید تہواروں پر جب بھی مہندی لگاتی تو ماہ دِیر ہمیشہ داہلیہ کے مہندی سے سجے ہاتھوں کو سب سے پہلے دیکھتا تھا دلکش نے نرمی سے داہلیہ کو منع کرتے کہا کہ جب تھوڑی سوکھ جائے تو جانا کسی چیز سے ٹکرا گئی تو مہندی بھی خراب ہوگی اور تمہیں بھی چوٹ لگ جائے گی داہلیہ اپنی ساسوں موم کی بات مانتے ہوئے مہندی سکھانے کی تک و اتاک میں تھی جس میں وہ جلد ہی کامیاب بھی ہو چکی تھی مہندی بس کچھ کچھ جگہ سے ہی گیلی تھی اور داہلیہ سے اب مزید صبر نہیں ہو رہا تھا اس لیے وہ فوراً کمرے سے نکلی ماہ دِیر بلیک شلوار قمیض میں گولڈن واسکٹ پہنے ایک ایک قدم اٹھاتا لاونج میں بیٹھے مرد حضرات کی سمت جا رہا تھا کیونکہ اس کا کونگ بھی تو وہی تھا وہ مافیا کونگ کا کرسٹل ڈینجر تھا یہ نام ضیغم

نے ہی ماہ دِیر کو دیا تھا جبکہ ضیغم کو کونگ کا لقب اس کے سسر دلشاد وہاب خانزادہ نے دیا تھا کیونکہ وہ ہو بہو اپنے باپ جیسا تھا ڈیول کو مافیا کنگ نام سے مخاطب کرتے تھے تو ضیغم کو مافیا کونگ سے مخاطب کیا جائے گا وہ دونوں لفظ بادشاہت کے لیے جو استعمال ہوتے تھے ۔۔ ماہ دِیر اپنے روپ شہزادہ بنے اپنی دھن میں چل رہا تھا وہ ہمیشہ سے ہی نفاست پسند تھا جب سائیڈ سے آتی داہلیہ ماہ دیر سے ٹکرائی داہلیہ گرتی کہ ماہ دیر نے داہلیہ کو دونوں ہاتھوں سے تھام لیا ، جبکہ داہلیہ نے مہندی لگے ہاتھوں کو ماہ دِیر کے سینے پر رکھتے خود کو بچایا ۔

"آئی ایم سوری ۔۔ مجھے لگا میں گر جاؤں گی ۔۔ دِیر آپ کی واسکٹ پر مہندی" داہلیہ نے ماہ دِیر کے گولڈن واسکٹ پر اپنی مہندی کے ڈیزائن کا ہلکا چھاپ دیکھتے دانتوں تلے ہونٹ دباتے شرمندگی سے سر جھکائے معصومیت سے کہا ، وہ جانتی تھی ماہ دیر کو داغ سخت ناپسند ہے مگر وہ یہ بھی جانتی تھی کہ ماہ دِیر پری کو ہمیشہ معاف کرنے کو تیار رہتا ہے وہ پری کا اس سے بڑھ کر خیال رکھتا ہے لیکن پھر بھی پری ہمیشہ گھبرا جاتی تھی ۔

"ماہ دِیر کے ہوتے اس کی پری کبھی گر نہیں سکتی ۔۔ اور رہی یہ مہندی کی بات تو تم چاہوں تو اور بھی گا سکتی ہو مجھے خوشی ہوگی "ماہ دیر مسکراتا اپنی گھبرائی ہوئی پری سے گویا ہوا تو داہلیہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"پری یہ نہیں کیا کرو۔۔مجھے نہیں پسند تمہیں پتا ہے نا "ماہ دیر نے داہلیہ کی چن پر انگھوٹا ٹکائے اس کے نچلے لب کو داہلیہ کے دانتوں کی قید سے آزاد کرتے کہا۔

"تمہاری مہندی تو خراب نہیں ہوئی نا؟؟"ماہ دیر نے داہلیہ کے دونوں ہاتھوں کو کلائیوں سے تھامتے ہوئے پوچھا، ماہ دیر داہلیہ کی ہتھیلی پر اپنا نام لکھا دیکھ کر محوت سے اسے دیکھنے لگا۔

"مجھے آج سے پہلے نا اپنا نام اور نا ہی تمہارے ہاتھوں پر مہندی اتنی پیاری لگی ہے جتنی آج لگ رہی ہے۔۔ اٹس امیزنگ "ماہ دِیر نے جیسے کھوئے کھوئے ہوش اڑے انداز میں کہا تو داہلیہ مسکرائی اور اتنے میں ہی داہم وہاں اپنی بیٹی اور داماد کو دیکھتا پہنچا۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں ؟؟"داہم نے ایبرو ریز کرتے سینے پر دونوں ہاتھ فولڈ کیے پوچھا۔

"پیار "ماہِ دیر نے اپنی محوت میں خلل محسوس کرتے مسکراتے بنا داہم کو دیکھے کہا جبکہ ماہِ دیر کی بات پر داہلیہ کا چہرہ سرخ ہوا تو داہم کو صدمہ ہوا وہ اپنے داماد کا نعرہ شریف لفظوں میں لگاتا تھا اور اس کا داماد سات سال کی عمر میں اس کی بیٹی سے پیار کررہا تھا۔

"ڈوب مرو شرم سے ماہ دیر ماہر خلیل "داہم نے کہا تو ماہِ دیر ہوش میں آتا داہم کو دیکھنے لگا ماہِ دیر نے سپاٹ چہرے سے بنا ڈر ظاہر کیے داہلیہ کے ہاتھوں کو نرمی سے چھوڑا اور اپنے سسر کو دیکھنے لگا جو خونخوار نظروں سے ماہِ دیر کو دیکھ رہا تھا داہلیہ تو رستہ صاف دیکھتی فورا وہاں سے کھسک لی اب وہ داماد اور سسر ہی بچے تھے۔

"آپ کی بیٹی شادی کیے بنا بیوہ ہو جائے گی "ماہِ دیر نے کہا تو داہم کو اپنے کانوں پر جیسے یقین ہی نہیں ہوا یہ الفاظ اس کے شریف داماد کے تھے۔

"سدھر جاؤ مانا میں بہت شریف ،ہینڈسم نوجوان سسر ہو مگر مجھے جلالی بننے میں دیر بھی نہیں لگے گی "داہم نے باقاعدہ ہاتھ نچا کر ماہِ دیر کو ڈرانا چاہا۔

"مانا میں بھی بہت شریف ،ہینڈسم داماد ہو لیکن اپنے جلالی سسر کو پر سکون کرنے کے

لیے میں بھی آپ کی ڈاکٹر شیلہ سے فلرٹنگ والی بات اپنی ساس کو بتا سکتا ہوں کیونکہ وہ ہی آپ کے جلال کو حلال کر سکتی ہیں" ماہ دیر نے بھی داہم کی طرح دونوں ہاتھ سینے پر فولڈ کیے کہا تو داہم کو وہ ہاسپٹل کا منظر یاد آیا جب وہ ڈاکٹر شیلہ سے فلرٹنگ کر رہا تھا اور ماہ دِیر ماہر کے ساتھ یوں ہی ہاسپٹل کا چکر لگانے وہاں پہنچا تھا وہ باپ بیٹے کافی دیر تک داہم کی فلرٹنگ کو بنا داہم کو خبر ہوئے ملاحظہ فرما رہے تھے داہم نے اپنے شریف بلیک میلر داماد کو دیکھتے دانت پیسے جو اپنے سسر کو خاموشی سے خود کو گھورتا پا کر جلا دینے والی مسکراہٹ پاس کرتا وہاں سے کونگ کی طرف قدم بڑھا گیا۔

"تم کیوں صدمہ میں ہو؟؟" ماہر نے داہم کے پاس آتے کہا تو داہم نے رخ موڑے اپنے سمدھی کو خونخوار نظروں سے دیکھا۔

"بلیک میلر داماد کا باپ۔۔۔ہنننہ" داہم نے کہتے وہاں سے مرد حضرات کی طرف رخ کیا تو ماہر بھی ناسمجھی سے کندھے اچکاتا داہم کی پشت کو دیکھنے لگا۔

لڑکیوں کو تیار کرتے ان کی مائیں جلے پیر کی بلی کی طرح ادھر سے ادھر گھوم رہیں تھیں اور ایک وہ لڑکیاں تھیں خاص کر ضیام کی نوٹی معشوقہ جو انھیں انگلیوں پر نچائے

تیار ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی نعمل کے مطابق شادی سے پہلے مہندی ہوتی ہے جس میں ڈانس ہوتا ہے اب ان کی ماؤں کی گھوریاں سے مہندی تو وہ لوگ لگوا چکی تھی لیکن نعمل باضد تھی اسے پوری گرل گینگ کے ساتھ ڈانس کرنا ہے جس کی پریکٹس وہ فارم ہاؤس اور کل رات بھی کرتی رہی تھی اور تمام لڑکیاں بھی نعمل کا ساتھ دے رہی تھیں نعمل کو حلہ گلا بہت پسند تھا تو آیت نے لڑکیوں کی بات مانتے انھیں تیار کرنے کے بعد ہال میں ڈنس کرنے کی اجازت دی تھی۔

حمامہ نے سفید رنگ کا شرارہ پہنا تھا جس میں چھوٹی جیولری کے ساتھ ماتھے پر بندیا سجائے ہاتھوں میں سرخ چوڑیاں پہنے سرخ رنگ کا ڈوپٹہ سر پر پنوں سے سیٹ کیے وہ بے حد پیاری لگ رہی تھی تو نوفل نے بھی سفید رنگ کا ہی کرتا پجامہ اور سرخ واسکٹ پہنا ہوا تھا۔۔ داہلیہ نے پنک پیچ رنگ کا شرارہ پہنا تھا اور جیولری میں ماتھے پر بندیا سجائے ہاتھوں میں سرخ چوڑیاں پہنے اور حمامہ کی طرف سرخ ہی ڈوپٹہ سر پر ٹکائے وہ اپنے دِیر کی چھوٹی سی دلہن لگ رہی تھی تو ماہ دیر نے البتہ بلیک شلوار قمیض پہنی تھی لیکن داہلیہ کی مہندی کا داغ واسکٹ پر لگنے کی وجہ سے وہ داہلیہ سے میچنگ کرتا پجامہ لیے تیار ہوا تھا (ان سب کپل کی میچنگ کی گئی تھی لیکن ماہ دِیر کو

بلیک کلر پسند تھا اور داہلیہ کو بھی ماہِ دیر بلیک شلوار قمیص میں اچھا لگتا تھا تو ماہ دیر نے بلیک ہی پہننے کا کہا تھا) اب واسکٹ سرخ رنگ کا تھا وہ بھی اپنی پری کا چھوٹا سا دلہا لگ رہا تھا۔۔دیانہ نے گولڈن رنگ کا شرارہ پہنا تھا اور وہ بھی حمامہ اور داہلیہ کی طرح سرخ چوڑیاں اور ڈوپٹہ اوڑھے بہت پیاری لگ رہی تھی تو ضیغم بھی اپنی ماں کی خوشی کے لیے گولڈن شلوار قمیض پر سرخ واسکٹ پہنے پیارا لگ رہا تھا۔۔ نعمل نے پیرٹ گرین کلر کا شرارہ اور زرقاء نے اوف وائٹ سلور کلر کا شرارہ پہنے لڑکیوں کی طرح ہی سرخ ڈوپٹہ اوڑھے پیاری لگ رہی تھیں تو ضیام اور دآیان بھی نعمل اور زرقاء کا میچنگ کلر کے کرتے پجامے میں ملبوس سرخ واسکٹ پہنے بہت پیارے لگ رہے تھے تو حمیم نے تمام مرد حضرات کی طرف بلیک کرتا پجامہ زیب تن کیا تھا تو خواتین بھی خوبصورت ساڑھیاں پہنے اپنے شوہروں کے دلوں پر بجلی گرا رہی تھیں۔۔ڈیول، دلشاد، داہم، نوریز اور ہشام کی آنکھیں اپنی بیٹوں کو چھوٹے سے دلہن روپ میں دیکھتی نم ہوئیں تھیں انھیں ان کی پیدائش کا وقت یاد آیا تھا انھوں نے اپنی بیٹوں کا صدقہ اتارتے ان کا ہر غم اپنے اوپر لینے کی دعا کی تھی۔۔ کاشان، احان اور وہاب صاحب، زریش اور جنت بیگم بھی بچیوں اور لڑکوں پر

صدقہ واری ہوئیں تھیں اور انھیں اپنی بے تحاشہ قیمتی دعائیں دے چکی تھیں سارے انتظامات ہو چکے تھے اب بس خاص مہمانوں کی آمد باقی تھیں اور پھر نکاح کا فریضہ انجام پانا تھا۔۔

نعمل نے پھر اپنی ڈانس کی ضد کی تو تمام مرد اور خواتین ہی بزرگوں کے ساتھ بچیوں کی پرفارمینس کو دیکھنے کے لیے براجمان ہوئے بچیاں اپنے شرارے کو سنبھال نہیں پا رہی تھی تو وہ سب ہی ڈانس کرنے سے منع کر چکی تھی جس پر نعمل ناراض ہوئی مگر اپنی دوستوں کی پریشانی کو سمجھتی مان گئی اب وہ لوگ نعمل کی طرح سٹرانگ نہیں تھی جو شرارہ کیا لہنگے کے ساتھ بھی ڈانس کرنے کو تیار ہو جاتیں البتہ لڑکے خاموشی سے بس ضیام کو ہی دیکھ رہے تھے جو مبہم سا مسکرا رہا تھا یقیناً اب ضیام نے نعمل کی پرفارمینس میں اینڑی مارنی ہوگی۔۔ سب نے سوچتے ہی سر جھٹکا جبکہ نوفل نے ضیام کو آنکھوں سے وارننگ دی جسے ضیام نے آنکھیں گھمائے اگنور لیا۔۔ گانے بیچ سے شروع کیا گیا تھا جس پر نعمل نے ڈانس پریکٹس کی تھی۔۔

Ho Naa Juda khat mein toh lakhon gira doon

Saare arsh wale dharti pe laa doon

Main hoon husan mujhse bach ke hi rehna

Main hi muqaddar Bana doon, mita doon

(نعمل ڈانس کرتی سب کو مسکرانے پر مجبور کر گئی تھی جبکہ ضیام نعمل کو دیکھا ایک ہاتھ دل پر رکھے آنکھ ونگ کر گیا تھا جس پر نعمل جس کا دھیان ضیام کی ہی طرح تھا ایٹیوڈ سے ضیام کو دیکھتی بال جھٹک گئی)

Tu Kar naa mana mujhe apna banna

Abb aise tamashaa banna na

(ضیام نعمل کی ادا پر مسکراتا ایک ڈمپل

لی نمائش کرتا فلور پر دونوں پاؤں سلیپ

کرتا نعمل کا رستہ روک گیا تو پرفارمینس دیکھتے سب بڑوں کے قہقہے چھوٹے تو لڑکے اور لڑکیاں بھی مسکرا دی سوائے نوفل کے)

Teri minnat karoon, Teri khatir maroon

Teri darr ke siwa Na thi kaana

(ضیام نعمل کے آگے ہاتھ جوڑتا سٹیپ کرتا نعمل کے گرد گھومنے لگا جبکہ نوفل نے ضیام کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا لیکن وہاں فرق کس کو پڑ رہا تھا ضیام اگنور کرتا اپنی نوٹی معشوقہ کے لیے ناچنے میں مگن تھا)

Tu tto thodi meethi Thodi si hai zeherili re

Jaise garmi ki hotapti si dupahari re

(ضیام کو اپنے ارد گرد دیکھتی نعمل نے

ضیام کے پیر پر اپنا پیر مارا مگر ضیام کو

جیسے کوئی فرق ہی نا پڑا ہو)

Haule se kare dil pe tu halla re

Ho teri taarife karta Mohalla re

(ضیام ایک ہاتھ سے اچانک نعمل کو گھوماتا اس کے سر کو چکرانے پر مجبور کر گیا جبکہ
ضیام کی پرفارمینس کو ہر کوئی انجوائے کر رہا تھا)

Ho baatien hai meri hathiyar

Hayye naino se Karti hoon shikaar

Main do dhari talwaar yaar

(نعمل ضیام کو دونوں ہاتھوں سے دھکا دیتی پیچھے دھکیل کر سٹیپ کرنے لگی)

..chahat Badi meri mehangi padegi

Naagin nazar yaara jab jab ladegi

Jee na sakoge to mar na sakoge

Banke zehar yun mohabbat

chadhegi

(ضیام اب نعمل کے ہم قدم ہوتا نعمل کی کوشش ناکام بناتے اسے گھوما کر پھر اپنی

طرف کر گیا تو نعمل بھی لرکس پر انگلی اٹھاتی ضیام کو وارن کرنے لگی جیسے آنے والی زندگی کے بارے میں آگاہ کر رہی ہو اور ضیام کو ڈرانا چاہتی ہو مگر یہاں فرق کس کو پڑ رہا تھا وہ تو خود چاہتا تھا نعمل یہ سب کرے اور اس کا اظہار ضیام نے دونوں ہاتھ دل پر رکھے سر کو خم کیے کیا تھا جس پر حمیم نے سیٹی بجائی تھی تو نوفل نے غصے سے اس کا منہ بند کیا تھا ایک بار پھر یہ جگل بندی دیکھتے سب کھلکھلا دیے)

Teri hasrat hui meri aafat huyi

Tere bin hoga ab naa guzaara

Tere saare sitam, tere sare zulam han ji han ji mujhe hai gawara

Tu toh thodi meeti thodi si hai zeherili re

Jaise germi ki ho tapti duphari re

Haule se kere dil pe tu halla re

Ho teri taarife karta Mohaalla re

Horehne de tu yeh iqraar

Haye naino ka Karti hoon shikaar

Main do dhari Talwaar yaar

Oho Main do dhari talwaar yaar

(ضیام دل ہار جانے والی ادا لیے نعمل کا ساتھ دیتا ڈانس کرنے لگا جو کہ اس نے گرلز پر نظر رکھتے ہوئے بہت محنت سے سیکھا تھا تو سب ہی ان کی جوڑی کو سلامت رہنے کی دعا دیتے ان کی نظر اتار گئے)

****

"تمہیں میں کیسی لگ رہی ہو خانزادے" زرقاء دآیان کے پاس آتی ہوئی بولی دآیان نے پاؤں سے سر تک نظریں اٹھائے ایک نظر اپنی نیلی بندریا کو دیکھا جو آج اسے بہت پیاری لگ رہی تھی۔

"بلکل پھولوں کے گلستان جیسی" دآیان کی نظر کچھ دیر پہلے زرقاء کے پہنے گجروں پر ٹکی تھی اور ان چھوٹے سے گجروں کو اپنی نیلی بندریا کے خوبصورت مہندی سجے

ہاتھوں میں دیکھتے وہ محوت سے گویا ہوا تھا۔

"لیکن تم تو بلکل بندر لگ رہے ہو۔۔۔ہننہ۔۔۔"زرقاء اپنی تعریف سنتی مسکراتی ہوئی دآیان کو اپنی زبان کے جوہر دیکھا گئی دآیان ایک دم سیدھا ہوتا ہوش میں آیا۔

"ارے مافیا خاندان کی نیلی بندریا۔۔۔تم بھی وہ گلستان لگ رہی ہو جو اجڑ کر چڑیل گھر بن گیا ہو"دآیان نے بھی زرقاء سے حساب بے باک کیا جسے سنتے زرقاء نے خونخوار نظروں سے کمر پر ہاتھ ٹکاتے دآیان کو گھورا۔

"میں تمہارا خون کردوگی بندر خانزادے"زرقاء نے غرا کر کہا۔

"نیلی بندریا...چڑیل ہو تم...Don't behave like a Dayan" دآیان مسکراتا ایک آنکھ ونگ کرتا نوفل کی طرف قدم بڑھا گیا جبکہ زرقاء پیر پٹختی دآیان کی شکایت عنایہ کو لگانے کے لیے چل پڑی۔

"حمامہ تم کچھ دیر کے لیے لڑکیوں کی طرح نارمل بیہیو نہیں کر سکتیں"نوفل جو ابھی ڈائینگ ٹیبل کی چئیر کھسکاتے ہوئے بیٹھا تھا حمامہ کو اپنے پاس آتے وہ بھی دلہن بنے چاقو ہاتھ میں لیے دیکھ کر بے زاریت سے گویا ہوا۔

"یوسفزئی میں لڑکی ہی ہو.... اپنی آنکھوں کا علاج کرواؤ "حمامہ نوفل کی بات سنتے منہ بنا کر بنا نوفل کا اشارہ سمجھے بولی۔

"تم اپنی عقل کا استعمال کرو خان کی چڑیل چاقو لے کر میرے سر پر کھڑی ہو یہ حرکت کونسی لڑکی کرتی ہے۔۔؟؟"نوفل نے حمامہ کی عقل پر ماتم کرتے کہا۔

"حمامہ حشام خان۔۔۔دی مافیا گرل "حمامہ نے پھر بنا اثر لیے کہا۔

"اور تم نے مجھے چڑیل کس خوشی

میں کہا ہے؟؟" حمامہ کو نوفل کا چڑیل کہنا یاد آتے ایک ہاتھ کمر پر ٹکائے دوسرے سے چاقو لہراتے پوچھنا ضروری سمجھا۔

"اپنی قسمت پھوٹنے کی خوشی میں"نوفل نے دانت پیستے کہا اشارہ آج نکاح کی طرف تھا جس سے وہ اس مافیا خاندان کی خان کی چڑیل کو اپنا بنانے والا تھا لیکن حمامہ نے آنکھیں گھماتے بات جیسے سنے بنا اگنور کی اسے تو کسی اور چیز کی ہی جلدی تھی۔

"یوسفزئی میری بات سنو مجھے چاکلیٹ کھانی ہے اگر نہیں کھائی ابھی میں نے تو میں

فوت ہو جاؤگی تمہارے پاس چاکلیٹ ہے تو دے تو ورنہ" حمامہ نے مدعی کی بات پر آتے نوفل کو چاقو دیکھاتے دھمکایا جسے سنتے نوفل نے نفی میں سر ہلاتے ایک لمبی سانس کھینچی۔

"اتنے بڑے پیلس میں رہتی ہو اور شرم نہیں آتی تمہیں چوکلیٹ غنڈوں کی طرح مانگتے ہوئے" نوفل نے حمامہ کو شرم دلانی چاہی۔

"جو مزہ غنڈہ گردی اور چوکلیٹ چوری کر کے کھانے میں ہے وہ شرافت سے ملنے میں کہا ہے" حمامہ نے جیسے یوسفزئی کو اپنا راز بتایا تو نوفل نے مزید خان کی چڑیل سے بحث کرنے کے بجائے اپنی کرتے کی پوکٹ سے چاکلیٹ نکالتے جو وہ ہمیشہ حمامہ کے دھمکانے پر رکھتا تھا نکال کر حمامہ کے سامنے کی جسے چاقو رکھتے حمامہ نے فورا ریپر کھولتے کھانا شروع کیا حمامہ کو چاکلیٹ کھاتا دیکھ نوفل مسکرا دیا وہ حمامہ سے ڈرتا نہیں تھا بس اسے حمامہ کا غنڈیوں والا روپ پسند تھا وہ خود جو غنڈہ یوسفزئی تھا۔

"تم دیکھ کر نہیں چل سکتی" ضیغم جو اپنے روم کی طرف بڑھ رہا تھا اوپر سے نیچے

سیڑھیاں اترتی دیانہ کو شرارے میں الجھتے گرتا دیکھا اسے بچاتا ماتھے پر شکنیں لیے گویا ہوا۔

"تمہیں اگر یہ بیڈ شیٹ جیسا شرارہ پہنا پڑ جائے تب پوچھوں گی میں تمہیں" دیانہ جو اس شرارے کو سنبھالتی ہلکان ہو رہی تھی روہانسی ہو کر غصے سے سرخ ناک کے ساتھ گویا ہوئی لیکن اس کے الفاظ سنتے ضیغم کی شکنیں گھیری ہوئیں۔

"تمہارا دماغ ٹھیک ہے میں لڑکا ہوں میں کیوں پہنوں گا اسے" ضیغم نے غصے سے دیانہ سے کہا تو دیانہ جو کہ سینڈل کے نیچے شرارہ پھنسا چکی تھی ضیغم کو دیکھنے لگی۔

"تو اپنی زبان بند کرو اور دفع ہو جاؤ یہاں سے" دیانہ غصّے سے چیخی جبکہ اس کی بات پر ضیغم نے اپنی مٹھیاں بھینچ لی ضیغم سے آج تک کسی نے بھی اس طرح بات نہیں لی تھی جس طرح دیانہ کر رہی ضیغم کا دل کیا اس کی پیڑول جیسی زبان کو آگ لگا دے۔

"اپنی زبان کو تم قابو میں رکھو کوئین ٹوبی ورنہ سیڑھیوں سے دھکا دینے میں دو سیکنڈ نہیں لگاؤں گا سمجھی" ضیغم نیچے جھکتا دیانہ کی سینڈل سے شرارے کا جھالر نکالتا

سیدھا کھڑا ہوتا گویا ہوا دیانہ نے ضیغم کی آنکھوں کو سرخ ہوتا دیکھ تھوک نگلا۔

"تو تم ۔۔" دیانہ پھر اپنی زبان کے جوہر دکھاتی کہ ضیغم نے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھتے اسے چپ کروایا دیانہ نے سانس روک لی۔

"ابھی بنا آواز کیے نیچے جاؤ ورنہ ابھی ریلنگ سے نیچے پھینک دیتا ہوں چوائس از یورز" ضیغم نے کہا اور آنکھوں سے نیچے ہال کی طرف اشارہ کیا ضیغم سینے پر ہاتھ فولڈ کرتا دیانہ کو دیکھنے لگا جو ایک نظر نیچے دیکھتی سر جھکائے ضیغم کے سائیڈ سے نکلتی شرارہ سنبھالے سیڑھیاں اترنے لگی اور اس زینے کی آخری سیڑھی پر پہنچتے "نک چڑا کونگ "کہنا باآواز بلند کرتی نہیں بھولی تھی جسے سنتے اپنے کمرے کی طرف بڑھتے ضیغم نے اپنی مسکراہٹ روکنے کے لیے نچلے ہونٹ کو دانتوں میں دباتے سر نفی میں ہلایا تھا۔

دل دا معاملہ ہے دلبر....

اتنا زور ہے اس دل پر...

کھلبلی ہے دل کے اندر....

او مستی مست قلندر...

داہم اور ضیام ڈانس فلور پر ایک ساتھ اینٹری مارتے دائیں بائیں ہوتے سٹیپ کرنے لگے۔۔

او و...دل دا معاملہ ہے دلبر....

اتنا زور ہے اس دل پر....

کھلبلی ہے دل کے اندر....

او مستی مست قلندر...

پھر ان کی دوسری طرف سے جیک اور نوفل اینڑی مارتے ڈانس سٹیپ سرعت سے کرنے لگے۔۔

اتنے میں ڈیول اور دلشاد بھی دآیان اور ضیغم کے ساتھ اینڑی مارتے دھن کو اپنے

انداز میں عیاں کرنے لگے۔۔

1....2...3....4

دل دا معاملہ ہے دلبر....

اتنا زور ہے اس دل پر....

کھلبلی ہے دل کے اندر....

او مستی مست قلندر...

مستی مستی مستی مستی مست قلندر...

نوریز نے حمیم کے ساتھ اور ہشام نے ماہ دِیر کے ساتھ جبکہ ماہر نے وسط سے سنگل اینٹری ڈانس فلور پر ماری۔۔

وہ ابھی ڈانس ہی کرنے لگے تھے جب "ثوبان جازم داؤد" اور "فراج شازم داؤد"

نے ایڑی ماری اور کھلی باہوں سے نوریز اور دلشاد کے گلے لگے۔۔

او و مستی مستی مستی مست قلندر...

او و مستی مستی مستی مست قلندر...

وہ پھر مل کر ڈانس کرنے لگتے کہ "حداد عالم کفیر" اور "یازان اعظم کفیر" نے بھی ایڑی مارتے ڈیول اور ماہر کے گلے لگے داؤد خاندان اور کفیر خاندان آمنے سامنے تھے اور ایک دوسرے کو ضبط کی نظروں سے گھورنے لگے جب ڈیول اور دلشاد نے آگے ہوتے ان کا دھیان ڈانس پر مبذول کیا۔۔

اب تمام مرد حضرات ڈانس فلور پر تحلکہ مچاتے سٹیپس کرنے لگے جس پر تمام خواتین اور بچیوں نے زوروشور سے سیٹیاں بجائیں اور ان شہزادوں کی پرفارمینس لی داد پیش کی۔۔

کفیر خاندان اور داؤد خاندان کو اپنی خوشیوں میں مدعو کرنا ڈیول اور دلشاد کی مشترکہ خواہش تھی جس کا احترام کرتے وہ دونوں خاندان کے افراد اس شادی میں شرکت کر گئے تھے اب عشقِ صحرا کی کہانی کے اختتام پر ان کی کہانی شروع ہونے جو والی تھی دلشاد اور نوریز کی ثوبان اور حداد کی فیملیز سے واقفیت کے ساتھ ساتھ گہری دوستی بھی تھی بزنس کے سلسلے میں وہ دونوں ہی بزنس کی دنیا کے روشن ستارے بننے جا رہے تھے تو ڈیول کی دوستی ثوبان اور حداد سے پانچ سال پہلے حنان اعظم کفیر کے اڈمیمپٹ ٹو ریپ کیس کے سلسلے میں ہوئی تھیں اور تب سے ہی ان دونوں خاندانوں کے درمیان ایک دشمنی کا سلسلہ چلا تھا حبیب سوری نے اس پیچیدہ کیس کو نا حل کر پاتے ڈیول سے مدد طلب کی تھی لیکن بدیر ہی حنان اعظم کفیر نے اقبال جرم کرتے اس کیس میں ملبوس ہونے سے سب کو منع کرتے اپنی سزا خود تجویز کی تھی ان دونوں خاندانوں کے ڈیول اور دلشاد سے اچھے تعلقات تھے وہ لوگ دلشاد اور ڈیول کو اچھے سے جانتے تھے کہ وہ صرف حق اور سچ کا ساتھ دیتے ہیں ان کے دشمنوں سے ان کی دوستی داؤد خاندان اور کفیر خاندان کے ایک دوسرے کے خلاف خطرے کی بات نہیں ان کے تعلقات ڈیول اور دلشاد سے بہت مضبوط اور

ٹھہرے تھے ڈیول کی کئی جگہوں پر ان خاندانوں کی مدد کرنے پر تو دلشاد کے ساتھ دوستانہ اور بزنس کی بنا پر۔

"حداد حنان کیسا ہے؟؟" ڈیول نے خوبرو نوجوان تیس سالہ، وجاہت کے شہکار مرد سے پوچھا جس کی براؤن آنکھوں میں تکلیف کی لہر دوڑ گئی۔

"پتا نہیں ڈیول وہ ہم سے رہائی سے پہلے نہیں ملنا چاہتے.. لیکن جیلر سے معلومات ملتی ہے کہتا ہے کہ بہت خطرناک ہوگے ہیں بھائی" حداد کہتا آخر میں مسکرانے کی کوشش کرتا مسکرا ابھی نا پایا تو ڈیول نے اس کا شانہ تھپتھپایا۔

"بہت جلد واپس اجائے گے بھائی... انشاء اللہ" یازان نے اپنے بڑے بھائی کی یاد میں اپنے دوسرے بھائی کی تکلیف محسوس کرتے اسے امید دی جس پر حداد مسکراتا سر اثبات میں ہلا گیا۔

"فراج اور یاسر نہیں آئے اور مصطفی بھی نہیں آیا" نوریز نے شکایتی انداز میں ثوبان سے کہا جو اوشن نیلی آنکھوں میں مبہم سا مسکرایا۔

"فراج اماں جان کے ساتھ منگی کے فنکشن کی تیاریوں میں مصروف تھا تو یاسر بھی

فراج کے ساتھ تھا" ثوبان نے وضاحت دی۔

"تم دو سنبھال لو گے؟؟" نوریز نے ثوبان کی منکوحہ کے ہوتے ہوئے منگی کرنے پر کہا تو ثوبان قہقہہ لگا اٹھا۔

"میں دل وجان سے سنبھالنا چاہتا ہوں مگر ظالم سماج پہلی کو دسترس میں آنے نہیں دیتا" ثوبان نے آنکھ ونگ کرتے کہا تو فراج اپنے سے دو سال عمر میں بڑے بھائی کی معنیٰ خیزی بات سنتا سر جھٹکے مسکرا دیا تو دلشاد اور نوریز بھی قہقہہ لگا اٹھے۔

"مصطفی؟؟" دلشاد پھر مصطفی شاہ میر کے متعلق پوچھا تو فراج نے ایک لمبی سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد کی۔

"وہ چالیس دن کے لیے اسلامی جماعت میں گیا ہے" فراج نے کہا تو نوریز اور دلشاد کو کولڈرنک پیتے اچھو لگا۔

"ہیں؟؟" نوریز کے منہ سے یہی ایکسپریشن نکلا۔

"اماں جان نے اس کی شادی کی بات افق سے کی تھی تو وہ۔۔" فراج نے کہتے لب دانتوں میں دبایا تو ثوبان نے بھی نفی میں سر ہلایا مصطفی ان کی پھوپھو کا بیٹا تھا جس کی

خودکی پھوپھو یعنی ثوبان کی والدہ ثوبیہ بیگم تھیں مصطفی کسی بھی لڑکی سے شادی کرنے کو تیار تھا مگر افق سے نہیں اور اس کی وجہ بھی آپ کو جنون رقصم میں معلوم ہوگی ---

ثوبان اور فراج کو حداد اور یازان سے دور رکھنا تھا اس وجہ سے ڈیول ہشام داہم اور ماہر حداد اور یازان کو اٹینڈ کر رہے تھے تو دلشاد نوریز اور جیک ثوبان اور فراج کو ان چاروں کو اکیلا چھوڑنے کا مطالب تھا جنگ چھیڑنا جسے وہ لوگ اس خوشگوار ماحول میں چھیڑنا نہیں چاہتے تھے کاشان صاحب نے مولانا صاحب کو آتے دیکھ سب کو نکاح میں شریک ہونے کا کہا۔

کچھ ہی دیر میں تمام بچوں کا نکاح شروع ہو چکا تھا سب سے پہلے داہلیہ اور ماہ دِیر کا نکاح پڑھوایا گیا کیونکہ داہم کے مطابق داہلیہ مافیا خاندان کی بہو میں سب سے پہلے اس دنیا میں آئی تھی تو نکاح کی پہلی بہو کا پہلے ہونا چاہیے داہلیہ اور ماہ دِیر بہت خوش تھے جو اس کچی عمر میں ایک دوسرے کے خوش دلی سے پابند ہو چکے تھے پھر دیا نہ

اور ضیغم کا نکاح کروایا گیا جو ایک دوسرے کو گھورتے نکاح کے پاک پر سکون رشتے میں بندھ چکے تھے پھر نعمل اور ضیام کا نکاح پڑھوایا گیا جو ہنستے مسکراتے کھلکھلاتے اس رشتے میں اپنے قدم رکھ گئے اور ایسے ہی پھر زرقاء اور دآیان کا نکاح ہوا جو ایک دوسرے کے لیے بندر بندریا ہوتے ہوئے انسانوں کے پاک اور پہلے رشتے میں بندھ گئے تھے اور پھر آئی غنڈے کپل کی باری یعنی خان کی چڑیل اور غنڈے یوسفزئی ارے میرا مطلب ہے حمامہ اور نوفل کا نکاح ہوا تو پیلس میں خوشیوں کے شادیانے گونج اٹھے ہر کوئی ایک دوسرے سے گلے ملتے مبارک بات ایک دوسرے کو پیش کر رہے تھے حداد اور یازان سب کو مبارک بات دیتے وہاں سے کراچی ایک کانفرنس اٹینڈ کرنے کے لیے معزرت کرتے نکل چکے تھے تو ان کے جانے کے بعد ثوبان اور فراج بھی کشمیر کے لیے نکل گئے۔

وہاب صاحب اور زریش بیگم صوفے پر براجمان نئے نویلے دلہا دلہن کو محوت سے دیکھتے نظر اتار رہے تھے تو کاشان صاحب اور زریش بیگم بھی نوجوان ساس سسر کے آفیشلی نئے پوزیش ہولڈر نسل کو دیکھتے مسکرا رہے تھے ان کے ساتھ احان صاحب بھی سب کو مسکراتے دیکھ رہے تھے تو داہم اور ہالے نے محوت سے ماہ دِیر اور

داہلیہ کو ایک ساتھ دیکھتے ہوئے اپنا وقت یاد کیا۔۔۔نوریز اور نمل نے نوفل اور حمامہ کو ایک ساتھ دیکھتے نظر اتاری اور ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔۔۔دلشاد اور عنایہ نے دآیان اور زرقاء کو دیکھتے ایک دوسرے کے ہاتھ کو محبت سے تھامہ۔۔۔ آیت بھی ضیغم اور دیانہ کو ساتھ دیکھتی ڈیول کے کندھے پر سر ٹکا گئی جو خود محوت سے اپنے بیٹے بہو کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ماہ دیر اور دلکش نے ضیام اور نعمل کو لڑتا دیکھ مسکراتے نفی میں سر ہلایا اور اپنا وقت یاد کیا۔۔ہشام نے حمیم کو گود میں اٹھائے مہک کے شانے پر ہاتھ پھیلاتے اسے اپنے حصار میں لیا جو محوت سے حمامہ اور نوفل کو دیکھ رہی تھی۔۔۔جیک نے بھی سب کو دیکھتی مسکراتی ہوئی عائشہ کو اپنے حصار میں لیا جو جیک کو دیکھتی اس کے سینے پر سر ٹکا گئی۔۔ ان سب کی زندگیاں مکمل ہو چکی تھیں اور وہ سب ایک دوسرے کے ساتھ خوش نہیں بے حد خوش تھے

💞..............

تو کہی بہت دور ایک تین سال کا بچہ اپنی آنکھوں میں لہو لیے کئی مٹی گرد و غبار سے

میلے ہوئے بچوں کے بیچ ایک کونے میں بیٹھا اپنے آنسو رگڑ رہا تھا اس کے ہاتھ میں ایک تصویر تھی جو ایک شادی کے فنکشن کی خوشحال خاندانوں کی تصویر تھی اس بچے کی بھوری آنکھیں اس تصویر کو نفرت سے دیکھ رہی تھی جس میں دلہا نیلی آنکھوں والے شخص کے گلے میں ہاتھ ڈالتا اس کے گال پر کس کر رہا تھا تو دلہن مسکرا رہی تھی اس تصویر میں سات مرد اور سات عورتیں تھیں ہر ایک شخص خوش تھا وہ تصویر ان کی خوشیوں کی عکاسی تھی دفعتاً کسی عورت نے اس بچے کے شہد رنگ بالوں کو مٹھی میں جکڑتے اس کے چہرے کو اوپر اٹھایا۔

"غور سے دیکھ یہ سب دشمن ہے تیرے دشمن ۔۔ ان کو صحرا کی ریت میں تجھے تپتے ہوئے دفنانا ہے یہ ہی تیری زندگی کا مقصد ہے ۔۔ Evildeath" وہ عورت اس بچے کے کانوں زہر اگلتی اسے جھٹکا دے گئی اب پھر اس بچے کی نظریں اس تصویر پر تھی اور اس کے لب پھڑپھڑا رہے تھے "دشمن "۔۔

😈............

واپس چلتے ہیں اسلام آباد کے حسین منظر کی طرف جہاں سپریم کورٹ میں جسٹس

افتخار چوہدری کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا جس پر غرد چڑھے زمانے ہو چکے تھے وہ دیکھنے میں ایک عام سادہ سا خط معلوم ہوتا تھا دفعتاً جسٹس افتخار چوہدری نے جمال حفیظ کی فائل کے آخری پنے پر وصیت کی تاریخ دیکھی وہ تاریخ آج سے تین دن بعد اس دنیا میں نقش ہونی تھی پھر جسٹس صاحب نے اس خط کی دھول کو جھاڑا اور اپنے ساتھی وکیل کو دیتے پیلس کے ایڈریس پر روانہ کرنے کا حکم دیا اس خط کے ساتھ ایک چیز بھی تھی جس کی چمک آنکھوں پر پڑنے سے آنکھوں کو چندھیا دیتی تھی اسے جانچنے کی کسی کو بھی اجازت نا تھی اس بات کی تصدیق برسوں پہلے کر دی گئی تھی کہ وہ کوئی جان لیوا شے نہیں ہے لیکن یہ خط اور شے داہم وہاب خانزادہ کے لیے بنا روح کے جان نکلنے کا سامان تھی وہ خط اپنی منزل کی طرف رواں تھا اس خط کے ساتھ بہت سی زندگیاں اجڑنے والی بہت سے اپنے اپنوں سے دور جانے والے بہت سے دلوں میں محبت کی جگہ نفرت لینے والی تھی۔

عشقِ صحرا کی شروعات جن کرداروں کی پیدائش سے ہوئی ان کی کہانی عشقِ صحرا میں کچھ یوں موڑ لینے والی تھی۔

"مافیا کونگ"(ضیغم زین کمال)

ڈیول کا جانشین، نیلی آنکھوں میں محبت کے علاوہ ہر تاثر سجانے والا، ورلڈ بیسٹ ہیکر، اس کے ہاتھ کی نیلی رگوں کے تن جانے کا مطلب تھا کسی کی موت کا پروانہ جاری ہونا.....

"دیانہ دلشاد خانزادہ"

پیشے کی ڈاکٹر، کالی آنکھوں میں جنون سی تباہی رکھنے والی، مافیا خاندان سے نفرت کرنے والی خانزادی اور پھر اسی مافیا خاندان کے جانشین کو سپنوں میں دیکھنے والی محبت میں بے بس لڑکی ....

"کرسٹل ڈینجر"(ماہ دِیر ماہر خلیل)

کرسٹل آنکھوں میں تباہی لیے فرانس کا ڈون، پری کے عشق سے نفرت کا شکار

وجیہہ مرد، اپنے پہلے اور آخری عشق سے دل وجان سے نفرت کرنے کا عظم لینے والا......

"پری"(داہلیہ داہم خانزادہ)

ایک معصوم سی نازک لڑکی، اونچی آواز پر سہم جانے والی، برسوں سے اپنوں سے دور، راتوں کو اپنے دیر کو یاد کرکے سسکنے والی پریوں سے بھی پیاری اور پھولوں سے بھی نازک.....

چارمنگ خانزادہ(دآیان دلشاد خانزادہ)

ٹاپ بزنس ٹائیکون، خطرناک بائیک رائیڈر، کالی آنکھوں میں نیلی خوبصورتی کو سجائے اپنی بیوی کو پانے کے لیے مافیا خاندان سے بھڑنے کا حوصلہ رکھنے والا،
عشقِ صحرا میں اپنی بیوی کے عشق کا عاشق.....

"کیلر بیوٹی" (زرقاء زین کمال)

نیلی آنکھوں میں چمک ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے ہاتھوں سے بنا نشانہ باندھے نشانے پر فائر کرنے والی، ایک خانزادے سے عشق کرنے والی......

"لیوک مونسٹر" (ضیام زین کمال)

مافیا خاندان کا عیاش بیٹا، اس کے ہاتھ کو جھٹکا دے کر گردن سیدھا کرنا کسی کی قبر کھودنے کی نشانی تھی، جس کی رات کی رنگیلوں میں اس کا نشہ ایک نام سے اتر جاتا تھا وہ نام جس کے لیے وہ زندہ لاش بنے جی رہا تھا......

"نعمل نور یزیوسفزئی"

ایک زندہ دل ڈاکٹر، اپنے خاندان سے اپنے شہزادے کے لیے لڑنے والی، باحیا لڑکی جو ایک عیاش مونسٹر سے عشق کر بیٹھی تھی.......

"یوسفزئی " (نوفل نوریز یوسفزئی)

جو بزنس کی دنیا کا بادشاہ تھا ، شریفوں کے لیے شریف اور کمینوں کے لیے اول درجے کا کمینہ ، خان کی چڑیل سے عشق کرنے والا ، مافیا گرل کے عشق کا مارا ....

"مافیا گرل (حمامہ حشام خان)"

ڈینجر ٹولز کو سبزیوں کی طرح یوز کرنے والی ، نوفل یوسفزئی سے نفرت کے باوجود عشق کرنے والی ، دوستی کے لیے جان دینے سے بھی گریز نا کرنے والی .....

"چھوٹا خان (حمیم ہشام خان)"

مافیا خاندان کا سب سے چھوٹا بیٹا ، براون آنکھوں میں چمک سجائے ہمیشہ مسکرانے والا ، قتل کرتے خوف کی جگہ مسکرانے والا کول شخص ، اپنی منظور نظر

کا منتظر.......

"ایول ڈیتھ" (ایبک ارسلان میر)

سوفٹ وئیر کی دنیا کا ہیکر بادشاہ، اپنوں کو دشمن ماننے والا، اپنوں کی تباہی کا عظم لینے والا، ہارٹ لیس وجیہہ بھوری آنکھوں والا مرد، جس پر ہزاروں لڑکیاں مرتیں تھیں، ماں باپ کے زندہ ہوتے یتیموں کی زندگی گزارنے والا......

اس داستان میں نئے کردار بھی آنے والے تھے وہ کردار جو کچھ اس کہانی میں دشمنی سے شروعات کرنے والے تھے تو کچھ اس کہانی کا انجام عشق، محبت، پیار اور امن سے دینے والے تھے.....

"ایشمل ارسلان میر"

ارسلان میر کی آخری اولاد، مافیا خاندان کی چھوٹی اور لاڈلی نازک سی بیٹی، بھوری

آنکھوں والی بھورے لمبے بالوں کی رپنزل، اپنی معصومیت سے ایک خان کو دیوانہ کردینے والی.......

"دل خان"

مسکراہٹ میں درد چھپانے والا، ٹوٹے رشتوں کو جوڑنے والا خان، خود پسند شخص، وجاہت کا شہکار بزنس کی دنیا کا ناکارہ شخص، مافیا اور خانزادہ خاندان کے لیے آفت، اپنی سچائی کو پوشیدہ رکھنے والا، عشقِ صحرا میں ایک معصوم شہزادی سے عشق کرنے والا......

عشقِ صحرا کا اصل آغاز ان کرداروں کی کہانیوں سے شروع ہونے والا تھا اور اختتام سے تو سب ہی ناواقف تھے یہ کردار اپنی کہانیوں کو کس موڑ پر لے جانے والے تھے یہ تو وقت ہی بتانے والا تھا ایک جنگ کا آغاز ایک کہانی کے اختتام کے لیے ضروری تھا۔۔۔